اشاعت نمبر: ۴۷

إنّ من الشّعر حكمة. (رواه البخارى)

دِيوَانُ
الإِمَامِ الشّافِعیؒ

ابی عبد الله محمد بن ادریس الشافعیؒ

(۱۵۰ھ ۷۶۷م ـــ ۲۰۴ھ ۸۲۰م)

ترجمه و تشریح

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

ناشر

(حضرت مولانا مفتی) احمد دیولوی صاحب (دامت برکاتہم)

جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الھند

نام کتاب	ترجمه و تشریح دیوان الإمام الشافعیؒ
مترجم وشارح	حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی، دامت برکاتہم
ترتیب وتنقیح	حضرت مولانا عبدالرشید خانپوری ندوی، زیدمجدہ
ناشر	حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب، دامت برکاتہم
کمپیوٹرٹائپنگ وسیٹنگ	مولانا محمد شاکر بورسدی، فاضل، جامعہ جمبوسر
تعداد	۱۱۰۰، (گیارہ سو)
قیمت	۱۰۰، روپے

ناشر

شعبۂ نشرواشاعت

جامعہ علوم القرآن، بمقام جمبوسر، ضلع بھروچ، صوبہ گجرات، الھند

Jamiah Uloomul Quraan, by pass road
Jambusar (Dist. Bharuch) 392 150
Web: www.jamiahjambusar.com
E-mail : jamia@satyam.net.in
Tel. (02644) 220786 / 220286 Fax. 222677

انتساب

والدین مرحومین کے نام جنہوں نے نامساعد حالات میں بھی علوم اسلامیہ وعربیہ کی تعلیم میں لگا کر مجھ پر احسان عظیم فرمایا۔

مشفق اساتذۂ کرام کے نام جنہوں نے انتہائی شفقت اور مہربانی فرما کر دو لفظ لکھنے پڑھنے کے قابل بنایا۔

رفیقۂ حیات کے نام جس نے خدمت کا حق ادا کر کے مجھے گھریلو کاموں سے فارغ رکھا۔

فجزاهم الله تعالى جميعاً أحسن الجزاء

ترتيب القوافي

لترجمة ديوان الإمام الشافعي (رحمة الله عليه)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناشر نامہ

مفتی احمد دیولوی
رئیس: جامعہ علوم القرآن
جمبوسر، بھروچ، گجرات، الہند

سیدنا امام شافعیؒ آسمان علم کے وہ تابندہ ستارے ہیں؛ جس سے علمی دنیا ہر زمانے میں رہبری پاتی رہی، بالخصوص آپکی ذات فقہ اسلامی کے فلک پر نمودار ہونے والی وہ ذات ہے؛ جسکی روشنی، ایک عالم کو روشن کرتی رہی اور انشاء اللہ تا قیام ساعت روشن کرتی رہیگی، اسلئے کہ احکام اسلام کو اصول وضوابط میں منضبط کرکے؛ عمل کے اعتبار سے آسانی پیدا کرنے والے؛ چار معروف فقہی مسالک میں سے ایک کا تعلق؛ انہیں کی ذات بابرکت سے ہے، جسے لوگ فقہ شافعی سے موسوم کرتے ہیں۔ محمد بن ادریسؒ وہ نام ہے جو صفحۂ ہستی پر وجود پانیکے بعد سے آج تک صدہا کتابوں کی زینت، ہزارہا مما لک وفقہاء کی قیادت اور کروڑہا زبانوں کو لذت وحلاوت بخشتا رہا، یہی نہیں؛ حق تعالیٰ نے اس نام کے ساتھ نسبت وتعارف کے طور پر ان گنت دیگر ناموں کو جوڑ کر؛ زندہ تابندہ رہنے والے ناموں کی فہرست میں اس نام کو بھی شامل کرلیا،

ایں سعادت بزور بازو نیست، تانبخشد خدائے بخشندہ

امام شافعیؒ کی بے پناہ مقبولیت کا راز انکی خاندانی نسبت بھی ہے اور انکی ذاتی صلاحیت بھی، انکی والدہ کی محنت بھی ہے اور انکی طلب علم میں مشقت بھی، انکی خداداد ذہانت بھی ہے اور انکے اساتذہ کی شفقت بھی، انکا بے مثال حافظہ بھی ہے اور انکے شیوخ کا انکی شخصیت سازی کا لاثانی جذبہ بھی، انکی لغت دانی بھی ہے انکی نسب دانی بھی، انکا علوم قرآن سے بے پایاں لگاؤ بھی ہے اور احادیث بنویہ سے مثالی شغف بھی، انکے حصول علم کے طویل اسفار بھی ہیں اور علوم عربیہ کی صحرانوردی بھی، انکے کامیاب مناظرات بھی ہیں، انکی سیکڑوں تصانیف بھی، انکا تواضع بھی ہے انکا تصوف بھی، انکی سخاوت بھی ہے انکی شرافت بھی، انکی شجاعت بھی ہے انکی صاف

گوئی بھی ، انکی جرأت رندانہ بھی ، انکی جست قلندارانہ بھی ، انکی نرمی بھی ، انکی گرمی بھی ، انکا فہم بھی ، انکی فراست بھی ، انکی طبابت بھی انکی حذاقت بھی ، انکی حکمت بھی انکی دانائی بھی ، انکی عقل بھی ، انکی تدبیر بھی ، انکی قناعت بھی انکا استغناء بھی ، انکی دعوت نہاری بھی انکی آہ سحر گاہی بھی ، الغرض یہ آپکی ہمہ گیر شخصیت کے عناوین بھی ہیں اور آپ کی مقبولیت کے عوامل واسباب بھی ، اور سنت خداوندی ہیکہ جو بھی اپنے آپکو مذکورہ اوصاف کا حامل اور مکارم کا خوگر بنالے ؛ اللہ تعالیٰ کا فضل اوراسکی رحمت اسکی دستگیری کرکے بلندی کے منازل طے کرادیتی ہے۔

امام شافعیؒ نے غریب گھرانے میں آنکھ کھولنے اور یتیمی کے دور سے گذرنے کے باوجود شوق علم اور ذوق طلب کو ذرا بھی ماند نہ ہونے دیا ، مسئلہ معاش میں توکل کی راہ اختیار کرکے ، راہ علم کے راہی بن گئے ، عربوں میں عزت کا سبب مانے جانے والے علم الانساب میں سند کا درجہ حاصل کیا اور مردوں سے بڑھکر عورتوں کے انساب بھی ، جو کم یاد کیئے جاتے تھے ؛ یاد کرلئے ، علوم تاریخ ولغت پر گرفت کے لئے وقت کے مشہور قبیلے ہذیل میں طویل مدت رہکر ؛ ہذیلی شعراء کے دس ہزار اشعار زبانی یاد کرلئے ، قرآن کریم کی جانب توجہ کی تو سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم کی دولت سے مشرف ہوئے ، اور دس سال کی عمر میں حدیث کی پہلی کتاب مؤطا امام مالک حفظ کرکے خود مصنف کو چند مجلسوں میں سنادی ، تیرہ چودہ سال کی عمر میں فقہ مالکی کے بانی امام مالکؒ کی پرجلال مجلس میں طلاق کے ایک مسئلے کو " للاکثر حکم الکل " کے اصول پر حل کرکے فتوی کی اجازت حاصل کی اور معاً دیگر اساتذہ سے بھی فقہ وفتاوی میں اعتماد حاصل کیا ، تصنیف وتألیف کی طرف توجہ کی تو عمر کے صرف آخری چار سالوں میں خونی بواسیر کی شدید تکلیف کے باوجود ؛ قیام مصر کے دوران ؛ بقول ملا علی قاریؒ ایک سو تیرہ کتابیں اور بقول حضرت حسن بن علی مصریؒ دوسو کتابیں تصنیف فرمائیں ، جسمیں الرّسالۃ ، کتاب الأمّ اور کتاب السّنن جیسی کتابیں بھی شامل ہیں ، مناظرہ کے میدان میں قدم رکھا تو سب پر بھاری ثابت ہوئے اور مسکت جواب اور مضبوط دلائل سے سب کو خاموش کردیا ، شاہاں وقت نے بھی آپ کا لوہا مانا اور انعام واکرام سے نوازا ، علم فراست میں ایسا ید طولیٰ حاصل تھا کہ آپکا اندازہ کم غلط ثابت ہوتا ، علم طب اور قدیم اطبّاء بقراط ، سقراط ، جالینوس اور ارسطو کی کتابوں پر طبیبوں کے سامنے گفتگو ہوتی ؛

تو لوگوں کو شبہ ہوتا کہ آپکو علم طب ہی میں مہارت حاصل ہے، علم لغت اور فصاحت و بلاغت میں اتنی مہارت پیدا کی کہ وقت کے ادباء محض آپ کا کلام سننے کے لئے مجلس میں آنے لگے اور ارباب لغت نے آپکے کلام کو لغت میں بطور حجت وسند تسلیم کیا، علم تاریخ وایّام عرب میں لوگوں نے آپکے " **أعرف بالتاریخ** "ہونیکی شہادت دی۔

علوم القرآن میں امامؒ اپنی مہارت کو خود اسطرح بیان فرماتے ہیں؛ قرآن کریم میں ایسا کوئی کلمہ نہیں، جسکا مطلب محاورۂ عرب کے لحاظ سے میں نہ جانتا ہوں، وجوہ نظم قرآن مثلاً مجمل ،مبین، محکم، متشابہ، عام، خاص، ناسخ ومنسوخ، اعتبار، امثال، قصص، احکام، اسباب نزول اور محاورات عرب؛ سب پر آپکی غائر نظر تھی اور اپنی کتاب احکام القرآن میں اسکو تفصیل سے بیان بھی فرمایا، حدیث اور فقہ حدیث میں آپ کی صلاحیت واستعداد ڈھکی چھپی نہیں؛ سینکڑوں علماء حتی کہ آپکے اساتذہ نے بھی آپ کی حدیث میں مہارت تامہ کی شہادت دی، یہی نہیں؛ حدیث قبول یا رد کرنیکے آپ نے مستقل شرائط تیار فرمائے، تقوی، طہارت اور عبادت خداوندی میں آپ کے زمانے میں آپکی نظیر ملنا مشکل ہے؛ رات کے تین حصے کرتے، ایک تصنیف، کا ایک عبادت کا، ایک آرام کا، ہر ماہ تیس قرآن ختم فرماتے اور رمضان المبارک میں مکمل ساٹھ، کثرت درود کا اہتمام فرماتے، عظمت ومحبت رسول ﷺ کے پیش نظر اگر کوئی " **قال الرّسول** " کہتا تو ناراض ہوکر فرماتے یوں کہو" **قال رسول الله** ﷺ" ایسے سخی کہ بادشاہ وقت اور قدردانوں کی جانب سے ملنے والے انعامات واکرامات راستے ہی میں تقسیم کردیتے؛ آپکے شاگرد حضرت ربیع بن سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھے حساب لکھتے ہوئے دیکھکر فرمایا، کاغذ خراب مت کرو؛ میں نے تم سے کب حساب مانگا ہے؟ نثر ونظم میں ایسی مہارت کے مالک تھے کہ ایک بار خود فرمایا؛ اگر میں شعر گوئی کا پیشہ اختیار کرتا تو لبید سے بڑا شاعر ہوتا، آپکا جامع کلمات پر مشتمل پر از حکمت نثر بھی کتابوں میں محفوظ ہے؛ جسکو پڑھنے والا محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مجلس درس کی مقبولیت کا یہ حال تھا کہ جامع بغداد میں جہاں بیس بیس حلقہائے درس لگا کرتے تھے۔ آپ کی آمد کے بعد صرف تین رہ گئے۔ باقی سترہ حلقے آپ ہی کے حلقے میں تحلیل ہوگئے، درس کا یہ حال ہوتا کہ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک فقہ کا درس دیتے،

پھر حدیث شریف کا درس شروع ہوتا، اسکے بعد مجلس وعظ لگتی، پھر مذاکرات علمیہ ہوتے، ظہر کے بعد ادب، شعر شاعری، عروض، نحو، لغت وغیرہ کا درس ہوتا رہتا، عصر سے مغرب تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور رات کے تین حصے فرماتے، آپکی کتابوں کو نقل کرنیکے لئے کبھی کبھی آپکے شاگرد ربیع بن سلیمانؒ کے دروازے پر نوسو سواریاں کھڑی ہو جاتی، امام احمد بن حنبلؒ نے ایک مرتبہ " ما أحد مسّ محبرة وقلما الاّ وللشافعیؒ فی عنقه منّة" فرما کر امام شافعیؒ کی کتابوں کی جامعیت وافادیت کی شہادت دی، امام احمدؒ ہی نے دوسرے موقع سے فرمایا "الشافعیؒ فلیسوف اربعة أشیاء، فی اللّغة واختلاف النّاس، والمعانی والفقه" بزرگوں اور اساتذہ کا حد درجہ احترام فرماتے، حضرت امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ آتا تو فرماتے، سنو، لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کی اولاد ہیں، کسی نے آپ کے سامنے امام مالکؒ اور سفیان بن عیینہؒ کا ذکر فرمایا تو کہا؛ اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو حجاز سے علم حدیث ناپید ہو جاتا، الغرض ساٹھ سے متجاوز جلیل القدر ائمہ وقت اور ماہرین فن اساتذۂ کرام سے علم حاصل کرنے والے اور سینکڑوں اساطین امت وراہبران ملت، تلامذہ چھوڑنے والے امام شافعیؒ کے اوصاف اور مناقب وکمالات کہاں تک ذکر کئے جائیں؟

آپکے علم وفہم اور امت مسلمہ کو قرآن کریم، احادیث نبویہ اور فقہ اسلامی سے روشناس کرانیکی مساعئ جمیلہ کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی فقہی رہبری کے لئے خاص وقت میں آپ کو پیدا فرمایا؛ اور حق تعالی کی سنت بھی رہی ہیکہ اسنے وقت کی اہمیت، لوگوں کی ضرورت اور زمانے کے چیلنج کے اعتبار سے اس امت میں بے شمار اہل علم پیدا فرمائے؛ جنہوں نے اخلاص، درد، کڑھن اور بے پناہ ایثار کے ساتھ دین اسلام کی علمی خدمت کا فریضہ انجام دیا اور اشاعت علم کی راہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، انکے علوم کو اگر جمع کیا جائے تو اسکی روشنی کے سامنے سورج ماند پڑ جائے، انہیں بندگان خدا کی محنت، کاوش اور ایثار وفرمابرداری کا نتیجہ ہیکہ چودہ صدیاں بیت جانے کے باوجود آج قرآن وحدیث کا علم ہمارے سامنے اسطرح روشن اور تابناک ہے جیسے اسوقت تھا جب قرآن نازل ہوا تھا، جناب رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال، احوال ہمارے بیچ ٹھیک اسی طرح موجود ہیں جیسے کہ آپ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کے

سامنے فرمائے تھے، آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے مکمل موجود ہے، صحابۂ کرامؓ کے اقوال گویا ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں اور انکے افعال کے نقوش ہم اپنی آنکھوں سے گویا دیکھ رہے ہیں، یہ درحقیقت برکت ہے آنحضرت ﷺ کے انفاس قدسیہ کی، اور صلہ ہے صحابۂ کرامؓ کی جانی مالی قربانی اور علماء امت کے ایثار کا، اور یہ دراصل ظہور ہے اس وعدۂ خداوندی کا: جسکا اعلان اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ان الفاظ میں فرمایا ہے ''ہم ہی نے ذکر یعنی قرآن کریم کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں'' (الحجر:۹)

زیر نظر کتاب امام شافعیؒ کے مختلف مناسبتوں سے شاگردوں کے سامنے برملا کہے ہوئے اشعار کا مجموعہ ہے، جسکو امام شافعیؒ کے تلامذہ نے مختلف کتابوں میں اپنے استاذ کی جانب منسوب کرکے رقم فرمائے تھے اور بعد والوں نے یکجا کرکے، مستقل دیوان کی شکل دیکر '' **دیوان امام شافعیؒ** '' کے نام سے شائع کیے، دوران گفتگو، بغیر اہتمام کے: غیر ارادی طور پر کہے جانے والے یہ اشعار پڑھکر قاری خود ہی محسوس کریگا کہ امامؒ اگر باقاعدہ شعر شاعری کی جانب متوجہ ہوئے ہوتے تو یقیناً '' **أشعر من لبید** '' ہی نہیں '' **أشعر العرب** '' کہے جاتے، اسلئے کہ فصاحت، بلاغت، ادب، لغت اور عروض وقوافی کے قوانین کی رعایت کے ساتھ، مدح، ذم، مراثی، عشق، فخر، حماسۃ، مقابلہ اور اغراض فاسدہ ومقاصد غیر مرضیہ پر کلام کرنے والے شعراء تو تاریخ عرب میں ان گنت مل جائینگے مگر! معانی، حکمت، وعظ، عبرت، مکارم، اصلاح، اعتدال اور بلند اخلاق وبلند کردار کے مضامین پر مشتمل اشعار کہنے والے امام شافعیؒ کی طرح خال خال ہی نظر آئینگے، اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ آپکا کلام قرآن وسنت کا ترجمان اور ایک امامِ فقہ کو زیب دینے والا عالی کلام ہے اور امام علیہ الرحمۃ نے ایسے کلام کے ذریعہ بھی گویا امت کی، بالخصوص طالبان علوم نبوت کی بہترین خدمت فرمائی ہے۔ '' **جزاهم الله تعالیٰ عنّا وعن جميع المسلمين أحسن الجزاء** ''

جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الھند، کے شعبۂ نشر واشاعت کی نیک بختی وسعادت ہیکہ خطۂ گجرات کے مایۂ ناز فرزند، اپنے علمی وقار، متانت اور قابلیت واستعداد کے

حوالے سے ہندوستان کے طول وعرض میں پہچانی جانے والی شخصیت، بزرگوں کی یادگار، ملت کے غم خوار، استاذ الاساتذۃ، استاذ محترم حضرت مولانا عبد اللہ کاپودروی، دامت برکاتہم نے ''دیوان امام شافعیؒ'' کی ترتیب وتنقیح اور نشر واشاعت کے لئے اسکا انتخاب فرمایا، ہم حضرت مولانا جیسے سلیقہ مندی کے پابند اور صاف ستھرا ذوق رکھنے والے عالم دین کے انتخاب پر جہاں رشک وسرور کا احساس کرتے ہیں وہیں حق تعالی کے حضور شکر گذاری وثنا خوانی میں باہمہ جان وتن مصروف ہیں، '' **اللّٰھم لا نحصی ثناء علیک ،أنت کما أثنیت علی نفسک** ''

ترتیب وتنقیح کی اہم ذمہ داری مولانا محترم کے بلند ذوق کے عین مطابق کام کرنیکی صلاحیت وعادت رکھنے والے اور اس سے قبل شعبۂ نشر واشاعت کی وقیع خدمت انجام دینے والے جامعہ کے استاذ حدیث، عزیز گرامی، حضرت مولانا رشید ابراہیم ندوی خانپوری صاحب کو حوالے کی گئی، مولانا موصوف نے درسی مشغولیات اور دیگر مسئولیات کے باوجود یہ کام بحسن وخوبی انجام دیا، **والحمد للہ علی ذلک** ، اللہ تعالیٰ انکے علم عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور عافیت کے ساتھ مربوط ومستحکم علمی کاموں کے لئے قبول فرمائے، آمین۔

قارئین کرام سے جامعہ کے شعبۂ نشر واشاعت کی قابل قدر اشاعتوں سے مستفید ہونے؛ نیز علوم دینیہ کو آنے والی نسل تک امانت داری کے ساتھ منتقل کرنیکے اسکے عظیم ھدف کی؛ علمی، مالی، مشاورتی، وتشجیعی اعانت کرنے کی درخواست ہے۔ جامعہ اپنے منصوبوں کی تکمیل میں آپ کی نیم شبی دعاؤں کا بھی محتاج ہے، حق تعالی ملت کی اس امانت کو ہمہ جہت پروان چڑھائے اور جملہ شرور وفتن سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

(حضرت مولانا مفتی) احمد دیولوی (دامت برکاتہم)
مہتمم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات

مقدمہ طبع ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”دیوان الامام الشافعیؒ“ کے ترجمہ کا کام ۲۰۰۱ء میں مکمل ہو گیا تھا، اسکی طباعت ایک سال کے بعد ہوئی۔ عزیزم مولوی عبد الرحیم صاحب سلمہ، رویدروی، استاذ حدیث جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا، کی مساعی اور عزیز محترم مولانا غلام محمد وستانوی حفظہ اللہ کے تعاون خاص سے کتاب طبع ہوئی تھی مگر بدقسمتی سے اسکی پروف ریڈنگ خاطر خواہ نہ ہو سکی اس لئے کتاب میں طباعت کی غلطیاں بہت زیادہ رہ گئیں۔ چنانچہ اسکی تقسیم روک دی گئی۔

محترم مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب مدظلہ (بانی و مہتمم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر) کے سامنے تذکرہ ہوا تو انہوں نے اسکی دوبارہ طباعت کرنے کا خیال ظاہر فرمایا۔ اور کتاب کی اغلاط کی اصلاح کے لئے جامعہ کے مدرس مولانا عبد الرشید خانپوری صاحب سلمہ؛ کو ذمہ داری سپرد فرمائی۔ عزیز موصوف نے بہت عرق ریزی سے اصلاح کا کام انجام دیا۔ درس و تدریس کے ساتھ کتاب پر نظر فرماتے رہے؛ اسی اثناء میں انکے والد محترم کی سخت علالت اور وفات کے سبب کام میں تاخیر ہوتی رہی، چنانچہ ڈیڑھ سال کے بعد اب یہ کام مکمل ہوا ہے۔ مولانا نے ترجمہ پر بھی نظر ڈالی اور تشریحی نوٹ میں بھی ضروری اضافے فرما دئے ہیں اس لئے اب اس جدید ایڈیشن میں مولانا موصوف کا قابل قدر حصہ بھی شامل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش و محنت کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ بالخصوص ان کے والد مرحوم کے لئے اس محنت کو ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین۔ **اللھم اغفرلہ وارحمہ وسکّنہ فی الجنۃ.**

مولانا عبد الرشید صاحب کے ساتھ مولانا محمد شاکر صاحب، بورسدی، فاضل جامعہ علوم القرآن کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے عزیز موصوف نے اصلاح شدہ مسوّدہ کو کمپیوٹر پر خوبصورت انداز میں لکھکر طباعت کے قابل بنایا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس گراں قدر خدمت کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

اس جدید ایڈیشن میں دیوان امام شافعیؒ کے دوسرے نسخوں کو بھی جو بعد میں دستیاب ہوئے تھے سامنے رکھا گیا ہے، مجموعی طور پر **دیوان امام الشافعیؒ** کے جملہ نسخے پیش نظر ہے، اور موجودہ نسخوں کے دیگر اشعار بھی مولانا عبدالرشید صاحب نے شامل فرمائے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مساعی کو قبول فرما کر طلباء مدارس کے لئے انکو نافع بنائے اور مترجم، شارح، کاتب وناشر سب کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ "**وما ذلک علی اللہ بعزیز**"

والسلام
احقر عبداللہ کاپودروی غفرلہٗ
۵، محرم الحرام، ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

از: مولانا نورعالم خلیل امینی صاحب، زید مجدہ

استاذ ادب: دارالعلوم دیوبند

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى، اما بعد :

امام شافعیؒ (ابوعبداللہ محمد بن ادریس ۱۵۰-۲۰۴ھ) نہ صرف صاحب مذہب مجتہد اور حدیث وفقہ وعلوم شریعت کے عالی مقام امام تھے، عربی علوم کے بھی اعلی پایے کے امام تھے۔ زبان وادب میں ان کی مجتہدانہ شان کا یہ عالم تھا کہ مشاہیر ادبا وشعرا ان سے رجوع کیا کرتے تھے۔ امام صاحبؒ حدیث وفقہ واجتہاد میں ہمہ تن مشغول رہنے کی وجہ سے اگرچہ زبان وادب میں اشتغال کے لیے باقاعدہ وقت نہ نکال سکے۔ لیکن ان کا جو مطبوعہ دیوان ہے، اس کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کسی جریر، کسی فرزدق اور کسی اخطل سے کم پایے کے شاعر نہ تھے۔ امام صاحبؒ کے اشعار میں صرف زبان کی فصاحت وبلاغت، عربی زبان کی حلاوت ولذت اور تعبیر کی نزاکت ہی خصوصیت کا درجہ نہیں رکھتی، بلکہ علم وحکمت، نصیحت وموعظت، انسانی تجربات کی پختگی، دنیا کی بے وفائی وبے ثباتی، علم وفضل کی برتری، دین داری وخداترسی، نیک صحبت کی اثراندازی اور حقائق زندگی کی تصویرکشی جیسی خصوصیات امام صاحبؒ کے اشعار میں جس قدر پائی جاتی ہیں، عربی زبان کے پورے سرمایے میں اس خوب صورتی کے ساتھ، اتنے بافیض طریقے پر کہیں اور نظر نہیں آتیں۔

ہمارے ہندوستان کے وہ مدارس عربیہ خوش قسمت ہیں جہاں امام صاحبؒ کا دیوان پڑھایا جاتا ہے اور نوعمر طلبہ کے قلب وذہن میں عربی زبان وادب سے محبت کی آبیاری کے ساتھ ساتھ، امام شافعیؒ کے اشعار میں موجود علم وحکمت کے موتیوں سے ان کے دامن کو مالامال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ضرورت تھی کہ اس بے مثال شعری مجموعے کو اردو کے قالب میں ڈھالا جائے تاکہ اردوداں عوام وخواص، علم وحکمت کے اس خزانے اور عربی محاورات وامثال کے اس گنجینے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں۔ اللہ تعالی نے یہ سعادت محترم المقام حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی سورتی،

دامت برکاتہم، حال مقیم ٹورنٹو، کینیڈا کے لیے لکھ دی تھی، جو ہم عصر گجراتی علماء میں علمی ذوق، تصنیف و تالیف کے مذاق، تاریخ وسیر کے گہرے مطالعہ اور بالخصوص عربی زبان وادب سے بے پایاں شغف کے حوالے سے نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ مولانا موصوف عرصے تک دارالعلوم فلاح دارین، بمقام ترکیسر، ضلع سورت، صوبہ گجرات کے مہتمم رہے اور اس مدرسہ کو مدارس گجرات میں خصوصا اور ہندوستان کے مدارس میں عموما اپنی علمی، تعلیمی، تربیتی، انتظامی اور دعوتی لیاقت کی وجہ سے معتبر مدارس کی فہرست میں لا کھڑا کیا۔ اب وہ کچھ سالوں سے کینیڈا میں مقیم ہیں۔ وہاں بھی ان کی علمی وتالیفی سرگرمیاں جاری ہیں اور پردیس میں رہ کر بھی وہ علم ومطالعہ کی دنیا کے حوالے سے پردیسی نہیں ہیں، اللہ تعالی ان کی صحت وقوت میں اضافے کے ساتھ ساتھ انہیں عمر دراز اور توفیق کار خیر سے نوازتا رہے۔ آمین

راقم الحروف کے لئے انتہائی سعادت کی بات ہے کہ اس کو بطور تمہید چند سطریں لکھنے کے لیے محترم المقام جناب مولانا غلام محمد وستانوی صاحب، دامت برکاتہم نے مکلّف کیا۔ کاش یہ کام اطمینان کے ساتھ کرنے کا موقع ملا ہوتا! لیکن صورت حال یہ ہے کہ ایک صاحب بالکل سر پر کھڑے ہیں کہ دو گھنٹے کے اندر اندر کتاب کا آخری پروف نکالنا ہے اور آج ہی طباعت کے لیے پہنچانا ہے، اس لیے جلدی جلدی میں جو کچھ ہو سکا اسی پر بس کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی امام ہُمام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ کے ساتھ ساتھ مترجم، تمہید نگار اور جملہ معاونین کو بخشش کا پروانہ عطا فرمائے۔ آمین

وما ذلك على الله بعزيز

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

نور عالم خلیل امینی
رئیس التحریر "الداعی" عربي
و استاذ ادب دار العلوم دیوبند (یو. پی. انڈیا)

جمعہ ۱۰، دس بجے صبح ۲۸/۵/۱۴۲۳ھ ۹/۸/۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ناچیز کو اپنے محترم ماموں الحاج غلام حسین پٹیل صاحب افریقی اور ان کے رفیق سفر الحاج ریاض احمد خاں صاحب افریقی کے ہمراہ اوائل ۲۰۰۰ء میں علاقۂ کوکن (جنوبی ہند) کے سفر کرنے کا اتفاق ہوا، کوکن کی مشہور دینی درسگاہ (۱) جامعہ اسلامیہ شری وردھن کے ناظم صاحب اور اساتذۂ کرام چند سالوں سے اس درسگاہ کی ملاقات کی دعوت دے رہے تھے مگر باوجود دومرتبہ پروگرام طے ہونے کے سفر نہ ہوسکا تھا، اس لیے اس سفر میں وہاں کی حاضری کا پختہ ارادہ کرلیا گیا۔ اور بھائی ریاض خاں صاحب نے فون کے ذریعہ پروگرام کی اطلاع دے دی۔

جب وہاں حاضر ہوئے تو اساتذۂ کرام اور طلبہ نے بے حد اکرام اور محبت کا اظہار فرمایا، اس درسگاہ میں دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر کے چند فضلا بھی تدریس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی اور دیگر اساتذۂ کرام کی تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ طلبہ میں حسن اخلاق اور جامعہ میں ہر طرف صاف ستھرا ماحول دیکھ کر مزید مسرت ہوئی۔

تعلیمی مسائل پر گفتگو ہوئی اور نصاب تعلیم کے بارے میں معلومات حاصل کی تو ''**دیوان الإمام الشافعیؒ**'' کو بھی شامل نصاب پایا۔ راقم سطور نے جب اس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند آئی اس لئے کہ امام جلیل کا یہ دیوان حسن اخلاق اور حکمت وموعظت سے لبریز ہے۔

مولوی زین العابدین سلمہٗ و دیگر عزیزوں نے بندہ کو اس کتاب کا ترجمہ کرنے کی طرف اشارہ فرمایا اور کتاب کے دو نسخے بھی ہدیۃً مرحمت فرمائے۔ جزاھم اللہ تعالی خیرا۔

سفر سے وطن واپسی پر معلوم ہوا کہ قریب کے قریہ سے ایک صاحب ٹورنٹو کے سفر پر جارہے ہیں۔ بندہ نے ان کے ساتھ دونوں کتابیں اس غرض سے ارسال کیں کہ ٹورنٹو، کینیڈا احقر کے گھر پہنچا دیں؛ مگر بدقسمتی سے کتابیں نہ پہونچ سکیں۔ کتاب کی گمشدگی کا علم ہوا تو بہت قلق ہوا مگر صبر کے علاوہ چارہ نہ تھا، ٹورنٹو کے عربی مکتبات میں تلاش کی مگر دیوان امام شافعیؒ کا ایک بھی نسخہ دستیاب نہ ہوسکا۔

---

(۱) یہ درسگاہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کی ذات گرامی کی طرف منسوب ہے اور اس کا پورا نام مدرسہ حسینیہ عربیہ شری وردھن ہے۔

۱۴۲۱ھ کے رمضان المبارک میں حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، یہ سفر عزیزم مولانا غلام محمد وستانوی حفظہ اللہ، رئیس جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا اور نورچشم عزیزم مولوی اسماعیل سلمہ، مقیم بولٹن کی عنایتوں کے سبب ہوا۔ فجزاهم الله خيرا۔ اس سفر میں حرمین شریفین کے مکتبات میں دیوان امام شافعیؒ کی جستجو شروع کی، الحمدللہ وہاں چند ایسے نسخے دستیاب ہوگئے جو مختلف اہل علم کی تحقیق سے شائع ہوئے تھے۔ جسکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ديوان الإمام الشافعيؒ: شرحه و ضبط نصوصه و قدّم له، الدكتور عمر فاروق الطبّاع، شركة دار الأرقم بن ابى الأرقم، بَيروت، لبنان.

(۲) ديوان الإمام الشافعيؒ: تقديم و مراجعة، الدكتور احسان عباس، دار صادر، بيروت، لبنان.

(۳) ديوان الإمام الشافعيؒ: المسمىّ بالجوهر النفيس فى شعر الإمام محمد بن ادريس، اعدادو تعليق و تقديم، محمد ابراهيم سليم، مكتبة ابن سينا، قاهره، مصر الجديدة.

(۴) ديوان الإمام الشافعيؒ: جمعه و علّق عليه محمد عفيف الزعبى، دار النور.

(۵) ديوان الإمام الشافعيؒ: جمعه و حققه و شرحه، دكتور اميل يعقوب، دار الكتاب العربى، بيروت.

(٦) ديوان الإمام الشافعيؒ: جمعه و شرحه الاستاذ عبد العزيز سيد الاهل، يصدره المجلس الاعلى للشئون الاسلامية، قاهره، مصر.

ان میں سے چار نسخے حرمین شریفین کے کتب خانوں سے خریدے اور نمبر۴، چار اور ٦، چھ پر مذکور نسخے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات کے کتب خانہ سے مستعار لئے گئے۔ نیز حکمت صالح کی کتاب دراسة فنية فى شعر الشافعيؒ، بھی مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ سے مل گئی۔ البتہ استاذ زاھد کا مرتب کردہ دیوان نہ مل سکا۔

سیدنا امام شافعیؒ کی تمام توجہ علم حدیث وتفسیر وفقہ کی طرف تھی اور عمر کا قیمتی وقت استنباط مسائل ہی میں صرف فرمایا اور باوجود ادبی ذوق کے شعروشاعری کی طرف رخ نہیں فرمایا۔ فرماتے ہیں :

لَـوْلاَ الشِّـعْـرُ بِـالْـعُـلَـمَـاءِ يُـزْرِى　　　لَـكُـنْـتُ الْيَـوْمَ أَشْـعَـرَ مِـنْ لَبِـيْـدِ

شعرگوئی کا پیشہ اختیار کرلینا علماء کے لئے عیب کی بات نہ ہوتی تو میں آج لبید سے بڑا شاعر ہوتا۔

امام موصوف نے اپنی حیات میں نہ اسکو اہمیت دی اور نہ ہی ان کا کوئی دیوان مرتب ہوا، مگر مختلف مواقع اور مناسبت پر امام شافعیؒ برجستہ کچھ قطعات ارشاد فرما دیتے تھے، جو انکے تلامذہ محفوظ کر لیتے تھے، وہ اشعار مختلف کتابوں میں منتشر طور پر نقل ہوتے رہے اور انہیں اشعار کو بعد والوں نے جمع کر کے دیوان امام شافعیؒ کے نام سے شائع کر دیا۔

اس دیوان کے مختلف نسخوں کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ محققین اور امام صاحبؒ کے اشعار جمع کرنے والوں کے نزدیک بعض اشعار کا انتساب امامؒ کی جانب صحیح نہیں ہے، اسی لئے ہر نسخہ میں اشعار کی تعداد نیز ہر قافیہ کی ابتدا اور ترتیب میں فرق ہے۔ ان میں بعض وہ اشعار ہیں جن کی نسبت سیدنا حضرت علیؓ کی طرف کی گئی ہے اور بعض وہ اشعار بھی ہیں جو اصلا دوسرے شعرا کے ہیں مگر امام شافعیؒ چونکہ ان اشعار کو اکثر پڑھا کرتے تھے اسلئے امامؒ کے تلامذہ نے ان اشعار کی نسبت بھی امام صاحبؒ کی طرف کر دی ہے۔ بہر حال ہم نے ترجمہ کی سہولت کے لئے ڈاکٹر عمر فاروق الطباع کے نسخہ کو سامنے رکھا ہے اور ڈاکٹر احسان عباس کے نسخہ کے زائد اشعار بھی شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔

دکتور امیل یعقوب نے ان اشعار کی تخریج اور حوالوں کا خاص اہتمام کیا ہے اور مختلف کتابوں میں اشعار میں واقع الفاظ کے فرق کو بھی حاشیہ میں لکھ دیا ہے۔ جن اشعار کی نسبت سیدنا علیؓ یا کسی اور کی طرف کی گئی ہے اس کی بھی تصریح کر دی ہے۔

ناچیز کو اس بات کے اعتراف میں کوئی حرج نہیں ہے کہ درس و تدریس کا سلسلہ عرصہ سے چھوٹ جانے کے سبب ترجمہ کا حق ادا نہیں کر سکا ہوں تاہم جو کچھ ہو سکا ہے پیش کر دیا ہے۔ اہل علم حضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ جہاں کہیں غلطی ہوئی ہو مطلع فرما کر احسان فرما دیں تا کہ آئندہ اسکی اصلاح ہو سکے۔

اللہ تعالی امام شافعیؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے اس قیمتی خزانہ سے استفادہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

والسلام

عبداللہ کاپودروی غفرلہٗ، حال مقیم ٹورنٹو (کینیڈا)

۴، صفر المظفر ۱۴۲۲ھ، مطابق یکم مئی ۲۰۰۱ء

امام محمد بن ادریس الشافعیؒ

کے مختصر حالات زندگی ۱۵۰ھ تا ۲۰۴ھ

اسم گرامی

ابو عبد الله محمد بن ادريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبيد بن عبد يزيد بن هاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مره بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر بن مالک بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن أد بن أدد.

بعض روایتوں کے مطابق آپکے جدامجد میں شافع کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تھی اور شافع کے والد سائب جنگِ بدر میں بنو ہاشم کے جھنڈا بردار تھے۔ بدر میں قید ہوئے اور فدیہ دیکر رہا ہوئے اسکے بعد اسلام قبول فرمایا۔ **(بحواله وفيات الاعيان)**

مقام پیدائش

امام شافعیؒ کی ولادت با سعادت فلسطین کے شہر غزّہ میں ۱۵۰ھ میں ہوئی، بعض تذکرہ نویسوں نے مقام عسقلان جائے پیدائش لکھا ہے اور بعضوں نے یمن لکھا ہے، عسقلان غزّہ سے تین میل پر واقع ہے اس لئے اس میں تو کوئی اشکال نہیں، مگر یمن کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس سے وہ قبائل یمن مراد ہونگے جو غزّہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم۔

یاقوت حموی نے بھی آپ کی ولادت با سعادت غزّہ ہی میں لکھی ہے اور اس کی تائید میں امام صاحبؒ کے دو شعر نقل فرمائے ہیں۔

وإِنِّی لَمُشْتَاقٌ إِلٰی اَرْضِ غَزَّةَ ۔۔۔ وَ إِن خَانَنِی بَعْدَ التَفَرُّقِ كِتْمَانِی

سَقٰی اللّٰه أَرْضًا لَوْ ظَفِرْتُ بِتُرْبِهَا ۔۔۔ كَحَلْتُ بِهَا مِنْ شِدَّةِ الشَّوْقِ اَجْفَانِی

اور میں غزہ کی سرزمین کا مشتاق ھوں، اگرچہ جدائی کے بعد میرے کتمان نے اس اشتیاق کے ساتھ خیانت کی ہے۔ اللہ تعالی اس سرزمین کو تروتازہ رکھے جسکی مٹی اگر مجھے مل جائے تو شدت شوق سے اپنی پلکوں کا سرمہ بنالوں۔

والد مکرم کی وفات

امام شافعیؒ ابھی ماں کی گود میں تھے کہ والد مکرم کی وفات ہوگئی اور آپ یتیم ہوگئے، شفقتِ پدری سے محرومی کے باوجود آپ کی والدہ نے آپ کی دیکھ بھال اور پرورش میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں فرمائی، دو سال کی عمر کے بعد والدہ محترمہ آپ کو مکہ مکرمہ (زادھا اللہ شرفا و کرامۃ) لے آئیں اور امام صاحبؒ نے زندگی کے ابتدائی ایام جوار کعبہ میں گذارے اور مکہ معظّمہ کی مقدس سرزمین پر آپ کی تعلیم کی ابتدا ہوئی۔

حفظ قرآن مجید

امام صاحبؒ جب سنِ شعور کو پہنچے تو سب سے پہلے قرآن مجید کے حفظ کی طرف توجہ فرمائی، ابھی عمر کے سات سال پورے بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے حفظ قرآن کریم مکمل کرلیا، دس سال کی عمر میں عربی زبان کی تعلیم کے ساتھ ساتھ مؤطا امام مالکؒ بھی حفظ کرلی اور باوجود غربت اور تنگیٔ عیش کے علم کے حصول میں لگے رہے۔

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

”لم یکن لی مال، فکنت أطلب العلم فی الحداثة، أذھب الی الدیوان، استوھب الظھور، اکتب فیھا“.

میرے پاس مال نہیں تھا مگر میں نوعمری میں ہی طلب علم میں مشغول ہوگیا، کبھی کبھی میں کچہری جاتا اور اوراق مانگ لیتا پھر اس میں لکھا کرتا تھا۔

تیر اندازی کا شوق

پڑھنے لکھنے کے ساتھ آپ کو ورزش اور تیر اندازی کا بھی شوق تھا، تیر اندازی میں اتنی مہارت ہوگئی تھی کہ دس میں سے نو تیر نشانے پر لگتے تھے اور بعض مرتبہ دس میں سے ایک بھی خطا نہیں کرتا تھا۔

عربی زبان کی تعلیم

آپ نے عربی زبان کی ابتدائی تعلیم حرم پاک میں شروع فرمائی اور وہاں کے جید علماء سے کسب فیض فرمایا۔ پھر عربیت کی تعلیم کے لئے قبیلۂ بنو ہذیل تشریف لے گئے، یہ قبیلہ اپنی فصاحت میں مشہور تھا، امام صاحبؒ سترہ سال تک سفر وحضر میں اس قبیلہ کے ساتھ رہے۔ آپ نے صرف اسی قبیلہ کے شعرا کے دس ہزار اشعار یاد کر لئے تھے، دیگر شعرا کے اشعار اسکے علاوہ ہیں۔

علم فقہ و حدیث

بعض علماء نے امام موصوف کی ذہانت، فصاحت اور قوت حافظہ کو دیکھکر آپ کومشورہ دیا کہ آپکوعلم فقہ وحدیث کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ چنانچہ امام صاحبؒ نے اپنی پوری توجہ فقہ وحدیث شریف کی طرف مبذول فرمائی اور مکہ معظّمہ میں موجود علماء کرام سے علم فقہ و حدیث حاصل کرنے لگے۔ان کے اساتذہ میں مفتیٔ مکہ معظّمہ مسلم بن خالد زنجیؒ اور سفیان بن عیینہؒ بھی ہیں؛ جوعلم حدیث میں یدطولی رکھتے تھے، پھرآپ نے مدینہ منورہ ''علی صاحبها الف الف صلوة '' کاسفراختیار فرمایا اور امام دارالھجرۃ سیدنا مالک بن انسؒ کے درس میں حاضر ہوکرکسب فیض فرماتے رہے، امام مالکؒ نے بھی آپ کی استعداد اور صلاحیت کا اندازہ کرکے آپ پر پوری توجہ فرمائی، امام مالکؒ کی وفات تک آپ مدینہ منورہ میں رہکرفیض حاصل فرماتے رہے۔

یمن کے منصب قضا پر

امام صاحبؒ کوان کی علمی مہارت کے سبب بہت جلد مقبولیت حاصل ہوگئی اور یمن میں منصب قضا کی ذمہ داری سپرد کی گئی، اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ امام صاحبؒ وہاں کے علماءکرام سے بھی اکتساب فیض فرماتے رہے۔وہاں کے معروف علماء میں عمر بن ابی مسلمہؒ، یحی بن حسانؒ، ہشام بن یوسفؒ قاضیٔ صنعاء آپکے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

رفض کی تہمت

امام صاحبؒ کی بڑھتی ہوئی شہرت اور غیر معمولی مقبولیت کے سبب حاسدین کی ایک جماعت بھی تیار ہوگئی جنہوں نے امام صاحبؒ پر رفض کی تہمت لگا کر خلیفۂ وقت کوشکایات کیں، خلیفہ نے بغرض تحقیق آپ کو بغداد طلب فرمایا، امام صاحب نے نہ صرف تشفی بخش جوابات دیکرسب کو مطمئن کردیا، آپ کی علمیت اورفن فقہ وحدیث وتفسیر میں مہارت کا بھی ثبوت دیا۔خلیفہ ہارون رشید نے آپ کوالزامات سے بری ظاہر فرما کراعزاز واکرام کے ساتھ واپس فرمایا۔ان حاسدین کے جواب میں امام صاحبؒ نے بہترین اشعار بھی کہے ہیں جواس دیوان میں موجود ہیں۔

مکہ معظمہ واپسی

بغداد سے پھرآپ مکہ مکرمہ ''زادها الله شرفا'' تشریف لائے اور مسجد حرام کے حلقۂ

درس کے صدر نشین ہوگئے۔امام صاحبؒ اس سے قبل نوعمری میں بھی حرم پاک میں لوگوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے،حرملة بن یحی فرماتے ہیں:

رأیت الشافعیؒ یُقرأ الناس فی المسجد الحرام و ھو ابن ثلاث عشرة سنة.

ترجمہ : میں نے امام شافعیؒ کو مسجد حرام میں لوگوں کو قرآن مجید پڑھاتے ہوئے دیکھا جبکہ آپکی عمر صرف تیرہ سال کی تھی۔

امام ھمامؒ ۱۹۵ھ میں خلیفہ ہارون رشید کے دور حکومت میں بغداد تشریف لے گئے اور دو سال قیام فرما کر ۱۹۷ھ میں مکہ معظّمہ واپس تشریف لائے۔ ۱۹۸ھ میں بغداد کا تیسرا سفر فرمایا وہاں چند ماہ رہکر مصر کا رخ فرمایا۔ان مختلف اسفار میں آپ نے امام محمد بن حسن شیبانیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ سے بھی علمی مذاکرہ کر کے فیض حاصل کیا۔

امام صاحب مصر میں

امام شافعیؒ جب مصر تشریف لائے تو ان کی علمی شہرت میں مزید اضافہ ہوگیا،عمر کی پختگی کے ساتھ امام صاحبؒ کی علمی وفکری صلاحیتوں میں بھی اضافہ اور نکھار پیدا ہوا اور استنباط فقہ میں ان کا اپنا مستقل مذہب وطریقہ شائع ہونے لگا۔مصر میں فقہ شافعیؒ کی مقبولیت ہوئی اور اس کا اثر عالم اسلام کے دوسرے علاقوں تک بھی پہنچا۔

علمی مقام

امام شافعیؒ کا علمی مقام بہت ہی بلند تھا،بعض علماء کا قول ہے’’کان الإمام الشافعیؒ أشبه بدائرة معارف عصره ‘‘امام شافعیؒ اپنے دور کے علوم کی انسائیکلو پیڈیا’’مخزن العلوم‘‘ تھے،کسی نے کہا ہے کہ’’ کان مجموعة العلماء فی رجل ‘‘ان کی ذات عالی گویا علماء کا مجموعہ تھی۔حفظ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آپ علم قرأة،تفسیر،حدیث،فقہ،اصول فقہ،علم کلام،علوم عربیہ،علم جرح وتعدیل وغیرہ میں بھی ماہرانہ صلاحیت رکھتے تھے۔

پر سوز قرأة

امام شافعیؒ قرآن مجید کی تلاوت بہت ہی پر سوز لہجہ میں فرماتے تھے،علم تجوید وقرأة کے ساتھ اللہ تعالی نے حسن صوت اور پر درد لہجہ بھی عطا فرمایا تھا،لوگ مستقل قرآن مجید سننے کے لئے حاضر ہوتے تھے اور آپ کی قرأة سنکر بے قابو ہوجاتے تھے۔

بحر بن نصر فرماتے ہیں:

”کنا إذا أردنا نبکی ، قلنا بعضنا لبعض قوموا بنا إلی هذا الفتی المُطّلبی یقرأ القرآن، فأذا اتیناه استفتح القرآن ونحن نتساقط بین یدیه و یکثر عجیجنا بالبکاء، فاذا رأی ذلک أمسک عن القراءۃ فی حسن صوته“

ترجمہ : ہم جب رو دھو کر دل ہلکا کرنا چاہتے تو ایک دوسرے کو کہتے تھے کہ چلو اس مطّلبی نوجوان کے پاس جا کر قرآن مجید سنیں، ہم جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہماری درخواست پر امام صاحبؒ قرآن مجید کی تلاوت شروع فرماتے، انکی پر اثر تلاوت کا یہ اثر ہوتا کہ ہم بے قرار ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگتے اور ہمارے رونے کی آوازیں بلند ہو جاتیں، جب آپ ہماری یہ حالت دیکھتے تو تلاوت موقوف فرما دیتے۔

امام شافعیؒ اور علوم عربیہ

امام صاحبؒ فقہ اور حدیث میں تو امامت کے درجہ پر فائز تھے اور نحو وصرف ولغت اور شاعری جیسے عربی علوم میں بھی بلند مقام کے مالک تھے، مبرّد فرماتے ہیں:

رحم الله الشافعیؒ فأنه کان من أشعر النّاس و آدب النّاس و أعرفهم بالقراءۃ.

ترجمہ : اللہ تعالیٰ امام شافعیؒ پر رحم فرمائے وہ لوگوں میں سب سے بڑے شاعر، سب سے اچھے ادیب اور ماہر قراءۃ تھے۔

عبد الملک بن ہشام نحوی جو کہ نحو کے امام سمجھے جاتے ہیں فرماتے ہیں:

جالست الشافعیؒ زمانا، فما سمعته تکلّم بکلمة إلّا اعتبرها المعتبر، لایجد فی العربیة أحسن منها و قال ایضاً، للشافعیؒ لغة یُحتجّ بها و کانت لغته فتنة.

ترجمہ: میں امام شافعیؒ کے ساتھ ایک زمانے تک بیٹھا، انکی زبان سے نکلنے والا ایک ایک کلمہ ایسا ہوتا تھا؛ کہ غور و فکر کرنے والا اس نتیجہ پر پہونچے؛ کہ اس معنی کی ادائیگی کے لئے کلام عرب میں ان سے بہتر کلمات کی گنجائش ہی نہیں ہے، نیز کہا، امام شافعیؒ ایسی لسان کے مالک ہیں جو باب لغت میں حجت مانی جاسکتی ہے اور آپکی زبان کھرے کھوٹے کی پہچان تھی۔

معروف ادیب اصمعی شہادت دیتا ہے: ”أخذت شعر هذیل عن الشافعیؒ“، میں نے قبیلۂ بنو ہذیل کے اشعار امام شافعیؒ سے سیکھے ہیں۔

ابوعثمان مازنی فرماتے ہیں: ''الشافعیؒ عندنا حجة فی النحو ''، امام شافعیؒ ہمارے نزدیک فن نحو میں حجت اور سند ہیں۔

لسان شافعیؒ کی مقناطیسیت

آپ فصیح و بلیغ عربی بولتے تھے، بعض لوگ آپ کی مجلس میں صرف آپ کی زبان سننے ہی کی غرض سے حاضر ہوتے تھے۔ یاقوت حموی کا بیان ہے:

حُدّثت عن الحسن بن محمّد الزّعفرانی قال، کان قوم من اهل العربية يختلفون إلی مجلس الشافعیؒ معنا و يجلسون ناحية، قال فقلت لرجل من رؤسائهم إنّكم لا تتعاطون العلم فلم تختلفون معنا ؟ قالوا نسمع لغة الشافعیؒ .

ترجمہ: حسن بن محمد زعفرانی کے ذریعہ مجھے یہ بات بیان کی گئی کہ عربی زبان کے شوقین لوگوں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ امام شافعیؒ کے حلقۂ درس میں آتی تھی اور ایک کنارہ پر بیٹھ جاتی تھی میں نے ان کے امیر سے پوچھا آپ لوگ جب ان سے کوئی علم حاصل نہیں کرتے پھر ہمارے ساتھ انکی مجالس میں آتے جاتے کیوں ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم تو شافعیؒ کی زبان سننے آتے ہیں۔

یونس بن عبدالاعلیٰ فرماتے ہیں: ''**کانت ألفاظ الشافعیؒ کأنها سُکّر**''، امام صاحبؒ کے الفاظ شکر کی طرح شیریں ہوتے تھے

تصنیفات اور اسلوب تحریر

امام شافعیؒ نے مختلف مسائل اور موضوعات پر کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کی فہرست طویل ہے، **کتاب الاُم** آپ کی سب سے گرانقدر اور معروف تصنیف ہے، امام صاحبؒ جب علمی گفتگو فرماتے تھے تو فصاحت لسانی کی بنیاد پر بعض اوقات آپکی زبان سے ایسے الفاظ بھی نکلتے تھے جسکا سمجھنا عام لوگوں کے لئے مشکل ھوجاتا تھا مگر تالیفات میں عموما صاف اور سہل زبان ھی کا استعمال فرماتے تھے۔

امام صاحبؒ کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ '' **کان عربیّ النفس عربیّ اللّسان**''

اسی طرح ابونعیم استدابا ذی ربیع بن سلیمان سے نقل فرماتے ہیں:

لو رأيت الشافعیؒ و حسن بيانه و فصاحته لعجبت منه، لو أنه ألّف هذه الكتب علی عربيته التی کان يتکلّم بها معنا فی المناظرة، لم يقدر النّاس علی قراء ة کتبه لفصاحته و غرائب ألفاظه، غير أنه فی تأليفه يجتهد فی أن يوضح للعوام.

ترجمہ : اگر آپ امام شافعیؒ اوران کے حسن بیان اور فصاحت کو دیکھتے تو تعجب کرتے اور اگر آپ اپنی اس خالص عربی زبان میں کتابوں کی تالیف فرماتے جو ہمارے ساتھ بات چیت اور مناظرہ میں استعمال کرتے تھے تو شاید بہت سارے لوگ انکی فصاحت اور دوراز فہم الفاظ کے سبب ان کی کتابوں سے استفادہ نہ کرسکتے۔مگر آپ نے اپنی تالیفات میں عوام کی رعایت کرتے ہوئے واضح اسلوب اختیار فرمایا۔

عربی زبان کے معروف ادیب جاحظ فرماتے ہیں:

نظرت فی کتب هولاء النبغة الذین نبغوا فی العلم فلم أر أحسن تألیفا من المُطّلبی (الشافعیؒ) کان کلامه درّ إلی درّ.

ترجمہ: میں نے ماہرین فن اور یکتائے زمانہ فضلا کی کتابوں کو دیکھا مگر امام شافعیؒ سے بہتر تالیف کرنے والا کوئی اور نہیں پایا، آپ کا کلام موتیوں کی لڑی کی طرح مرتب ومزیّن ھوتا تھا۔

یہ شہادتیں آپ کے نثر "غیر منظوم کلام" کے بارے میں ہیں، رہی آپ کی شاعری تو اس میں آپ کا اسلوب سہل ممتنع کا ہے، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے اشعار حکمت وموعظت اور اخلاقی تعلیم کا خزانہ ہیں، اور بہت سے اشعار تو قرآن مجید کی آیات کے ترجمان ہیں، دل چسپی کے لئے چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے : ﴿وَ لاَ تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا﴾ (لقمان)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

وَ لَا تَمْشِیَنْ فِي مَنْکَبِ الْأَرْضِ فاخراً فعَمَّا قَلِیلٍ یَحتَوِیکَ تُرابُهَا

ارشاد ربّانی ہے : ﴿فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذاب﴾ (الفجر)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

و جُوزِیَ بالْأَمرِ الَّذِی کَانَ فَاعِلاً وَ صَبَّ عَلَیهِ اللّٰهُ سَوْطَ عَذَابِهِ

ارشاد باری ہے:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِی هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِی بَیْنَکَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْم﴾

(حٰمٓ السجدة)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

وَ عَاشَرَ بِمَعْرُوفٍ، وَ سَامِحْ مَنِ اعْتَدَى　　　وَ دَافِعْ وَ لَكِنْ بِا الَّتِي هِيَ اَحْسَنُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿اَیْنَمَا تَکُونُوْا یُدْرِککُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ کُنْتُمْ فِی بُرُوجٍ مُشَیَّدَةٍ﴾ (النساء)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

وَمَنْ نَزَلَتْ بِسَاحَتِهِ الْمَنَايَا　　　فَلاَ أَرْضٌ تَقِيْهِ وَ لَا سَمَاءُ

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (الاحزاب)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

يَا آلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰه حُبُّكُمُ　　　فَرْضٌ مِنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ اَنْزَلَهُ

بہرحال امام شافعیؒ کے اشعار کو ادب اسلامی کا بہترین نمونہ کہا جاسکتا ہے، انکے سلیس عربی زبان کے ساتھ بلند اخلاق کی تعلیم سے لبریز اشعار طلبہ کے لئے حفظ کرنے کے قابل ہیں۔

کچھ دیوان کے بارے میں

جیسے پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ امام موصوفؒ کو شعر و شاعری سے اشتغال پسند نہیں تھا، البتہ مختلف اوقات میں فی البدیہہ اشعار کہہ دیا کرتے تھے۔ امام صاحبؒ کو چونکہ انکے جمع و ترتیب کی فکر نہیں تھی اس لئے ان کی حیات میں کوئی دیوان مرتب نہ ہوسکا، تاھم ان کے اشعار مختلف لوگوں کی زبانی نیز مختلف روایتوں میں نقل ہوتے رہے اور مؤلفین اپنی اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کرتے رہے۔

شاید سب سے پہلے ۱۹۵۳ء میں شیخ محمد مصطفیٰ مصری نے آپ کے اشعار جمع کرکے ان کو شائع کرنے کا اہتمام کیا، چنانچہ "الجوهر النفيس في أشعار الإمام محمد بن ادريسؒ" کے نام سے یہ مجموعہ قاہرہ سے شائع ہوا، پھر محمود ابراھیم ھبیہ نے ۱۳۶۹ء میں دیوان امام شافعیؒ شائع کیا اور اسی دیوان کو ۱۹۶۱ء میں استاذ زاہد یکین نے اپنی تحقیق کے ساتھ شائع کیا، جب لوگوں میں اس کی طلب بڑھنے لگی تو پھر کئی حضرات نے دیوان امام شافعیؒ کو اپنی طرف سے شائع کیا، تاھم شیخ محمد عفیف زعبی کا نسخہ زیادہ مقبول ہوا مگر اہل تحقیق نے زاہد یکین کے نسخہ کو زیادہ پسند فرمایا، تاھم یہ بات

اپنی جگہ مسلّم ہے کہ دیوان امام شافعیؒ کے ہرنسخہ میں تفاوت پایا جاتا ہے اور ہم نے ترجمہ کے لئے عمر فاروق الطبّاع والے نسخہ کو سامنے رکھا ہے۔

مرض الموت

امام شافعیؒ کو بواسیر اور دیگر امراض نے نڈھال کر رکھا تھا مگر امراض کثیرہ کے باوجود ان کا علمی اشتغال برابر جاری رہا، مرض الوفات میں امام مزنیؒ تشریف لائے تو یہ گفتگو ہوئی، مزنیؒ فرماتے ہیں:

دخلت علی الشافعیؒ فی مرضه الذی مات فیه، فقلت کیف اصبحت ؟ قال : أصبحت من الدّنیا راحلاً، و للإخوان مفارقاً، ولکأس المنیة شارباً ، و علی الله عزّ و جلّ ذکره و ارداً، ولا و الله ماأدری روحی تصیر إلی الجنّة فأهنّئها، أوالی النّار فأعزیها ثم بکی و أنشأ یقول :

فَلَمَّا قَسَا قَلْبِی وَضَاقَتْ مَذَاهِبِي جَعَلْتُ رَجَامِنِّي لِعَفْوِکَ سُلّما

ترجمہ : میں امام شافعیؒ کی خدمت میں ان کے مرض الوفات میں حاضر ہوا اور ان کا ”کیف أصبحت ؟“ کہکر حال دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ میں نے دنیا سے کوچ کرنے، دوستوں سے جدا ہونے، موت کا پیالہ نوش کرنے اور اللہ جلّ ذکرہ کے سامنے حاضر ہونے کی حالت میں صبح کی ہے، قسم خدائے پاک کی مجھے نہیں معلوم کہ میری روح کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا کہ میں اس کو مبارک بادی دوں یا جہنم کی طرف کہ میں اسکی تعزیت کروں ”تسلّی دوں“ پھر آپ پر گریہ طاری ہوگیا اور یہ شعر پڑھا:

جب میرا دل سخت ہوگیا اور میرے راستے تنگ ہوگئے تو میں نے تیرے عفو کی امید کو اپنے لئے سیڑھی بنایا

وفات

امام صاحبؒ نے مورخہ ۲۹، رجب المرجب ۲۰۴ھ شب جمعہ میں وفات پائی، لوگوں نے تدفین سے واپسی پر ھلال شعبان طلوع ھوتے دیکھا، ادھر آفتابِ علم غروب ہوا، ادھر ہلال شعبانی نظر آیا۔

اللهم أمطر علیه شأبیب رحمتک و رضوانک، و أدخله فی جنّتک، جنّة الخُلد مع الصدّیقین و الصّالحین، آمین.

ربیع بن سلیمان کا خواب

ربیع بن سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد میں نے خواب دیکھا اور امام شافعیؒ سے دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور مجھ پر موتی نچھاور کئے گئے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے :

جَمَالُ ذِی الْأَرْضِ کَانُوا فِی الحَیَاۃِ وَھُمْ بَعْدَ الْمَمَاتِ جَمَالُ الْکُتُبِ و السِّیَرِ

ترجمہ : وہ زندگی میں روئے ارض کی زینت تھے اور وفات کے بعد سیرت سوانح کی کتابوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

نوٹ : سوانح کا یہ خاکہ مختلف دیوانوں کے مقدمات اور حکمت صالح کی کتاب ”دراسة فنیة فی شعر الشافعیؒ“ سے لیا گیا ہے۔
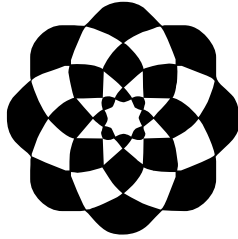
قَافِيَةُ الهمزَةِ

دَعِ الاَیّام

١ دَعِ الأَيَّـامَ تَـفْـعَـلُ مَـا تَشَـاءُ — وَطِـبْ نَـفْسـاً إِذَا حَـكَـمَ الْـقَضَـاءُ

زمانہ کواس کے حال پر چھوڑ دے جو چاہے کرتا رہے — اور تقدیر نے جو فیصلہ کر دیا اس پر خوش دلی سے راضی رہ

٢ وَلاَ تَـجْـزَعْ لِـحَـادِثَةِ اللَّيَـالِـي — فَـمَـا لِـحَـوَادِثِ الدُّنْيَـا بَقَـاءُ

اور زمانہ کے حوادثات سے بے قرار نہ ہو جا — اس لئے کہ حوادثاتِ دنیا ہمیشہ نہیں رہتے

٣ وَ كُنْ رَجُلاً عَلَـى الأَهْـوَالِ جَلْداً — وَ شِيْـمَتُكَ السَّـمَاحَةُ وَ الْـوَفَـاءُ

اور مصیبتوں پر مضبوطی سے صبر کرنے والا بن جا — اور عفو ودرگذر اور وفاداری کو اپنی خاص عادتیں بنا

٤ وَإِن كَثُـرَتْ عُيُـوبُكَ فِـي الْبَـرَايَـا — وَ سَـرَّكَ أَنْ يَـكُـوْنَ لَهَـا غِطَـاءُ

اور اگر مخلوقات پر تیرے کثیر عیوب ظاہر ہو گئے ہوں — اور تجھے یہ بات پسند ہو کہ اسکی پردہ پوشی ہو

٥ يُـغَـطّیٰ بِـالسَّـمَـاحَةِ كُـلُّ عَيْـبٍ — وَ كَـمْ عَيْـبٍ يُـغَـطِّيْـهِ السَّخَـاءُ

---

١ ـ **دَعْ** : وَدَعَ الشَّیٔ سے امر ہے، چھوڑ دے. **طِبْ** : طَاب يَطِيب طِيباً وَ طابا و طِيبةً و طابت النفس بكذا، دل خوش ہونا، لذت حاصل ہونا. **القضاء** : ج اقضية، فیصلۂ الٰہی.

٢ ـ **لَا تَجْزَعْ** : جَزِعَ (س) جَزَعاً و جُزُوعاً، بے صبری کرنا.

حَادِثَةُ اللَّيَالِي : زمانہ کی مصیبتیں، آلام روزگار.

٣ــ **الاهوال**: هَوْلٌ کی جمع، هَالَ (ن) يَهُولُ هَوْلاً الامر فلان، گھبراہٹ میں ڈالنا، خوفناک کرنا، یہاں اھوال سے مصائب مراد ہیں. **جَلْد** : ج اَجْلاد، قوی مضبوط، جَلُدَ (ک) جَلْداً وَ جَلادَةً وَ جُلُودَةً وَ مَجْلُوداً، صبر واستقلال اور قوت دکھانا. **شِيْمَةٌ** : ج شِيَمٌ، عادت، طبیعت.

السَّمَاحَةُ : سَمُحَ (ک، ف) سَمَاحاً، سُمُوحاً وَ سَمْحاً وَ سَمَاحَةً، فیاض اور سخی ہونا.

٤ ـ **البَرَايَا**: بَرِيَّةٌ کی جمع، مخلوق. **سَرَّ**: (ن) سُرُوراً، خوش ہونا.

غِطَاءُ : ج اغطِيَةُ، پردہ، غطا (ن) غَطْواً وَ غُطُوّاً الشیٔ، چھپانا، اسی سے غَطّیٰ تغْطِيَةَ الشیٔ، چھپانا.

یہ شعر بعض کتابوں میں اس طرح ہے:

٦ تَسَتَّرْ بِالسَّخَاءِ فَكُلُّ عَيْبٍ يُغَطِّيهِ كَمَا قِيلَ السَّخَاءُ

تو سخاوت و بخشش کے ذریعہ پردہ پوشی اختیار کر مشہور ہے کہ سخاوت ہر عیب کو چھپا دیتی ہے

٧ وَلا تُرِ لِلأَعَادِي قَطُّ ذُلًّا فَإِنَّ شَمَاتَةَ الأَعْدَا بَلاءُ

اور دشمنوں کے سامنے کبھی ذلت کا اظہار مت کر اسلئے کہ دشمنوں کے طعنے مستقل بلا ہے

٨ وَلا تَرْجُ السَّمَاحَةَ مِنْ بَخِيلٍ فَمَا فِي النَّارِ لِلظَّمْآنِ مَاءُ

اور کسی بخیل سے جود وسخا کی امید مت رکھ اس لئے کہ پیاسے کو آگ میں پانی نہیں ملتا

٩ وَ رِزْقُكَ لَيْسَ يُنْقِصُهُ التَّأَنِّي وَ لَيْسَ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ الْعَنَاءُ

اور تاخیر تیرے رزق میں کمی نہیں کرتی اور بہت مشقت سے رزق میں اضافہ نہیں ہوتا

٥۔ **تَسَتَّرْ**: سَتَرَ (ن ض) سَتْراً وَسَتَراً وَ سَتَّرَ الشیٔ، کسی چیز کو چھپانا، ڈھانکنا، وِاسْتَتَرَ وَ انْسَتَرَ، چھپنا، ڈھک جانا، کہا جاتا ہے ھُوَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ اللّٰہِ بِسِتْرٍ، وہ اللہ تعالی سے نہیں ڈرتا۔ **عَیْبٌ** : ج عُیُوبٌ برائی۔

٦۔ **ولا تُرِ** : اَرَاہُ یُرِیُه اِراءَ ةً و اِراءَ الشیٔ، دکھانا، اَرِنِی بِرَأیِکَ، مجھے مشورہ دو۔

الأَعَادِی: العَدُوُّ دشمن ج اَعْدَاءُ، عُدَاة جج اَعَادَ ی، عَادَی یُعَادِیُ مُعادَاۃً، دشمنی کرنا۔

ذَلّ: (ض) ذُلاًّ و ذِلَّةً وَ ذَلالَة، ذلیل ہونا، صفت ذلیل وذُلّان ج ، اَذِلّاءُ و اَذِلَّة۔

الشَّمَاتَةُ : شَمِتَ (س) شَمَاتاً وَ شَمَاتَةً بفُلاَنٍ، کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔

٧۔ **لَاتَرْجُ**: رَجَا (ن) رَجَاءً و رَجَاءَ ةً ، پرامید ہونا۔ **ظَمْآنُ** : ج ظِمَاءٌ، پیاسا، ظَمِیٔ (س) ظَمَأً وَظَمْأً وَ ظَمَاءً وَ ظَمَاءَ ةً، سخت پیاسا ہونا.

٨۔ **التَأنّی** : الأَنَاةُ والتَمَهُّلُ، اَنَی یأنِی و اَنِیَ (س) اَنِیّاً و اِنًی ، دیر کرنا، پیچھے رہنا۔

العَنَاءُ: التَّعْبُ و النَّصَبُ، تھکنا، مصیبت، عَنـَیَ یَعْنِي عَنایَةً، الأَمْرُ فُلاناً، مشغول کرنا، فکرمند کرنا، عُنِی بالامر وعَنیَ به یعنیٰ عَنیً، مشقت لاحق ہونا، فکرمند ہونا۔

یُنْقِصُهُ : نَقصَ (ن) نَقْصاً کم ہونا، گھٹنا۔ کسی نے کہا ہے:

الرزق مقسوم علی من تری ینالہ الأَبیض و الأسود

کلّ یوفیّ رزقه کاملا من کفّ عن جهد و من یجهد

۱۰ و لا حُـــزْنٌ یَـدُوْمُ وَ لاَ سُــرُوْرُ — و لا بُــؤْسٌ عَـلَیْکَ وَ لاَ رَخَــاءُ

اورخوشی اورغمی ہمیشہ نہیں رہتی — اور نہ تنگ دستی اور فراخی دائمی ہے

۱۱ إِذا مَـــا کُـنْــتَ ذَا قَـلْـبٍ قَـنُـوعٍ — فَــأَنْــتَ وَ مَــالِکُ الـدُّنْیَـا سَـوَاءُ

اگر تو قناعت والا دل رکھتا ہے — تو پھر تو اور دنیا کا مالک دونوں برابر ہیں

۱۲ وَ مَـنْ نَـزَلَـتْ بِسَـاحَتِـهِ المَنَایَا — فَلاَ أَرْضٌ تَـقِـیْـــهِ وَ لاَ سَـمَـــاءُ

اور موت جب کسی کے صحن میں فروکش ہو جاتی ہے — تو پھر اسکو زمین وآسمان کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی

۱۳ وَ أَرْضُ الـلّـــهِ وَاسِـعَةٌ وَ لٰـکِـنْ — إِذَا نَـزَلَ الْـقَـضَـا ضَـاقَ الـفِـضَـاءُ

اللہ تعالی کی زمین بہت وسیع ہے لیکن — جب موت آتی ہے تو فضا تنگ ہو جاتی ہے

۱٤ دَعِ الأَیَّـــامَ تَــغْـدِرُ کُـلَّ حِیـنٍ — فَــمـا یُـغْنِـي عَـنِ الـمَـوتِ الـدَّوَاءُ

شکوۂ زمانہ کو چھوڑ وہ تو ہر وقت دھوکہ دیتا رہتا ہے — اور موت سے کوئی دوا بچا نہیں سکتی

---

۹ ۔ **الحُزنُ**: ج أَحْزَانٌ، حَزِنَ (س) حَزَنًا لَهُ وَعَلَیْهِ، غمگین ہونا۔صفت، حَزِیْنٌ ، ج،حُزْنَاءُ.وحِزَانٌ، وحَزَانٰی. **البُؤْسُ**: ج ، أَبْؤُسٌ ،بَئِس(س)بُؤساً وبَئِسْیاً وبُؤُساً، سخت حاجتمند ہونا، صفت، بَائِسٌ.
رَخاَ:(ن)ورَخٰی(ف)ورَخِیَ(س)ورَخُوَ(ک) رَخَاءَ العَیْشُ، زندگی کا آسودہ ہونا، صفت، رَاخٍ ورَخِیّ.
۱۰ ۔ **القُنُوعُ**: ج ،قُنُعٌ والقَنِیعُ ج قُنُعَاءُ، قناعت پسند،قَنِـع (س) قَنعاً وقناعة وقُنعانا، جو کچھ حصہ میں آئے اسپر صبر کرنا۔
۱۱ ۔ **سَاحَةٌ**: ج ،سَاحَاتٌ، آنگن،ایریا،میدان، سَاحَةُ القِتَالِ،میدان جنگ، سَاحَةُ الصَّرَاعَاتِ، اکھاڑہ۔ **مَنِیَّةٌ** :منایا،فیصلۂ الٰہی،موت،وفات. **تَقِیْهِ** : وَقَی،یَقِی،وِقَایَةً، حفاظت کرنا،اذیت سے بچانا۔
۱۲ ۔ **القَضَا**:قَضَاءٌ کامخفف،حکم الٰہی،فیصلہ،موت،عرب لوگ کہتے ہیں اِذا نزَلَ الحَیْن حَارَتِ العَیْن.
۱۳ ۔ **غَدَرَ**: (ن،ض،س)غَدْرًا، بدعہدی کرنا،خیانت کرنا۔ **یُغْنِی**: غَـنِیَ (س)غِنیً وغَنِی بالشئ عَنِ غَیْرِہِ، اکتفا کرنا، بس کرنا،اَغنٰی اِغناءً عَنْهُ، کافی ہونا مایُغْنِی عَنْکَ شَیْئًا، یہ تجھے کوئی فائدہ نہیں دیگا.
دُوَاءٌ: (ج) اَدْوِیَةٌ، دوا ،علاج۔

تشریح : سیدنا امام شافعیؒ نے ان اشعار میں رضا بالقضا کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اللہ تعالی اپنے کسی بندے کے صبر کا امتحان لینے کے لئے اسے رنج ومصیبت میں مبتلا کریں تو بندۂ مؤمن کا شیوہ صبر وثبات اور رجوع الی اللہ کا ہونا چاہئے ؛ کیونکہ اولا تو حوادثات زمانہ ہوں یا سکون وراحت دونوں ہی دائمی حالتیں نہیں ہیں، رات دن اور دھوپ چھاؤں کی طرح بدلتی رہتی ہیں۔تکلیف کے ایام بھی بہت جلد راحت میں تبدیل ہوجائیگے اور ثانیا اللہ تعالی اپنے محبوب بندے کے درجات بلند کرنے کے لئے ہی شکر سے آزمانے کے بعد کبھی صبر کے امتحان میں مبتلا کرتے ہیں، کیونکہ صبر بھی رضاء الٰہی اور قرب خداوندی پانے کا بہترین وسیلہ ہے۔حق تعالی فرماتے ہیں.

﴿واستعینوا بالصبر والصلوة ان الله مع الصٰبرین﴾ (البقرة:۱۵۳)

حدیث شریف میں اس مضمون کو اسطرح بیان کیا گیا ہے:

”عجباً لأمرِ المؤمنِ إنّ أمرَه كلهُ خيرٌ ، وليس ذلك لأحد إلا للمؤمنِ،إن أصابتهُ سرّاءُ شكرَ،فكان خيرا له، وإن أصابتهُ ضرّاءُ صبرَ فكان خيرا له “ (صحيح مسلم)

سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے امامؒ سمجھاتے ہیں کہ یہ وہ وصف ممدوح ہے جس سے آدمی اللہ اور بندوں کے قریب ہوجاتا ہے اور وہ انسان کے ان عیوب پر بھی پردہ ڈال دیتا ہے جو انسانی ضعف کی وجہ سے کبھی کبھی سرزد ہوجاتے ہیں حدیث شریف کا مضمون ہے:

”السخيُّ قريبٌ من اللهِ، قريبٌ من الجَنّةِ قريبٌ من النّاسِ بعيدٌ من النّارِ ، والبخيلُ بعيدٌ من اللهِ ، بعيدٌ من الجنةِ، بعيدٌ من الناسِ، قريبٌ من النّارِ،وَلَجاهلٌ سخيٌ أحبُّ إلى اللهِ من عابدٍ بخيلٍ “ (صحيح ترمذى)

ہواء وحرص والے دل کو سکون وغنا کا اصلی راز بتاتے ہوئے امامؒ نے فرمایا کہ ابن آدم کو دولت دنیا کے حصول سے حقیقی چین وسکون میسّر نہیں آتا جب تک کہ اسکا دل قناعت واستغنا کی صفت سے متصف نہیں ہوجاتا، اگر یہ بات پیدا ہوجائے تو محکوم اپنے آپ میں حاکم جیسا یا اس سے بھی زیادہ سکون محسوس کرنے لگے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔” ليسَ الغِنىٰ عن كثرةِ العَرَضِ ولكنَّ الغِنىٰ غِنَى النفسِ “ (متفق عليه)

موت کی لافانی حقیقت اوراٹل قانون قدرت کوآشکارا کرتے ہوئے فرمایا کہ موت سے کسی نفس کو چھٹکارانہیں، جو یہاں آتا ہے جانے کے لئے ہی آتا ہے اگر دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ ہوتی تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام زیادہ مستحق تھے کہ وہ ہمیشہ رہتے، ازل سے ابدتک رہنے والی ذات اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی ذات ہے۔آج تک نہ کوئی طبیب حاذق موت کا علاج کرسکا نہ ہی روح کی حقیقت سے واقف ہوسکا،قرآن ناطق ہے:

﴿قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمرِ رَبیِّ وماآ اُوتِیتُم مِّنْ العِلْمِ اِلاّ قَلِیْلاً﴾ (بنی اسرآئیل:۸۵)

اجل ایک ایسی چیز ہے جو وسیع تر عالم کوبھی صاحب اجل پرتنگ کردیتی ہے اوراسکی دنیا موت پرسمٹ جاتی ہے،

﴿اِذَا جَاءَ اَجَلُھُمْ فَلاَ یَسْتَأخِرُونَ ساعۃً ولا یَسْتَقْدِمُونْ﴾ (یونس:۴۹)
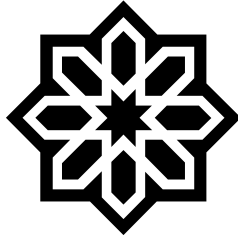
قِیمَةُ الدُّعَاءِ

١ اَ تَھْـزَأُ بِـالـدُّعَـاءِ وَتَـزْدَرِیْـہ وَمَـا تَـدْرِی بِمَـاصَـنَـعَ الـدُّعَـاءُ

تو دعا کا مذاق اڑاتا ہے اور اسکو حقیر سمجھتا ہے تجھے کیا معلوم کہ دعا کیا اثر رکھتی ہے؟

٢ سِھَـامُ اللَّیـلِ لاَ تُـخْـطِي ولٰـكِنْ لَھَـا أَمَـدٌ ولِلأَمَـدِ انْـقِـضَـاءُ

(دعا) بے خطا سہام لیل ہیں ہاں مگر اسکی ایک میعاد ہے اور ہر میعاد پوری ہوکر رہتی ہے

٣ فَیُمْسِكُھَـا إِذامَـاشَـاءَ رَبِّي وَیُـرْسِـلُھَـا إِذانَـفَـذَ الـقَـضَـاءُ

میرا رب جب چاہتا ہے اسکو روک لیتا ہے اور جب تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے تو اسکو چھوڑ دیتا ہے

تشریح: سیدنا امام شافعیؒ دعا کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی ذات عالی کو حاکم اور نفع نقصان کا مالک ماننے والا مؤمن دعا کو کارگر ہتھیار اور در الٰہی پر دستک دینے کا مؤثر ذریعہ سمجھتا ہے۔ حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں ﴿اُدْعُوْنِیۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن : ٦٠) ، اور آنحضرت ﷺ نے بھی ”اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنْ“ (مستدرک حاکم و مسند ابی یعلی ؛ بحوالۃ کنز العمّال) اور ”لَایَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِیْ الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ“ (صحیح ترمذی) کہکر دعا کی عظمت کو واضح فرمایا ہے۔ بدر و اُحد کا نقشہ حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں ہی نے بدلا تھا اور تاریخ کے ہر دور میں اصحاب دعوت و عزیمت کی سحرگاہی آہوں نے ہی باطل کا رخ پھیرا ہے۔ نبی خاتم ﷺ کا اپنی امت کو ہر لمحہ و موقع کی دعائیں تلقین کرنا دعا کی قدر و منزلت کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے۔

نوٹ: آخری شعر احسان عباس اور امیل یعقوب کے نسخہ میں ہے بقیہ نسخوں میں نہیں ہے۔

---

١ ۔ **اَتَھْزَأُ:** ھَزَأَ وھَزِئَ ھَزأً وھُزْءً وھُزُءً، لِفُلَانٍ وَمِنْهُ، کسی سے مسخری کرنا، مذاق اڑانا۔

الدُّعَاءُ : الطلب مع التَّذلل والخُضوع ،دَعَـا (ن) دُعَاءً ودَعْوَی ۔ ہٗ ۔ پکارنا، مدد چاہنا، ۔لَهٗ ۔دعا کرنا، ۔عَلَیْهِ ۔بددعا کرنا، ۔ اِلَیْهِ ۔کسی چیز کی طرف بلانا۔

تَزْدَرِیْهِ: تمتهنه وتحتقره،زَرَی(ض)زَرْیا وزِرایَةً وازْدرٰی اِزْدِراءً، حقیر سمجھنا،صفت، زَارٍ أَوْمُزدَرٍ۔

٢ ۔ **سَھْمٌ** : ج، سِھَامٌ : تیر **اَمَدٌ** :آخری حد، ج آمَادٌ، کہا جاتا ہے﴿طَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ﴾ ان پر مدت طویل ہوگئی۔

جَھدُ البَلاءِ

١ أَکْثَرَ النَّاسُ فِی النِّسَاءِ وقَالُوا إِنَّ حُبَّ النِّسَاءِ جَھدُ البلاءِ

لوگوں نے عورتوں کے بارے میں مختلف رائیں قائم کیں اور یہ بھی کہا کہ عورتوں کی محبت سخت مصیبت ہے

٢ لیسَ حُبُّ النِّسَاءِ جَھداً ولکنْ قُربُ مَنْ لاتُحِبُّ جَھدُ البلاءِ

عورتوں کی محبت کوئی بڑی مصیبت نہیں البتہ ناپسندیدہ فرد کا قرب بڑی مصیبت ہوتا ہے

تشریح: سیدنا امام شافعیؒ نے اقوام عالم کے عورت کے بارے میں قائم کردہ تصورات کی تردید اور مذہب اسلام کے معتدل اور مبنی بر انصاف نظریہ کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا کہ عورت مصیبت کی نہیں، راحت کی چیز ہے بلکہ اکثر کامیاب مردوں کی کامیابی کے پیچھے کسی نہ کسی صالح عورت کی محنت یقیناً شامل ہوتی ہے، آپ ﷺ نے ”الدُّنیا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیرُ متاعِ الدُّنیا اَلْمَرْاَۃُ الصَّالحۃُ“ (صحیح مسلم) فرما کر عورت کی اسی عظمت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

امام شافعیؒ چونکہ خوش مزاج تھے خشک مزاج نہیں، اسلئے کبھی کبھی خوش طبعی کے طور پر برجستہ ایسے دل چسپ اشعار کہہ دیا کرتے تھے جبکہ متنبّی کہتا ہے،

وَمِنْ نَکَدِ الدُّنیا عَلی الحُرِّ أَن یَریٰ عَدُوًّا لَہُ مَامِنْ صَداقَتِہِ بُدُّ

دنیا کی یہ بھی ستم ظریفی ہے کہ آزاد مرد کو دفع شر کے خاطر دشمن سے اظہار دوستی کرنا پڑے

---

١ ــــ جُھد: ضمّہ اور فتحہ کے ساتھ طاقت، استطاعت، قرآن مجید میں ہے، ﴿لَایَجِدُوْنَ اِلّاجُھْدَھُمْ﴾، ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ﴾ فتحہ کے ساتھ، مشقت جَھَدَ (ف) جَھْدًا فِی الأَمْرِ، إِذَا طَلَبَ حَتّٰی بَلَغَ غَایَتَہُ، جَھَدَہُ الْمَرَضُ إِذَا بَلَغَ مِنْہُ المَشَقَّۃِ.

٢ ـ البَلَاءُ: بَلَا (ن) بَلواً وَبَلاءً، کسی کو آزمانا، تجربہ کرنا، امتحان لینا، یہ لفظ ابتلاء بالخیر والشر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، قرآن کریم میں ہے، ﴿وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَۃً﴾.

وَاحَسْرَةً لِلفَتیٰ

١ وَا حَسْرَةً لِلفَتیٰ سَاعةً یَعِیشُها بَعْدَ أَوِدَّائِهِ

انسان کے لئے وہ گھڑی کتنی حسرتناک ہوتی ہے جو وہ اپنے دوستوں سے فراق کے بعد گذارتا ہے

٢ عُمْرُ الفَتیٰ لَوْکَانَ فِی کَفِّهِ رَمٰی بِهِ بَعْدَ أَحِبَّائِهِ

اگر آدمی کی عمر اسکے قبضے میں ہوتی تو وہ دوستوں کی جدائی کے بعد اسکو پھینک دیتا

تشریح : انسان فطرۃ مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

مَاسُمِّیَ الإِنْسَانُ إِلاّلِاُنْسِهِ وَمَاالقَلْبُ إِلاّ أَنَّهُ یَتَقَلَّبُ

انسان کو انسان سے فطرۃً اُنس ہوتا ہے؛ یہی اُنس انسان کو حقوق کی ادائیگی، اتحاد و اتفاق، مودت و محبت، مواخات و موالات اور تراحم و تعاطف کی طرف لے جاتا ہے، جسکی بنیاد پر انسان چین، سکون اور راحت و اطمینان کی زندگی گذارتا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِی خَلَقَ مِنَ المَاءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَصِهراً﴾ (الفرقان : ۵۴) کی آیت بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہے اور ﴿وَجَعَلْنَا کُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ (الحجرات : ۱۳) والی آیت بھی تعارف و تعاون باہمی کو انسان کی فطری ضرورت بتاتی ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ میں بھی انسانی فطرت کے اس ضروری عنصر کو ایک خصوصی ھدایت کے ذریعہ دوام بخشا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے ''اِذَا اٰخَی الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْیَسألهُ عن إِسْمِهِ واِسْمِ أَبِیهِ وَمِمَّن هُوَ، فإنَّهُ أَوْصَلُ لِلْمَوَدةِ '' (صحیح ترمذی) یہی وجہ ہیکہ خوشی وغمی کے مواقع پر انسان کو شرکاءِ خوشی و غم کی ضرورت پڑتی ہے، اگر وہ نہ ہوں تو حاصل شدہ خوشی حقیقی معنی میں خوشی نہیں رہتی اور غم کے بادل جلدی نہیں چھٹتے۔ امام شافعیؒ نے ایک جگہ نثر میں اسی مضمون کو اسطرح ادا فرمایا ہے۔ '' لا سرور یعدل صحبة الإخوان ولا غمّ یعدل فراقهم، والغریب من فقد ألفهٔ لامن فقد منزله''

---

١ ـ وَا: حرف ندا ہے جو ذکر محاسن میت کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے وا ولداہ، وا کبداہ اور کبھی نداء حقیقی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ **الحَسْرَةُ:** ج ،حَسَرَات ، شدّة التلهّف والحزن وأشدّ النّدم، قرآن کریم میں ہے، ﴿یَا حَسْرَتٰی علیٰ مافَرَّطْتُ فِی جَنْبِ اللّٰهِ﴾ **الأَوِدَّاءُ:** م، وَدِیْدٌ، ساتھی، محبت کرنے والا۔

٢ ـ **الکفُّ** : ج کُفُوْفٌ واکُفٌ وَکُفٌ، ہتھیلی انگلیوں سمیت۔

الأَحِبَّاءِ: م، حَبِیْبٌ، حَبَّهُ (ض) حُبّاً وحِبًّا، محبت کرنا، صفت حَبِیْبٌ وَمَحْبُوبٌ.

اَلصَّبْرُ عَلٰی فَقْدِ الأَ حِبَّةِ

١ وَمَنْ یَتَمَنَّ الْعُمْرَ فَلْیَدَّرِعْ صَبْراً عَلٰی فَقْدِ أَحِبَّائِہِ

جوشخص درازی عمر کا متمنی ہواس کو چاہیے کہ دوستوں کے فراق پرصبر کا لباس پہنے

٢ وَمَنْ یُعَمَّرْ یَلْقَ فِی نَفْسِہِ مَایَتَمَنَّاہُ لِأَعْدَائِہِ

اور جوشخص لمبی عمر پائیگا تو اپنے لئے بھی وہی تمنا کریگا جو دشمن کے لئے تمنا کرتا تھا

تشریح: سیدنا امام شافعیؒ پہلے شعر میں دوستوں کی موت اور شدائد دنیا پر صبر کے دامن کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین کر کے یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ صبر وہ جوہر ہے جو کمزور انسان کو حوادثات زمانہ جھیلنے اور گردش دوراں میں ثابت قدم رہنے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے۔ اگر انسان کو صبر کی تعلیم نہ دی جاتی تو طویل عمر پانے والا انسان طویل عمر سے کثرت حسنات کا فائدہ اٹھانیکے بجائے؛ فراق احباب کے غم میں اپنے آپکو ہلاک کرلیتا۔ دوسرے شعر میں یہ کہکر کہ آدمی کی عمر جب زیادہ دراز ہوتی ہے تو وہ بھی اپنے لئے موت کی ایسی ہی تمنا کرتا ہے جیسے اگلے زمانہ میں اپنے دشمنوں کی ھلاکت چاہا کرتا تھا؛ امام شافعیؒ شاید ارذل عمر کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں؛ جسکا تذکرہ قرآن میں اسطرح آیا ہے ﴿وَمِنْکُمْ مَنْ یُرَدُّاِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شیئا﴾ (النحل، ٧٠) اور جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی یہ کہکر پناہ چاہی ہے " اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَعُوذُبِکَ مِنَ البُخْلِ، وأَعُوذُ بِکَ مِنَ الجُبنِ، وأَعُوذُبِکَ مِن أن أُرَدَّ اِلیٰ أرْذَلِ العُمُرِ وفِتْنَۃِ الدُّنیا وعَذابِ القبرِ" (کنز العمّال)

---

١ ۔ **یَتَمَنَّ:** تَمَنَّی الشَّیٔ، ارادہ کرنا، الکتاب، پڑھنا، الرجل، جھوٹ بولنا، الحدیث، جھوٹی بات گھڑنا. المُنْیَۃُ ج مُنیً مِنیً و الاُمْنِیَّۃُ ج اَمَان و اَمانِیّ، خواہش، آرزو، مطلوب. **یَدَّرِعْ:** دَرَّعَہٗ، تَدَرَّعَ وِادَّرَعَ، زرہ پہننا، صبر کو درع سے تشبیہ دیکر صبر کا لباس پہن لینے یعنی صابر بن جانے کی تلقین کی گئی ہے۔

الصَّبْرُ: صَبَرَ (ض) صَبْراً، صفت، صَابِرٌ وَصَبِیرٌ وصَبُوْرٌ، ضبط النّفس، کظم الغیظ، سعۃ الصّدر، التَّجلّد وحسن الاحتمال، الشُّجاعۃ وترک الشّکوٰی.

٢ ۔ **یُعَمَّرْ**: عَمَّرَ الرَّجُلُ، لمبی زندگی پانا، قرآن کریم میں ہے ﴿وَمَنْ نُعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الخَلقِ﴾ العُمْرُ، العُمُرُ، العَمْرُ ج أعمار، زندگی۔ والمعنی أن الذی یحبّ أن یعیش طویلا ویُعمر مدۃ طویلۃ، لملاقاۃ أحبائہ وإخوانہ، یجد نفسہ عندما یبلغ العمر وھناً ضعیفاً مریضاً کما کان یتمنّی أن یری أعدائہ. "دیوان الإمام الشافعیؒ، تحقیق محمدعبد الرحیم، صفحۃ ١١٧"

القَضاءُ والقَدرُ

١ إِنّ الطَّبِيبَ بِطِبِّهِ وَدَوَائِهِ — لا يَسْتَطِيعُ دِفَاعَ مَقْدُوْرِ القَضَاء

طبیب علم طب اور دوائی کے ذریعہ — تقدیر کے فیصلوں کو بدل نہیں سکتا

٢ مَالِلطَّبِيبِ يَمُوْتُ بِالدَّاءِ الَّذِي — قَدْ كَانَ يُبْرِئُ مِثْلَهُ فِيمَا مَضٰى

طبیب کو کیا ہو گیا کہ ایسی بیماری میں وفات پاتا ہے — جس بیماری کا علاج کر کے وہ کبھی دوسروں کو شفایاب کر چکا تھا

٣ هَلَكَ المُدَاوِىْ والمُداوىٰ وَالذِّي — جَلَبَ الدَّوَاءَ وبَاعَهُ ومَنِ اشْتَرٰى

علاج کرنے والا طبیب علاج پانے والا مریض اور — دوائی بنانے والا اور بیع وشراء کرنے والا سبکو موت نے ہلاک کر دیا

تشریح: امام شافعیؒ موت کی اٹل حقیقت کو آشکارا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سائنسدانوں، حکیموں، فلسفیوں اور ڈاکٹروں کی باتیں اور تحقیقات اپنی جگہ، لیکن موت ایک ایسی حقیقت ہے جسکا انکار نہیں ہوسکتا، یورپ نے حفظان صحت اور بہتر زندگی کے لئے بے شمار طریقے اور علاج دریافت کئے ہیں اور اسے اپنی طبّی تحقیقات اور علاج معالجے کے جدید وسائل واسباب پر ناز بھی بہت ہے مگر ان تمام چیزوں کے باوجود کیا ایک بھی ایسا سائنسداں یا ڈاکٹر ہے جو یہ دعوٰی کر سکے کہ میں نے موت کا علاج دریافت کرلیا ہے؟ ارے، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ڈاکٹر کو جس مرض کے علاج میں مہارت ہوتی ہے اسی مرض میں اسکا انتقال ہوجاتا ہے۔ ⇦

---

١ ـ **الطَّبِيبُ**: طَبَّهُ (ن،ض) طَبّاً، علاج کرنا، تَطَبَّبَ الرَّجُل، طبیب بننا، اِسْتَطَبَّهُ، دوائی دریافت کرنا. الطَّبُّ والطِبُّ والطُبُّ، جسمانی اور روحانی علاج، صفت، طَبِيبٌ ج اَطِبَّةٌ وَاَطِبَّاءُ، مؤنث، طَبِيبَةٌ.

٢ ـ **يَمُوتُ**: مَاتَ يَمُوْتُ مَوْتاً، مرنا، المَوْتُ الابْيَضُ، طبعی موت، الاَحْمَرُ، مقتول ہونا، الاَسْوَدُ، گلا گھٹ کر مرنا، المَيْتُ ج اَمْوَاتٌ وَمَوْتىٰ والمَيِّتُ ج مَيِّتُون، مؤنث مَيْتَةٌ ج مَيْتاتٌ ومَيِّتاتٌ .

يُبْرِأ: بَرِى (س) بَرَءَ (ف) بَرُءَ (ک) بَرْءاً وبُرْءاً وبُرُوءاً، من المَرَضِ، بیماری سے شفا پانا.

٣ ـ **المُدَاوِى**: دَاوىٰ مُدَاواةً، بیمار کا علاج کرنا، ـ فا ـ المُداوِى ـ مفع ـ المُدَاوىٰ.

الدّاءُ: دَاءَ يَدَاءُ (ف) دَاءً ودَوْءاً، بیمار ہونا، صفت دَاءٍ، الدّاءُ، بیماری ج اَدْوَاءٌ.

جَلَبَ: جَلَبَهُ (ن،ض) جَلْباً، ہانک کر لانا، یہاں فقط لانیکے معنیٰ میں ہے۔

ماہرین امراض قلب کا انتقال ہارٹ اٹیک سے اور ماہرین امراض سرطان کا انتقال مرض سرطان میں ہوتا دیکھا گیا۔عربی کا ایک شعر اسی حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے۔

بِسِلٍّ مَاتَ اَرَسُطَالِیُسَ وَاَفُلاطُونَ مَفُلُوجاً وَلُقُمانَ بِسِرُسَامَ وَجَالِیُنُوسَ مَبُطُوناً

مرض سل سے ارسطالیس مرااورافلاطون فالج سے لقمان مرض دماغ سے اور جالینوس اسہال سے

حالانکہ انہیں امراض میں ان حکماء کو ید طولیٰ اور مرتبۂ کمال حاصل تھا۔غرض یہ کہ جو بنا ہے وہ فنا ہے، یہاں جو آیا ہے جانیکے لئے آیا ہے، رہنے کہ لئے کوئی نہیں آیا۔موت کا مراقبہ کرنا ہر نفس کے لئے بہت ضروری ہے؛ مجذوب فرماتے ہیں۔

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ بہر سرافگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ارشاد خداوندی ہے۔

﴿قُلُ اِنَّ المَوُتَ الَّذِی تَفِرُّوُنَ مِنُهُ فَإِنَّهُ مُلاقِیُکُم﴾ (الجمعة : ۱۱)
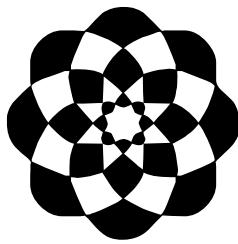
قَافِيَةُ البَاءِ

وُقُوْفُ المَاءِ يُفسِدُهُ

١ مَـافِی الـمُـقَـامِ لِذِي عَقْلٍ وذِی أَدَبٍ ‌ ‌ مِـنْ رَاحةٍ فَـدَعِ الأَوْطَـانَ وَاغتَـرِبِ

صاحب عقل وفہم کوایک جگہ پڑے رہنے میں ‌ ‌ راحت نہیں اس لئے وطن چھوڑ اور سفر اختیار کر

٢ سَـافِرْ تَـجِـدْ عِـوَضـاً عـمَّنْ تُفَارِقُـهُ ‌ ‌ وَانْـصَـبْ فَإِنَّ لَذِيْذَ العَيْشِ فی النَّصَبِ

سفر کر ترک وطن کا بدلہ پائیگا ‌ ‌ اور مشقت برداشت کر کیونکہ لذت عیش تھکن میں ہے

٣ إِنّـي رَأيـتُ وُقُـوفَ الـمَـاءِ يُفسِدُهُ ‌ ‌ إِنْ سَـاحَ طَابَ وَإِنْ لَمْ يَجْرِ لَمْ يَطِبِ

میں نے دیکھا کہ ٹھہراؤ پانی کوخراب کر دیتا ہے ‌ ‌ بہنا پانی کو اچھا رکھتا ہے اور نہ بہنا خراب کر دیتا ہے

---

١ ـ **المُقَام**: ضمہ کے ساتھ ٹھہرنے کی جگہ یا وقت، فتحہ کے ساتھ جائے قیام، ج مقامات۔

الأدب: اَدُبَ (ک) اَدَباً، اچھی تربیت والا یا شائستہ ہونا، اَدِيبٌ ج اُدَبَاءُ، الأَدَبُ، وہ اخلاقی ملکہ جو انسان کو ہر ناشائستہ بات سے باز رکھے، ج آداب. **اَوْطَانٌ**: م، الوَطَنُ، انسان کی سکونت کی جگہ خواہ وہاں پیدا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، وَطَّنَ واَوْطَنَ واِسْتَوْطَنَ، البَلَدَ، کسی شہر کو اپنا وطن بنانا۔

اِغْتَرَبَ: غَـرَبَ (ن) غَرَابَةً وغُرَابَةً وغُرْباً، وطن سے جدا ہونا، پردیسی ہونا، اِغْتَرَبَ الرَّجُلُ، وطن سے نکل جانا، الغَرِيْبُ ج غُرَبَاءُ.

٢ ـ **الـنَّصَبُ**: نَـصَبَـهُ (ض،ف) وانْـصَبَهُ نَصْباً، تھکانا، نَـصِبَ (س) نَصَباً، تھکنا، فِی الأَمْرِ، کوشش کرنا، قرآن میں ہے ﴿لا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ ولا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ﴾

٣ ـ **سَاحَ**: سَاحَ يَسِيحُ سَيْحاً وسَيَحَاناً، المَاءُ، پانی کا سطح زمین پر بہنا، صفت، سَائِحٌ وسَيْحٌ.

طَاب: طَابَ يَطِيبُ طِيباً وطَاباً وطِيبَةً، مزیدار، میٹھا، عمدہ ہونا۔ **يَجْرِ**: جَرَى (ض) جَرْياً وجَرَيَاناً وجِرِيَةً ـ الماءُ، پانی کا بہنا، کہا جاتا ہے ''نَهْرٌ سَرِيْعُ الجَرْيَةِ'' تیز بہنے والی نہر۔

٤ وَالأَسَدُ لَوْلاَ فِراقُ الأَرضِ مـاافْتَرسَتْ — وَالسَّهمُ لَوْلَا فِراقُ القَوْسِ لمْ يُصِبِ

شیر اگر کچھار نہ چھوڑے تو شکار نہیں کرسکتا — اور تیر کمان سے جدا نہ ہوتو نشانے پر نہیں لگتا

٥ وَالشَّمْسُ لَوْ وَقَفَتْ فِي الفُلكِ دَائِمةً — لَمَلَّهَا النّاسُ مِنْ عُجمٍ ومِنْ عَرَبِ

آفتاب اگر آسمان میں ایک جگہ ٹھہرا رہے — تو عرب وعجم سبھی تنگ آجائیں

٦ وَالتِّبرُ كَالتُّربِ مُلقًى فِي أَماكِنِه — والعُودُ فِي أرضِهِ نَوْعٌ مِن الحَطَبِ

سونا اپنی جگہ میں مٹی کا ایک پہاڑ ہے — اور عود پیدا ہونیکی جگہ میں جنگل کی ایک لکڑی ہے

٧ فَإِنْ تَغَرَّبَ هَذَا عَزَّ مَطْلَبُهُ — وَإِنْ تغرَّبَ ذَاکَ عَزَّ كَالذَّهَبِ

جب سونا بےوطن ہوا تو باعزت ہوا — اور جب عود غریب الوطن ہوئی تو سونے جیسی قیمتی بنی

---

٤ ۔ **اَسَدٌ**: شیر نر ہو یا مادہ دونوں کے لئے مستعمل ہے ج اُسُدٌ و اُسُودٌ و آسُدُ، داء الاسد، جذام.
اِفْتَرَسْت: فَرَسَ (ض) فَرْساً و اِفْتَرَسَ ۔ الاسَدُ، فَرِيسةً، شکار کرنا۔
القَوسُ: مصدر، کمان، مؤنث ہے، کبھی مذکر بھی مستعمل ہوتا ہے، تصغیر، قُوَيْسَةٌ وَقُوَيسٌ، ج قِسِيٌّ و اَقْوَاسٌ، قوسُ نَدفٍ، دھننے کی کمان، قَوْسُ نَبْلٍ، تیر کی کمان، قَوْسُ قُزَحٍ دُھنک، ست رنگی کمان قَوْسُ الرَّجُلِ، جھکی ہوئی پیٹھ. **يُصِيْبُ**: اَصَابَ يُصِيْبُ اِصَابَةً ۔ اَلسَّهمُ، تیر کا ٹھیک نشانے پر لگنا.
٥ ۔ **الفَلَکُ**: آسمان، ستاروں کے چکّر لگانے کی جگہ، ج فُلْکٌ و فُلُکٌ و اَفْلاکٌ. **مَلَّها**: مَلَّ (س) مَلَلاً و مَلالاً و مَلَّةً و مَلالَةً ــ الشئ و من الشئ، اکتانا، زچ ہونا، صفت المَلُولُ. **عُجُمٍ**: الأَعْجَمِيُّ والعَجَمِيُّ، مؤنث عَجماءُ ج عُجْمٌ، غیر عرب، عربی بولتا ہو یا نہ بولتا ہو۔
عَرَب: العُربُ و العَرَبُ ج اَعْرُبٌ و عُرُوبٌ، عرب کے باشندے۔
٦ ۔ **التِّبرُ**: م، تِبرَةٌ، سونے کا بغیر ڈھلا ہوا ٹکڑا۔ **العُوْدُ**: ایک خوشبودار لکڑی، جسکو بطور بخور استعمال کیا جاتا ہے، عرب لوگ اس لکڑی سے بنی ہوئی خوشبو کو جسے وہ **دهن العُود** کہتے ہیں بہت پسند کرتے ہیں۔
٤ ۔ **تَغَرَّبَ**: وطن سے علحدہ ہونا۔ **عَزَّ**: عَزَّ (ض) عِزّاً و عَزَّةً (ن) عِزّا، عزیز ہونا، قوی ہونا، عزّت کی کوشش میں غالب ہونا۔ **المَطْلَبُ**: ج مَطَالِبُ، مطلب، مقصد۔

تشـــریح: نیک مقصد کے حصول کے لئے سفر کرنے کی قرآن کریم اوراحادیث نبویہ میں اجازت،فضیلت اورکہیں کہیں امر بھی وارد ہوا ہے۔"وأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ "(حج : ١٠٠) میں سفرحج کا امر ہےتو " فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ"(الجمعة: ١٠) میں طلب رزق حلال کے لئے سفر کی ھدایت ہے. "اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ "(التوبة: ٤١) میں پوری انسانیت کوجہنّم کی آگ سے بچانیکے لئے سفر جہاد کا حکم ہےتو" وَمَنْ يَخْرُجْ مَنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ"(النساء : ١٠٠) میں ہجرت یعنی ترک وطن کا تذکرہ ہے " لاَ أَبْرَحُ حَتّٰى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْأَمْضِيَ حُقُبًا"(الكهف: ٦٠) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی طویل سفرعلم کی ترغیب ہے۔تو "الاَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدِ الْغَائِبَ"(رواه البخاری) میں تبلیغ دین کے لئے سفر کا حکم ہے۔کہیں "سِيْرُو فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا "(الأنعام : ١١) کےذریعہ اقوام عالم کےاحوال سے عبرت کے لئے سیر وسیاحت کی ہدایت ہےتو کہیں " لَوْكَانَ عَرَضًا قَرِيْبًاوَسَفراً قَاصِدًا لاَ تَّبَعُوكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ"(التوبة: ٤٢) کہکر دین کے خاطر مشقت والا سفر چھوڑنے والوں پر تنبیہ کی گئی ہے۔کہیں مساجد ثلثہ کی زیارت وحصول برکات کے لئے شدّ رحال کی اجازت دی گئی ہے تو کہیں بیمار پرسی اور دیگرحقوق کی ادائیگی کے لئے سفر کی ترغیب دی گئی ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت طیّبہ میں تجارت، ہجرت اور تبلیغ و جہاد کے اسفار، نیز صحابہؓ،تابعین، اسلاف کرام اورعلماء ربّانیین کی زندگیوں کے حصول علم واشاعت دین کے اسفارحتیٰ کہ اکثر اکابرین کی جائے پیدائش وجائے وفات کا ایک نہ ہونا اس بات کی علامت ہیکہ وہ اپنے وطن اوراپنے ماحول پراکتفا کرکے بیٹھے رہنے کے بجائے" الْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰه "(رواه البيهقی فی شعب الإيمان) کے ناطے پوری انسانیت کی فکر کرنے والے اور" ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست" پرعمل پیراتھے، اورایسا کرنے سے انہیں دوہرا فائدہ بھی حاصل ہوا، ایک امر خداوندی کے امتثال کا، دوسرا مفید تجربات کے حصول کا۔

سیدناامام شافعیؒ شریعت مطہرہ کی ایسی جامعیت کواپنے ان اشعارمیں نادرمثالوں کے ساتھ بہترین اندازمیں پیش فرماتے ہیں، ارشادفرماتے ہیں کہ عقلمند آدمی مناسب موقع اورتقاضے کےوقت ترک وطن اورسفرکرنے سے گریزنہیں کرتا، اسلئے کہ وہ ہی انسان کو بلندمنازل تک لے جاتا ہےاور اس سے روگردانی ترقی کی راہ میں حائل ہوجاتی ہے۔

امام موصوفؒ اپنی اسی بات کو پانی کی روانی اور جمود کی مثال سے واضح فرماتے ہیں، کہ ماء راکد کو اسکا ٹھہراؤ خراب کردیتا ہے جبکہ ماء جاری کا جریان اسکی تروتازگی کو ہمیشہ باقی رکھتا ہے، نیز امامؒ نے علم وفضل والے کو شیر اور تیر کی مثال دیکر ایک حقیقت سمجھائی کہ جسطرح تیر جب تک ترکش کو اور شیر کچھار کو نہ چھوڑے دونوں ہی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے؛ اسی طرح صاحب علم وفضل اپنے فضل سے دوسروں کو فائدہ پہونچانے اور دوسروں کے علم وفضل سے استفادہ کرنے کے مقصد میں اسوقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا؛ جب تک کہ وہ عندالضرورت اپنا مکان ووطن نہ چھوڑے، سورج کی طرح کہ اسکا وجود انسانیت کے لئے بے انتہا مفید ہے مگر اسوقت تک کہ وہ آتا جاتا رہے اور لیل ونہار کا تسلسل باقی رہے؛ جبکہ اسکا سفر چھوڑ دینا اور ایک جگہ ٹھہر جانا انسانیت کے لئے پریشانی کا باعث بن جائے اور لوگوں کا جینا دوبھر ہوجائے۔

اخیر میں امام شافعیؒ دو حکیمانہ مثالیں دیکر اس بات کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ سفر، محنت، جد وجہد، قربانی، لگن اور ترک وطن وہ عناصر ہیں جو انسان کو اپنے مقصد زندگی میں کامیاب بناتے ہیں، جس سے ادنی اعلیٰ اور ذرّہ آفتاب بن جاتا ہے، مثال دیتے ہیں کہ جسطرح سونا کہ جب تک وہ کان میں تھا مٹی کا ایک ڈھیر تھا اور ترک وطن کرکے تغیرات وتقلبات کی بھٹی سے گذرا تو حسینہ کے گلے کا ہار، بادشاہ کے سر کا تاج اور بازار کا رائج الوقت سکہ بنا اور جسطرح عود کی لکڑی کہ جب تک وہ جنگل میں تھی جنگل کی دیگر لکڑیوں سے زیادہ اسکی الگ کوئی حیثیت نہیں تھی مگر جب اسنے ترک وطن کیا اور کلہاڑے اور آڑے کے چلنے کی صعوبتیں برداشت کیں تو محلات ومساجد کی زینت بنی اور خوشبو دینے والی قیمتی لکڑی میں اسکا شمار ہوا۔

الغرض امام شافعیؒ ترک وطن، سفر، مجاہدات اور پیہم عمل کو ایک مسلمان کی کامیابی کے راز گردانتے ہیں اور اس سے جی چرانے کو شاہراہِ کامیابی کے بیچ کا سنگ گراں مانتے ہیں۔ اردو کے ایک شاعر نے اس خیال کی اسطرح ترجمانی کی ہے۔ ؎ سر پھول وہ چڑھا جو چمن سے نکل گیا...

علماء کرام کے طلب واشاعت علم کے طول وطویل اسفار، غریب الوطنی اور طرح طرح کی صعوبتیں برداشت کرنا؛ تاریخ وسیرت کی کتابوں کے وہ زریں ابواب ہیں جو طالبان علوم نبوت کو ہر زمانے میں طلب علم کی راہ کا توشہ اور حوصلہ فراہم کرتے رہینگے، طلبۂ کرام کو شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ کی کتاب "صفحات من صبر العلماء" کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔

بَاعُوا الرّأسَ بِالذَّنَب

جاء فی معجم الأدباء قول الإمام الشافعیؒ،فی الفروق بین النّاس فی العقل والأدب والحسب:

١ أَصْبَحْتُ مُطَّرَحاً فِي مَعْشَرٍ جَهِلُوا ... حَقَّ الأَدِيْبِ فَبَاعُوا الرّأسَ بِالذَّنَبِ

میں پھینک دیا گیا ہوں ایسے معاشرہ میں جو بے خبر ہے ... ادیب کے حق سے اور سر کو دُم کے عوض فروخت کرتے ہیں

٢ وَالنّاسُ يَجْمَعُهُم شَمْلٌ وَبَيْنَهُم ... فِي العَقْلِ فَرْقٌ وَفِي الآدَابِ وَالحَسَبِ

لوگ یوں تو ایک جماعت کے افراد معلوم ہوتے ہیں ... مگر انکی عقل، آداب اور شرافت نسبی میں واضح فرق ہوتا ہے

٣ كَمِثْلِ مَا الذَّهَبِ الإِبْرِيزِ يُشْرِكُهُ ... فِي لَوْنِهِ الصُّفْرُ، وَالتَّفْضِيْلُ لِلذَّهَبِ

جیسے خالص سونا کہ زرد رنگت میں تو پیتل اسکا شریک ہے ... مگر قدر و منزلت میں ذھب ہی کو فضیلت حاصل ہے

٤ وَالعُودُ لَوْ لَمْ تَطِبْ مِنهُ رَوائِحُهُ ... لَمْ يَفْرِقِ النّاسُ بَيْنَ العُودِ وَالحَطَبِ

جیسے عود کی لکڑی کہ اس سے اگر خوشبو نہ پھیلتی ... تو لوگ ایندھن اور عود میں تمیز نہ کر پاتے

١۔ **مُطَّرَحاً:** مُلْقىً، مَرْمِياً، مَنبُوذاً، پھینکا ہوا. طَرَحَ (ف) طَرْحاً، الشيئ بالشيئ، پھینکنا، عنهُ، ڈالنا، دور کرنا، عليهِ مَسْئَلَةً ، مسئلہ پیش کرنا ۔ اِطّرَحَهُ، پھینک دینا، دور کرنا.

مَعْشَر: ج، مَعَاشِرُ، جماعت، آدمی کے اہل، جن وانس۔

٢۔ **الأَدِيْبُ:** الأَدَبُ ج آداب، صفت، اَدِيبٌ، اچھی روش، دانش، وہ اخلاقی ملکہ جو انسان کو ہر نا شائستہ بات سے روکے۔ **الرّأسُ:** ج اَرْؤُسٌ، رُؤُسٌ، رُوُسٌ، آراسٌ، سر، چیز کا بلند حصہ.

الذَّنَبُ: مِنَ الحَيْوَان، دم، ج، اَذْنَابٌ، اَذنَابُ النّاسِ، گھٹیا، نیچے طبقہ کے لوگ.

الشَّمْلُ: مصد، شمالی ہوا، مجتمع امر، متفرق امر، (ضد) جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُم، اللہ تعالی نے انکے بکھرے امور جمع کردئے. فَرَّقَ اللّٰهُ شَمْلَهُمْ، اللہ تعالی انکی جمعیت تتر بتر کردے.

٣۔ **الذَّهَبُ الإِبْرِيزُ:** اَلإِبْرِيزِیُّ مِنَ الذَّهَبِ، خالص سونا. **الصُّفْرُ:** پیتل۔

٤۔ **العُودُ:** ایک قسم کی لکڑی جو بطور بخور استعمال ہوتی ہے، ج عِيْدَانٌ، أَعْوَادٌ، اَعْوُدٌ.

تشریح: اسلام کا آفتاب جہاں تاب، جہالت کے خاتمے کا اعلان کرتا ہوا نمودار ہوا، کتاب ہدایت کا پہلا بول جو دنیا کے کانوں نے سناوہ " إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ "(علق: ۱) تھا گویا اسلام نے برّ و بحر کے فساد کا سبب متعین کرکے اسپر کاری ضرب لگائی اور جہالت کی ظلمت کو علم کی روشنی میں تبدیل کردیا اور ' إقرأ ' کا امر کرکے حصول علم کو لازم اور جاھل رہنے کو ممنوع قرار دیا، اسلئے کہ جہالت وہ مرض ہے جس سے انسان خود اپنے نفع نقصان کی تمیز نہیں کرسکتا چہ جائیکہ دوسروں کے حقوق ادا کرسکے۔

سیدنا امام شافعیؒ مذکورہ بالا اشعار میں معاشرہ کی ایسی کمزوریوں کی جانب اشارہ فرمارہے ہیں کہ میرا سابقہ ایسے جاہل لوگوں سے ہوا ہے جو سیاہ وسفید یا رخیص وغالی میں فرق کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے؛ جو اتنے جاھل ہیں کہ سَر کو دُم کے عوض فروخت کردیتے ہیں اور فاضل وادیب آدمی کے ساتھ جاہل وعامی جیسا برتاؤ کرتے ہیں، اور وہ ایسا انکی جہالت، ناعقلی، بے دینی اور نادانی کی وجہ سے کرتے ہیں، جیسے مفقود العقل بھینس کے سامنے زعفران اور گھاس دونوں یکساں ہیں یا جیسے ناقص العقل بچے کی نظر میں اصلی اور بناوٹی اشیاء کا کوئی فرق نہیں ہوتا ایسے ہی جاہلوں کی نظر میں ایک فاضل ادیب کی عام انسانوں سے بڑھکر کوئی حیثیت نہیں ہوتی، وہ قریب بیں ہوتے ہیں دور بیں نہیں، وہ ظاھر پر فیصلہ کرتے ہیں باطن تک انکی عقل کی رسائی نہیں ہوتی، انکی نگاہیں پیلی رنگت کا نظارہ تو کرسکتی ہیں مگر انکی عقل پیتل اور سونے کا ادراک نہیں کرسکتی، وہ عود وحطب دونوں پر بسبب جہالت کے حطب ہی کا اطلاق کرتے ہیں۔

الحختصر سیدنا امام شافعیؒ اپنے ان اشعار میں جاھل معاشرہ کے خطرات کی نشاندہی کرکے ان خطرات سے اپنے آپکو محفوظ رکھنے کی تاکید کرنا چاہتے ہیں، جیسے خود قرآن کریم عباد الرحمٰن کو ہدایت کرتا ہے "وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الجَاهِلُونَ قَالُوا سَلاَ مَا" (الفرقان: ۶۳) ایک اور جگہ ارشاد ہے " سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ لاَ نَبْتَغِی الجَاهِلِیْنَ" (القصص: ۵۵) عربی کے ایک شاعر نے اس مضمون کو اسطرح ادا فرمایا ہے،

إِذَا نَطَقَ السَّفِیهُ فَلاَ تُجِبْهُ   فَخَیْرٌ مِنْ إِجَابَتِهِ السُّکُوتُ

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

زجاھل گریزندہ چوں تیر باش　　　نہ آمیختہ چوں شکر شیر باش

البتہ جاھل معاشرہ کی اصلاح کی ذمہ داری بھی شریعت مطھّرہ نے علماء کرام پر ہی رکھی ہے، پھر جب یہی جاھل معاشرہ علم آشنا ہوجاتا ہے تو انہیں حیوان سے انسان بنانے والے مصلح ومحسن کا احسان کبھی فراموش نہیں کرتے اور اسپر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں ۔صحابۂ کرامؓ اور محسن انسانیت ﷺ کی پاکیزہ سیرت ہمارے لئے بطور نمونہ موجود ہے، ایک ذمہ دار عالم پر اپنا دامن بچاتے ہوئے اس مسئولیت سے عہدہ برآں ہونا بھی ضروری ہے۔
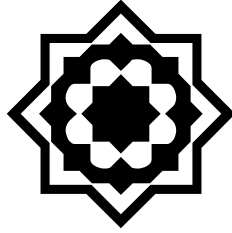
جَرَّدْتُ صَارِماً

من خواطر الإمام الشّافعیؒ فی طبائع الناس وتباینهم فی الأخلاق والعادات وترفعه عن صحبة البخیل لائذا باعیانه وغنی ذاته :

١ بَلَوْتُ بَنِی الدُّنیا فَلَمْ أَرَ فِیْهِمُ — سِوٰی مَنْ غَدَا والبُخْلُ مِلْءُ إِهَابِهِ

میں نے دنیاوالوں کرآزمایاتوان میں نہیں پایا — مگرایسےلوگ کہ جنہوں نے بخل سے اپنے جسموں کوبھر رکھا تھا

٢ فَجَرَّدْتُ مِنْ غِمْدِ القَنَاعَةِ صَارِماً — قَطَعْتُ رَجَائِي مِنْهُم بِذُبَابِهِ

تومیں نے قناعت کے میان سے سیف قاطع کو کھینچ کر — اسکی تیز دھار سے ان سے وابستہ امیدوں کوکاٹ ڈالا

٣ فَلاَ ذَا یَرَانِي وَاقِفاً فِی طَرِیقِهِ — وَلاَ ذَا یَرَانِی قَاعِداً عِنْدبَابِهِ

پس نہ توانمیں کا کوئی شخص اپنی راہ میں مجھے کھڑادیکھتا ہے — اورنہ انمیں کا کوئی فرد مجھےاپنے دروازہ پر بیٹھاہواپاتا ہے

٤ غَنِیٌّ بِلاَ مَالٍ عَنِ النَّاسِ کُلِّهِمْ — وَلَیْسَ الغِنٰی اِلَّاعَنِ الشّیْءِ لابِهِ

اب میں مالداری کے بغیر بھی سب لوگوں سے بے پرواہوں — اوراصلی غنٰی مال سے نہیں اعراض عن المال سے حاصل ہوتا ہے

٥ إِذَامَا ظَالِمٌ اِسْتَحسَنَ الظُّلْمَ مَذْهَباً — وَلَجَّ عُتُوّاً فِی قَبِیحِ اکْتِسَابِهِ

جب کوئی ظالم راہ ظلم کواچھا سمجھکر اختیار کرے — اورظلم جیسے برے عمل کا خوگر ہوجائے

١۔ **بَلَوْتُ:** بَلَا (ن) بلیً وبَلاءً، الرَّجل، کسی کوآزمانا،امتحان لینا،تجربہ کرنا،قرآن میں ہے ﴿ونبلوکم بالشرِّ والخیرفتنة﴾. **الدُّنیا:** موجودہ زندگی ،ج، دُنیً، نسبت کے لئے، دُنیَوی ودُنیَاوِي، کہتے ہیں، ھو فی دنیا دانیة، وہ آسودہ زندگی میں ہے۔ **غَدَا** : راح کی نقیض، غَدَا (ن) غُدُوّاً، صبح سویرے جانا،بمعنی صاربھی مستعمل ہے۔ **اَلإهابُ:** کچی کھال،خام چمڑا،ج، اُهُب، اَهَبٌ،آهبَةٌ.

٢۔ **جَرَّدْتُ:** جَرَدَ (ن) جَرْداً وجَرَّدَ،العُود، لکڑی چھیلنا ،السّیف، تلوارکوننگی کرنا، جَرَّدَ الکِتَابَة،اعراب نہ لگانا۔ **صَارِماً:** فا،شمشیربرّاں،ج صَوَارِمُ . **ذُبَابٌ:** ذُبَابُ السَّیفِ، تلوارکی دھار، ذُبابُ العَیْنِ، آنکھ کی پتلی .

٥۔ **ظَالِمٌ:** فا،ج، ظَلَمَةٌ ، ظالِمُونَ وَظُلّامٌ، الظُّلمُ مص۔کسی چیزکوغیرمحل میں رکھنا،حق میں کمی کرنا.
اَلْمَذْهَبُ: اعتقاد،طریقہ، ج، مَذَاهِبُ. **لَجّ:** (ص،س)لَجَجاً ولَجَاجَةً، ضد سے جھگڑنا، دشمنی میں مداومت کرنا۔ **عُتُوّاً:** عَتَا یَعْتُو عُتُواً وعِتِیاً، تکبرکرنا،حدسے گذرنا ،صفت عاتٍ ج عُتَاةٌ وعُتِیٌّ،عن الأَدَبِ،ادب قبول نہ کرنا.

٦ فَكِلْهُ إِلٰى صَرْفِ اللَّيَالِي فإِنَّهَا ۔۔۔ سَتُبْدِي لَهُ مَالَمْ يَكُنْ فِي حِسَابِهِ
تو ایسے ظالم کو گردش ایام کے حوالے کردے ۔۔۔ زمانہ وہ حالات پیدا کریگا جسکا اسے گمان بھی نہ ہوگا

٧ فَكَمْ قَدْرَأَيْنَاظَالِماًمُتَمَرِّداً ۔۔۔ يَرٰى النَّجْمَ تِيهاًتَحْتَ ظِلِّ رِكَابِهِ
ہم نے ایسے بے شمار سرکش ظالموں کو دیکھا ہے ۔۔۔ جو تکبر اور گھمنڈ میں ستاروں کو اپنی گرد پا سمجھتے تھے

٨ فَعَمَّا قَلِيلٍ وَهُوَفِي غَفْلاَتِهِ ۔۔۔ أَنَاخَتْ صُرُوفُ الحَادِثَاتِ بِبَابِهِ
زیادہ وقت نہیں گذرا کہ انجام سے غافل ظالم کے در پر ۔۔۔ حوادثات زمانہ نے اپنا ڈیرا ڈال دیا

٩ فَأَصْبَحَ لاَمَالٌ ولاَجَاهَ يُرْتَجٰی ۔۔۔ وَلاَ حَسَنَاتٌ تَلْتَقِي فِي كِتَابِهِ
پس مال رخصت ہوگیا اور جاہ کی توقع بھی باقی نہ تھی ۔۔۔ اور نامۂ عمل نیکیوں سے خالی ہوگیا

١٠ وَجُوزِی بِالأَمْرِ الَّذِي كَان فَاعِلاً ۔۔۔ وَصَبَّ عَلَيْهِ اللّٰهُ سَوْطَ عَذَابِهِ
اور اسے اسکے کرتوتوں کا بدلہ اور بھی دیا جائیگا ۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ اسپر اپنے عذاب کا کوڑا برسائینگے۔

٦۔**كِلْهُ:** وَكَلَ(ض)وَكْلاً وُوُكُولاً، إِلَيْهِ الأَمْرُ، کوئی کام کسی کے سپرد کرنا، كِلني إلى كَذَا ، یہ کام مجھے کرنے دو. الوَكِيلُ، ج وُكَلاَءَ ، وہ شخص جسپر بھروسہ کیا جائے، جسکو عاجز آدمی اپنا کام سپرد کرے۔
صَرْفُ اللّيَالِي : أوصَرْفُ الدَّهْرِ أو صروف الحادِثَات، حوادثات زمانہ، گردش دوراں۔
٧۔**مُتَمَرَّداً:** فا ، تَمَّرَدَ عَلٰى النَّاسِ، سرکشی کرنا. **تِيهاً** :تَاهَ (ض) تَيْهاً، تکبر کرنا التِيهُ ، غرور، ڈینگ۔
الرِّكَابُ: زین کا وہ حصہ جسمیں سوار اپنا پیر ڈالتا ہے، ج، رُكُبٌ.
٨۔**غَفَلاَت:** غَفَلَ (ن)غُفُولاً وَغَفلاًوغَفْلَةً،غَفَلَ کا مصدر غفلةٌ کی جمع ، غافل ہونا، بھولنا۔
أَنَاخَتْ:أَنَاخَ إِنَاخَةً، الجَمَلَ، اونٹ کو بٹھانا، فُلاَنٌ بالمَكَانِ، کسی جگہ اقامت کرنا ،أناخ بِهِ البَلاَءُ أو الذلُّ، کسی پر مصیبت کا نازل ہونا.
٩۔**يُرْتَجٰی:** رَجَا(ن) رَجَاءً ورَجْواً وَرَجاةً وَرَجّي وتَرَجّي وارْتَجٰی، الشيئ، کسی سے امید لگانا.
١٠۔**جُوزِيَ:** جَزَی (ض) جَزَاءً وجَازَاهُ مُجَازَاةً وجِزَاءً، الرَّجُلُ بِكَذَا وَعَلٰى كَذَا، بدلہ دینا۔
سَوْطٌ: کوڑا، چابک، ج، اَسْوَاطٌوسِيَاطٌ.

تشریح: اللہ تبارک وتعالی بے نیاز ہیں؛ انسان محتاج ہے، قرآن کریم کہتا ہے "یَا اَیُّھَا النَّاسُ أَنتُمُ الفُقَرَاءُ إِلَی اللّٰہِ ، وَاللّٰہُ ھُوَ الغَنِیُّ الحَمِیدُ" (۱۵ ۔ ۳۵) اورمحتاج آدمی ہمیشہ دوسروں کی ضرورت پر اپنی ضرورت کومقدم رکھتا ہےاورزائداز حاجت ہی کوخرچ کرنا پسند کرتا ہے، ایک بھوکا اپنی شکم سیری کواورایک پیاسا اپنی سیرابی کودوسروں کی بھوک وپیاس پرمقدم رکھتا ہے، گویاانسان اپنی ضرورت کی حدتک بخیل وارد ہوا ہے، اکثریت کی اس عادت کا حوالہ دیکرامام شافعیؒ اپنی بات شروع فرماتے ہیں کہ میں نے دنیاداروں کوآزمایاتووہ سارے ہی بخل کے مجسمے نظرآئے ،اورایک بخیل جواپنی ذات پر خرچ نہ کرسکتا ہودوسروں پرکیسے خرچ کرسکتا ہے؟ امام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ صورت حال دیکھکر میں نےمحتاج انسان سے وابستہ آس کوقناعت کی سیف قاطع کےایک ہی وارمیں منقطع کردیا، اب کوئی مجھے دنیاداروں کے درکی ٹھوکریں کھاتا، انکے آستانوں پرسرجھکاتایاانکی راہوں میں دست بستہ کھڑانہیں پاسکتا! اورقناعت نے مجھے استغناء کی وہ کیفیت بخشی ہیکہ میں بدون مال بھی جملہ انسانوں سے بے پروا ہوں، لوگوں نےغنی کی حقیقت کوسمجھا ہی نہیں اصل غنٰی تواعراض عن المال سے حاصل ہوتا ہے نہ کےاقبال الی المال سے، آنحضور ﷺ کاارشاد ہے "لیس الغِنی عن کثرۃ العَرض ولکنّ الغنی غنی النفس" (متفق علیه) یہیں سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے ہیکہ قوت لایموت پر قناعت کرلینااللہ تعالی کی نظر میں؛ انسانوں کے سامنے دست سوال پھیلاکررُسوا ہونے سے بہتر ہے، ایک حدیث میں ہے "من أصابته فاقة فأنزلها بالناس لم تسدّ فاقته، ومن أنزلهابالله فیوشک الله برزق عاجل أو آجل" (رواہ الترمذی)

شعرنمبرپانچ سے اخیرتک امام علیہ الرحمۃ نےظلم کی بُرائی ،اسکاانجام بداورظلم وعدل کے بارے میں سنت خداوندی کوبہترین پیرائے میں ذکرفرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں، یہ وہ بُری عادت ہے جوظلم کی ہلاکت خیزی لئے ہوئے ظالم کے پیچھے سایے کی طرح لگی رہتی ہے، اور تھوڑی سی مہلت کے بعداس سرکش ظالم کوجوبسبب اپنے کبروغرور کے ستاروں کواپنی گردپاسمجھنے لگاتھا حوادثات زمانہ کےتھپیڑے دیکرگرد راہ چاٹنے پرمجبورکردیتی ہے۔ قرآن کریم ناطق ہے "وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا أَیَّ مُنقَلَبٍ یَنقَلِبُونَ" (۲۶ . ۲۲۷) اورحدیث شریف کامضمون ہے "إنّ الله لیملی للظّالم فأذا اخذہ لم یفلته، ثم قرأ وَکَذٰلِکَ أَخۡذُ رَبِّکَ إِذَا أَخَذَ القُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ إِنَّ أَخۡذَہُ

اَلِیْمٌ شَدِیْد“ (هود : ۱۰۲) ایک عربی شاعر اس مضمون کی اسطرح ترجمانی کرتا ہے۔

فَلَمْ أَرَ كَالأَيَّامِ لِلْمَرْأِ وَاعِظًا وَلَا كَصُرُوفِ الدَّهْرِ لِلْمَرْأِ هَادِيًا

قرآن کریم نے قارون، نمرود اور فرعون جیسے امم سابقہ کے بے شمار ظالموں کا عبرت ناک انجام اسی پس منظر میں بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی اس زمین میں ظلم وفساد کو نہ تو پسند فرماتے ہیں نہ ہی ظالم ومفسد کو روا رکھتے ہیں۔ وہ عدل وانصاف کو پسند فرماتے ہیں اور ترقی دیتے ہیں اور ظلم وبربریت کو ناپسند فرماتے ہیں اور کیفر کردار تک پہونچاتے ہیں۔ ظلم کے ساتھ ایک مسلمان کی حکمرانی بھی باقی نہیں رہ سکتی چہ جائیکہ کسی غیر مسلم کی، ہاں یہ ممکن ہیکہ مصلحت کے پیش نظر کسی عادل غیر مسلم حکمران کی حکمرانی روا رکھی جائے۔ تاریخ نے اپنے دامن میں ظالم حکمرانوں کے وقتی عروج اور دائمی زوال کی ہزاروں داستانیں؛ عبرت قبول کرنے والی نگاہوں اور ہوش سے سننے والے کانوں کے لئے محفوظ کرلی ہیں ۔فاعتبروا یا أولی الأبصار.
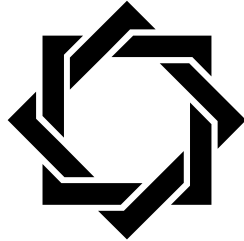
يُقَاسُ بِطِفْلٍ

١ أَرَىٰ الغِرَّ فِي الدُّنْيَا إِذَا كَانَ فَاضِلاً ۔ تَرَقّىٰ علىٰ رُوسِ الرِّجَالِ ويَخْطُبُ

میں دنیا میں فاضل نوجوان کو دیکھتا ہوں کہ ۔ بڑے لوگوں کے سر پر چڑھکر خطاب کرتا ہے

٢ وَإِنْ كَانَ مِثْلِي لاَ فَضِيلَةَ عِنْدَهُ ۔ يُقَاسُ بِطِفْلٍ فِي الشَّوَارِعِ يَلْعَبُ

اور (میرے جیسے) بڑی عمر والے جاہل آدمی کے ساتھ ۔ گلیوں میں کھیلنے والے بچوں جیسا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

تشریح: علم اللہ تعالی کی صفت ہے، جب آدمی حقیقی معنی میں علم حاصل کرلیتاہے تو حق تعالی اسے سربلندی عطا فرماتے ہیں، یہی وہ صفت ہے جسکی بنیاد پر حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہوئے اور اسی بنیاد پر انسانوں کو ہر دور میں بلند درجات عنایت ہوتے رہے، قرآن کریم کا اعلان ہے " يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوتُوا العِلْمَ دَرَجَات "(المجادلة :١١ ٧) امام علیہ الرحمۃ اسی مضمون کی ترجمانی اسطرح فرماتے ہیں کہ ایک فاضل نوجوان جو عمر کے اعتبار سے ابھی شباب کے مراحل میں ہوتاہے اپنے علم وفضل کی بدولت مجلس کا صدر نشیں، ممبر کا خطیب اور قوم کا واعظ و مصلح بن جاتا ہے، جسکا علم وحکمت سے بھرا ہوا خطاب سننے کے لئے عمر رسیدہ بوڑھے سر جھکا کر بیٹھ جاتے ہیں اور جو جسموں سے آگے بڑھکر دلوں پر حکمرانی کرتا ہے؛ اسکے برخلاف جاھل بوڑھے باوجود عمر کے اعتبار سے معمّر ہونے کہ محلے میں کھیلنے والے کمسن بچوں سے زیادہ حثیت نہیں رکھتے، اسلئے انسان کو علم وفضل کے زیور سے اپنے آپکو آراستہ کرنا چاہئے، یہ وہ بلند مقام ہیکہ دنیا کا کوئی بھی مقام اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

⇦

---

١ ـ **الغِرُّ:** ج ،أَغْرَارٌ، ناتجربہ کار جوان، حدیث میں آتاہے "المؤمن غِرٌّ كَرِيمٌ والكَافِرُ خَبٌّ لَئِيْمٌ.

تَرَقّى : اِرْتَقى ،اِرْتِقاءً وَتَرَقّى تَرَقِّياً، الجَبَلَ، پہاڑ پر چڑھنا،في السُّلَمِ،سیڑھی پر چڑھنا، به الأمر،کسی امر کی انتہاء کو پہونچنا۔

الرّأسُ: سر،ج، اَرْؤُسٌ ورُؤُسٌ وآرَاسٌ، رَأسُ القَومِ ،قوم کا سردار، رأسُ الشَّهرِ أو العام، مہینہ یا سال کا پہلا دن۔

آپ ﷺ نے عالم فاضل کے مقام کو ایک تمثیل دیکر اسطرح سمجھایا ہے " **فضل العالم علی العابد کفضلی علی أدناکم** " (رواہ الترمذی)

تاریخ شاہد ہیکہ حکمرانوں نے جسموں پر حکومت کی اور علماء نے قلوب پر، سلاطین نے عوام پر حکومت کی اور شیوخ نے خود سلاطین پر، تاریخ عالم میں ایسے سینکڑوں امراء کا تذکرہ موجود ہے جنہوں نے شیوخ وقت کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے میں فخر محسوس کیا، یہی نہیں شیخ وقت کی برہمی پر حاکم وقت کے تخت وتاج کے خطرے میں پڑنے بلکہ چلے جانیکی مثالیں بھی تاریخ نے محفوظ کیں ہیں ۔ درحقیقت علم وہ جوہر ہے جو پست کو بالا کر دیتا ہے اور جہالت وہ عیب ہے جو عزت دار کو ذلیل کر دیتا ہے ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

وَالعِلْمُ یَرْفَع بِالْخَسِیْسِ إِلَی العُلٰی　　　وَالْجَهْلُ یَخْفِضُ بِالفَتَی المَنْسُوبِ
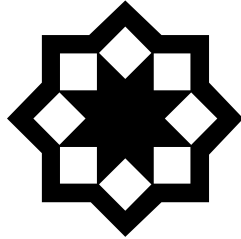
أَنُتَ حَسُبِی

قال المزنیؒ: دخلت علی الشافعیؒ فی مرضه الذی مات فیه فقلت له یا أبا عبدالله، کیف أصبحت؟ فرفع رأسه وقال أصبحت من الدنیا راحلا، ولأخوانی مفارقا، ولسوء عملی ملاقیا، وعلی الله واردا، وماأدری روحی تصیر إلی الجنة فأهنّها أو إلی النار فأعزیها:

١ أَنُتَ حَسُبِي وفِیک لِلُقَلُبِ حَسُبُ ۔ وَلِحَسُبِي إِنُ صَحَّ لِی فِیکَ حَسُبُ

تومیرے لئے کافی ہےاوردل میں تیرے بارے میں اچھا گمان ہے ۔ اورمیرا تیرے لئے اچھا گمان مجھےکافی ہے

٢ لاَ أُبَالِي مَتٰی وِدَادُکَ لِی صَحَّ ۔ مِنُ الدَّهُرِ ماتَعَرَّضَ خَطُبُ

جب مجھے تیری سچی محبت حاصل ہے ۔ مجھے مصائب وآلام کی کوئی پروانہیں

تشریح: اللہ والوں کی زندگی کا واحد مقصد ذات حق تک رسائی اوراسکی رضا کا حصول ہوتا ہے، وہ حیات مستعار کے آسائیش وآرام یا مصائب وآلام کواس امتحان گاہ میں صبروشکر کے امتحان کے ذرائع مانتے ہیں، راحت دنیاانکی عبادت میں فتوریا گردش دوراں انکے مراقبہ میں خلل پیدانہیں کرسکتے۔ وہ قضاءخداوندی کے سامنے سرتسلیم خم کرنے والےاورذات الٰہ میں ''کأنک تراہ'' کی کیفیت سے گم ہوتے ہیں، محبت کے سمندرمیں غوطہ زن اورعشق الٰہی میں سرشار، ذات اقدس کے دیوانے اور اسم اعظم کے متوالے ہوتے ہیں، جورنج وراحت اورخلوت وجلوت میں ''توہی تو'' کی ضربیں بلند کرتے رہتے ہیں۔ ⇦

١۔ **الحَسَبُ:** مصـ ، کافی ہونا، یہ جاننا، گننا، اجرپانا گمان کرناوغیرہ کےمعنی میں آتاہےسیاق وسباق سےمعنی کی تعیین ہوتی ہے۔ **وِدَادُ:** وَدَّ(ف) وَدّاً، ووُدّاً ووِدّاً ووَدَاداً ووُداداً، محبت کرنا. الوَدِیدُ، محبت کرنے والا ، ج، اَوِدَّاءُ،اَوِدَّہ ،وَدِدُتُ لو کان کذا، کاش ایساہوتا۔

٢۔**خَطُبُ:** مصـ، حالت کہاجاتاہے مَاخَطُبُکَ؟ آپ کس حال میں ہیں؟ ،ج، خُطُوبٌ، عام طورپراسکا استعمال بڑےناپسندیدہ امورمیں ہوتاہے.

امام علیہ الرحمۃ کا شمار بھی ایسے ہی خدارسیدہ بندوں میں ہوتا ہے، اسلئے فرماتے ہیں کہ تو ہی میرے ظاھری وجود کے لئے کافی ہے اور دل کی راحت کا سامان بھی تیری ہی ذات سے مجھے حاصل ہوتا ہے، اگر تیری سچی محبت مجھے حاصل ہو جائے تو پھر حوادثات زمانہ کی مجھے کوئی پروانہیں؛ کیونکہ وہ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، اسلئے کہ تو اور تیری محبت کا سکون مجھے کافی ہے، اللہ والوں کا یہی نعرہ قرآن کریم میں اسطرح مذکور ہے " حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيْل، نِعْمَ المَوْلیٰ وَنِعْمَ النَّصِير "(الحج:٧٨).

عربی کا ایک شاعر کہتا ہے۔

حَسْبِی ربِّی جَلَّ اللّٰہ   مَافِي قَلْبِی غَیْرُاللّٰہ

بچہ پیدا ہو تو ماں گھوارے میں سوئے بچے کو یہی لوری سنائے اور بقول امام علیہ الرحمۃ کے یہی بچہ زندگی گذار کر رخصت ہو رہا ہو تو بھی زبان قال یا حال سے زندگی کے اسی اصلی راز کا اعلان کرتا جائے کہ "أَنْتَ حَسْبِي"
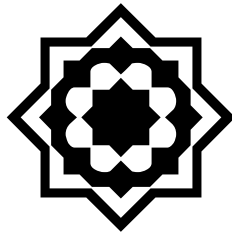
خَبَرُ الْمُنَجِّمِ

قال الشافعیؒ ،مسفّها قول کلّ منجم، مؤکّدا کفره بالتنجیم وإیمانه بالقضاء الإلهی:

١ خَبِّـرَا عَـنِّـی الْـمُـنَـجِّـمَ أَنِّي — کَـافِـرٌ بِـالَّـذِي قَضَتْهُ الکَوَاکِبُ

اے میرے دوستوں، میری طرف سے نجومی کو آگاہ کردو — کہ میں ستاروں کے فیصلہ کا منکر ہوں

٢ عَـالِـمـاً أَنَّ مَـایَـکُـونُ ومَـاکَـانَ — قَـضَـاءٌ مِـنَ الْـمُهَـیْـمِـنِ وَاجِـبُ

اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ جو کچھ ہونے والا ہے یا ہو چکا — قادر مطلق کے اٹل قانون قضاء کے تحت ہوتا ہے

تشریح: اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں، تقدیر کو کاتب تقدیر کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، انبیاء کرام علیہم السلام حتی کہ نبیٔ خاتم، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بجز ان غیب کی باتوں کے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر منکشف کردی تھی دیگر مغیبات سے واقف نہیں تھے۔ قرآن کریم نے نبی ﷺ کی زبانی یہ بات نقل فرمائی ہے "وَلَو كُنتُ أَعلَمُ الغَيبَ لَاستَكثَرتُ مِنَ الخَيرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ" (الأعراف: ١٨٨) اللہ تعالی ہی کو عالم الغیب ماننا اور ماسوی اللہ کے عالم الغیب ہونے کا انکار کرنا ایک مؤمن کے ایمان کا لازمی جزو ہے جسکے بغیر آدمی مؤمن کہلانے کا مستحق نہیں، مؤمنین کو حلقۂ ایمان سے خارج کرنیکے لئے مؤمنین کا دشمن شیطان ہر زمانہ میں اسی نازک عقیدہ کا استعمال کرتا رہا اور ماسوی اللہ کو عالم الغیب ثابت کرتا رہا۔ نجومی بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں جو ستاروں کی گردش سے غیب کی خبریں اور واقع ہونے والے احوال وتغیرات کی اطلاع دیتے ہیں اور لوگوں کے عقیدے میں رخنہ ڈالکر، انہیں اسلام کی حد سے باہر نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ⇦

١۔ **الْمُنَجِّمُ:** ج، مُنَجِّمُونَ، احوال معلوم کرنے کے لئے ستاروں کو دیکھنے والا، النِّجَامُ والْمُنَجِّمُ وَالْمُتَنَجِّمُ، نجومی

٢۔ **الْقَضَاءُ:** قَضٰی یَقْضِی قَضَاءً وَقَضْیاً وَقَضِیَّةً، بَیْنَ الخَصْمَیْنِ، فیصلہ کرنا، الأمر له أو علیه، کسی معاملہ میں کسی کے حق میں یا خلاف فیصلہ کرنا، الشیئ، اطلاع دینا.

الْمُهَیْمِنُ: قدرت والا، طاقت والا، اسماء حسنی میں سے ہے

افسوس اس بات پر ہیکہ تہذیبوں کے تصادم کا شکار ھندوستانی مسلمان کو چھوڑ کر، خالص اسلامی ملکوں کے صدر بازاروں میں نجومیوں کی دکانیں اب بھی سجی سجائی آباد ہیں جسکے گرا ہک جاہل کم اور تعلیم یافتہ مسلمان زیادہ ہوتے ہیں۔

امام علیہ الرحمۃ اسی مرض خبیث پر تیشہ چلاتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ وقت کے نجومیوں کو میری طرف سے مطلع کردو کہ میں ستاروں کی چال سے طے کئے جانے والے حالات کا منکر ہوں اور اس بات کا صاف ستھرا عقیدہ رکھتا ہوں کہ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب تقدیر خداوندی سے ہوتا ہے، جسکا ایک حرف بھی سوائے مالک لوح وقلم کے کوئی نہیں جان سکتا، گویا امام علیہ الرحمۃ نے عقیدہ کی حفاظت اور اسلام کی واضح تعلیمات کی تبلیغ کی ذمہ داری دوٹوک الفاظ میں ادا فرمائی۔اور کیوں نہ کرتے جبکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "من أتى عرّافا أو كاهنا فصدّقه بمايقول فقد كفر بما أنزل على محمد ﷺ" (أخرجه البيهقي) ایک دوسری حدیث میں اس عمل کو بُت پرستی سے مشابہ قرار دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" العيافة والطيرة والطّرف من الجبت "(رواه ابو داؤد)

ابن الانباری نے اس مضمون کو اپنے اشعار میں اسطرح ادا کیا ہے:

إنى بأحكام النّجوم مكذّب	ولمُدّعيها لائم ومؤنّب
الغيب يعلمه المهيمن وحده	وعن الخلائق اجمعين مغيّب
اللّه يعطي ويمنع قادرا	فمن المنجّم ويحه والكواكب؟

خَالِف هَوَاكَ

قال الإمام الشافعیؒ یدعو إلی عدم رکوب مطیّة الأهواء لأنها الطریق المغالط والعیوب:
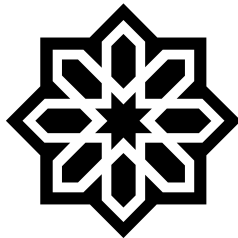
١ إِذَا حَارَ أَمْرُکَ فِي مَعْنَيَيْنِ — وَلَمْ تَدْرِ حَيْثُ الْخَطَا وَالصَّوَابُ

جب تو کسی معاملہ کے دو پہلوؤں میں مذبذب ہوجائے — اور یہ نہ جان سکے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟

٢ فَخَالِفْ هَوَاکَ فَإِنَّ الْهَوَیٰ — يَقُودُ النُّفُوسَ إِلَی مَا يُعَابُ

تو خواہشات نفس کی خلاف ورزی کرا سلئے کہ — نفسانی خواہشات انسان کی بُری قیادت کرتی ہیں

تشریح: انسان کواللہ کی سیدھی راہ سے ہٹانے والے عناصر میں دواہم عناصر نفس اورشیطان ہیں،ان دونوں کی مخالفت کرنے والاصراط مستقیم کو پالیتا ہے اوران کی موافقت کرنے والاھلاکتی کی عمیق غار میں جا گرتا ہے۔قرآن کریم نے کہیں تو" وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَی" (٢٠.١٦)، کہکر اورکہیں" وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهُ فُرُطًا" (١٨.٢٨) کہکراتباع هوٰی کی ھلاکت وبربادی کوذکرفرمایا ہےاورکفر وشرک کے اصلی سبب کے طور پرخواہشات نفس کی تعیین فرمائی ہے۔

سیدنا امام شافعیؒ اسی نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ زندگی کے نشیب وفراز میں جب کسی معاملے کے دو پہلو سامنے آئیں،اورتم ان دو پہلوؤں میں سے کسی ایک کوترجیح دیکراختیار کرنے میں تذبذب محسوس کرو،تو معاملہ کے اس پہلو کی مخالفت کروجسمیں خواہش نفس کا دخل ہواور اس پہلو کواختیار کرلو جوامرشریعت کے عین مطابق ہو، ایسا کرنا تمہیں کامیابی سے ہمکنار کردیگا اور رُسوا ہونے سے بھی بچائیگا، ⇦

١ــحَارَ: حَارَ(س) حَيْراً وَحَيْرَةً وَحَيَرَاناً وَحَيَراً، فی أمرِهِ، اپنے امر میں حیران ہونا،صفت حَيْرَانٌ، مؤنث حَيْرَی،ج، حَيَارَی وحُيَارَی.

٢ـ الهَوٰی: هَوِيَ کا مصدر، خواہش،عشق خیرہویاشر،غالب استعمال غیرمحمود میں ہوتا ہے، مثلا فُلَانٌ مِنَ أَهْلِ الهَوٰی، فلاں بدعتی ہے، فُلَانٌ اتَّبَعَ هَوَاهُ،فلاں خواہش نفس کا متبع ہے.

يَقُودُ: قَادَ يَقُودُ قَوْداً وَقِيَادَةً، الدَابّةُ، چوپایہ کی رسی پکڑکرآگے آگے چلنا، الجيش، لشکر کا سردار ہونا، القَاتِلُ إِلٰی مَوضِعِ القَتْلِ، قاتل کوقتل کے مقام پرلے جانا۔

اسلئے کہ قرآن وسنت کی رہبری سے نیز تجربہ سے بات ثابت ہوچکی ہے کہ نفس انسان کا بُرا قائد ہے جسکی قیادت میں انسان ذلت وخواری اور تباہی وبربادی کی راہیں طے کرتا ہے جبکہ اسکی مخالفت کر کے نفس پر قدم رکھنے والا جنت کے منازل طے کرتا ہے۔اردو کا شاعر کہتا ہے:

ہوا و حرص والا دل بدل دے | میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں؟ | بدل دے میرا رستہ دل بدل دے
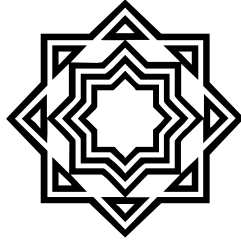
تَمُوتُ الأُسْدُ جُوعاً

١ تَمُوتُ الأُسْدُ فِي الغَابَاتِ جُوعاً وَلَحْمُ الضَّأنِ تَأْكُلُهُ الكِلاَبُ

شیر جنگلات میں بھوکے مرجاتے ہیں اور کتّوں کو بھیڑ کا گوشت نصیب ہوتا ہے

٢ وَعَبْدٌ قَدْ يَنَامُ عَلَىٰ حَرِيرٍ وَذُو نَسَبٍ مَفَارِشُهُ التُّرَابُ

کبھی کمینہ آدمی مخمل کے گدّوں پر آرام کرتا ہے اور شریف آدمی کی خوابگاہ مٹی بنتی ہے

تشریح: اللہ تبارک وتعالی کل مخلوقات کے رازق ہیں " إِنَّ اللّٰـهَ هُوَ الرَّزّٰاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْن " (الذاریات: ۵۸) میں اسکا اعلان کیا گیا ہے۔ پھر قرآن ہی نے رازق کی رزق رسانی کی ایک سنت کو اسطرح بیان فرمایا ہے " وَمَنْ يَتَّقِي اللّٰـهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبْ " (الطلاق: ۲) اور "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ" (الفاتحة: ۴) کی ترتیب بھی عبادت کے بعد مدد کا ضابطہ بتاتی ہے نیز ایک جگہ " لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ" (ابراھیم: ۷) کے ذریعہ شکر گذاروں کو نعمت میں اضافہ کا مژدہ بھی سنایا گیا ہے، تاہم کبھی کبھی اللہ تعالی کی جانب سے اسکے مقربین اور برگزیدہ بندوں کے ساتھ مذکورہ بالا ضابطوں کے خلاف بھی برتاؤ ہوتا ہے، وہ نبیوں کو بھی فاقے کرواتا ہے اور مھلک امراض سے گذارتا ہے اور اپنوں کو بھی مجاہدات کی بھٹی میں تپاتا ہے؛ اس وقت ایک مؤمن بندے کی نظر اللہ تعالی کے کاموں کی حکمتوں اور تکوینی امور پر ہونی چاہئے، اللہ تعالی کا ہر ہر عمل عجیب وغریب حکمتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جہاں تک بعض اوقات کم عقل وعلم انسان کی رسائی نہیں ہوپاتی۔ ⇦

۱۔**الأَسَدُ:** شیر، نر ہو یا مادہ، کہا جاتا ہے، هو الأَسَدُ، هِيَ الأَسَدُ، ج ، اُسُد واُسُود، وآسُد وآساد، مادہ کو لبوة کہتے ہے، داءُ الأسد، جذام کی بیماری.

الغابات: غابة کی جمع، جنگل، بانس کی جھاڑی. **الضّأنُ:** بھیڑ، دنبہ، ج، ضانٌ، ضَأنٌ، ضِئينٌ.

۲۔**عَبْدٌ:** انسان، غلام، ج، عَبِيدٌ، عِبادٌ، عَبَدَةٌ، جج، اَعَابِدُ و اَعْبِدَةٌ، یہاں کم درجہ کا آدمی مراد ہے۔

الحَرِيرُ: ریشم، الحَرِيرِى، ریشم بنانے یا بیچنے والا. **مفارِشُ:** المِفْرَاشُ والمِفْرَشَةُ، بچھونا، ج، مَفَارِشُ.

سیدنا موسیٰ وخضر علیہا السلام کا واقعہ ایسے ہی امور کی نشاندہی کرتا ہے۔نیک صفت انسان کی کشتی کا تختہ توڑنا موسیٰ کی شریعت میں جرم تھا مگر خضر کی نظر میں فرض منصبی تھا،مؤمن کے ایمان کا راز اور کمال یہی ہیکہ وہ تقدیر خداوندی بر بلا چوں چرا جبین نیاز خم کر دے اور کہہ دے۔

ع : سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے...

امام علیہ الرحمۃ نے ان اشعار میں اللہ تعالی کے اپنی مخلوقات میں ایسے ہی تصرفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

تَزَایَدَتُ رِفُعَةً

١ إِذَا سَبَّنِي نَذُلٌ تَزَايَدتُ رِفُعَةً وَمَا العَيبُ إِلَّا أَنْ أَكُونَ مُسَابِبُهُ
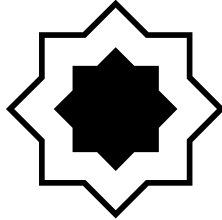
خسیس آدمی کے سبّ وشتم سے میرا مرتبہ قدرے بلند ہوجاتا ہے اور میرا جواباً گالی دینا میرے لئے عیب کی بات ہے

٢ وَلَوْلَمْ تَكُنْ نَفْسِي عَلَيَّ عَزِيزَةً لَمَكَّنتُهَا مِنْ كُلِّ نَذْلٍ تُحَارِبُهُ

اوراگر مجھے اپنی عزت نفس عزیز نہ ہوتی تو میں اپنے نفس کو ہر کمینہ سے لڑنے پر قادر بنا دیتا

٣ وَلَوْأَنَّنِي أَسْعٰى لِنَفْعِي وَجَدْتُنِي كَثِيرَ التَّوَانِى لِلَّذِي أَنَا طَالِبُهُ

جب میں ذاتی مفادات کے حصول کی کوشش کرتا ہوں تو اپنے آپ کو مقصد کے حصول میں بہت سست پاتا ہوں

٤ وَلٰكِنَّنِى أَسْعٰى لِأَنْفَعَ صَاحِبِي وَعَارٌ عَلَى الشَّبْعَانِ إِنْ جَاعَ صَاحِبُهُ

میں ہمیشہ دوست کے نفع میں کوشاں رہتا ہوں شکم سیر آدمی کے لئے یہ شرم کی بات ہیکہ اسکا دوست بھوکا رہے۔

تشریح: اسلام سلامتی کا ضامن اور مؤمن امن عالم کا پیغامبر ہے؛ نبی آخرالزماں ﷺ نے اپنی بعثت کا واحد مقصد یہ بیان کیا ہیکہ "بعثت لأتمم حسن الأخلاق" (رواہ الموطا واحمد) یہ اسلام کی بہترین تعلیمات ہی کا نتیجہ تھا کہ تیرہ سال کے مختصر عرصہ میں صدیوں کے دشمن؛ دوست اور خون کے پیاسے بھائی بھائی بن گئے، حقوق ادا ہونے لگے، قتل وغارت گری دور ہوئی، عصمتیں محفوظ ہوئیں، انسانی جانوں نے احترام پایا، اللہ کا خوف پیدا ہوا، آخرت اور جزا سزا کا استحضار ہوا، ابن آدم بداخلاق کی پستی سے حسن اخلاق کی بلندی پر فائز ہوا۔ ⇦

١۔**سَبَّنِي:** سَبَّهُ (ن) سَبّاً وَسَابَّهُ مُسَابَةً وَسِبَاباً، گالی دینا، بےعزتی کرنا.
نَذُلٌ: نَذُلَ (ک) نَذَالَةً وَنُذُولَةً، خسیس وحقیر ہونا، دین وحسب میں گراہوا ہونا، صفت نَذْلٌ، ج، اَنْذَالٌ، نُذُول وَنَذِيل، جج، نُذُلَاءُ وَنِذَال. **الرِّفُعَةُ:** رَفُعَ (ک) کا مصدر، قدر ومنزلت کی بلندی.
٢۔**مَكَّنتُهَا:** مَكَّنَهُ وَامْكَنَهُ، مِنَ الشيئِ، قدرت دینا، اختیار دینا، قادر بنانا.
٣۔**التَّوَانِي:** اَنَى يَأْنِي وَاَنِيَ (س) اَنِيّاً وَاِنىً وانَى اِيْنَاءً، دیر کرنا، پیچھے رہنا، غفلت کرنا، وَتانَّى واسْتَأْنٰى، فِي الأمْرِ، انتظار کرنا، غور وفکر کرنا.
٤۔**الشَّبْعَانُ:** شکم سیر ہونا، مؤنث، شَبْعَى وشَبْعَانَةٌ، ج، شِبَاعٌ وَشَبَاعٰى. يقال هِيَ شَبْعَى الذِّرَاعِ أو الخَلْخَالِ أو السِّوار، موٹی، فربہ عورت.

انسانی فطرت شر سے گریزاں اور خیر آشنا ہوئی ،فحش کاری رخصت ہوئی ،حیا کی آمد ہوئی ،سسکتی انسانیت نے چین کی سانس لی اوراخلاقی قدریں دنیامیں پہلی مرتبہ بلندی کے آخری سرے کوچھوسکی۔

امام شافعیؒ مذھب اسلام کی عطاکردہ انہیں تعلیمات پرعمل کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب کوئی خسیس آدمی بوجہ اپنی خساست اوردنائت طبع کے میرے ساتھ سبّ وشتم سے پیش آتاہے تومیں اپنے رتبہ کوبلندہوتاہوامحسوس کرتاہوں،اوریہ اسلئے کہ آپ ﷺ کاارشادہے " مانَقصتْ صدقة من مال،وما زَاد اللّه عبدا بعفو إلّا عزّا وما تواضع أحد إلا رفعه الله "(رواه مسلم) اور باوجودقدرت علی الجواب والانتقام کے میں عزت نفس کے خیال سے جوابا گالی دینا اپنے لئے عیب سمجھتاہوں۔اسلئے کہ قرآن کریم میں حق تعالیٰ کاحکم ہے " خُذِ العَفْوَ وَأْمُرْبِالْعُرُفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِيْن"(الاعراف. ۱۹۹) ایک حدیث میں واردہواہے " أنا زعيم بِبيت فى ربض الجنّة لمن ترک المراء وإن كان مُحقاّ، وببيت فى وسَط الجنّة لمن ترک الكِذب وإن كان مَازحا، وببيت فى أعلى الجنّة لمن حسن خلقه" (رواه ابوداؤد) آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بھی ہمیں یہی سبق ملتاہے۔

ع: سلام اس پرکہ جسنے گالیاں سنکردعائیں دیں......

آخری دوشعرمیں امام علیہ الرحمۃ ، مذھب اسلام کے بہترین نظام معاشرت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اگرچہ اپنی ضرورت کو پوراکرنیکی کوشش میں توبڑاسُست واقع ہواہوں تاہم کس مسلمان حاجتمندیادوست کوضرورت درپیش ہوتواسکے لئے ممکنہ دوڑدھوپ کرنے میں ذرابھی کسرروانہیں رکھتا،اسلئے کہ ایک شریف آدمی کے لئے یہ بات بڑی بےمروّتی کی مانی جائیگی کہ خودشکم سیرہواوراسکاساتھی بھوکاسوئے، حدیث شریف میں توایسے عمل کوایمان کی کمی اورخلل کی علامت قراردیاگیاہے۔آپ ﷺ کاارشادگرامی ہے " واللّه لايؤمن ،واللّه لا يُؤمن ، واللّه لا يُؤمن ، قيل من يا رسول اللّه ؟ قال الّذى لا يأمن جاره بوائقهُ وفى رواية الذى يشبع وجاره جائع فى جنبه"(رواه مسلم)

مِنَ البَلِیَّۃِ

جاء فی معجم الأدباء، لیاقوت الحموی، أن الإمام الشافعیؒ کان یمازح زوجة له مکّیة بقوله: وفی روایة الرازی قال،حدّثنا سعد بن محمد البیروتی قال،حدّثنا أحمد بن محمد المکّی قال، سمعت إبراهیم بن محمد الشافعی یقول، سمعت ابن عمّی محمد بن إدریس الشافعی یقول، کانت لی إمرأة، وکنت أُحبّها، فکنت إذا رأیتها قلتُ لها:

١ وَمِنَ البَلِیَّۃِ أَنْ تُحِبَّ ۔۔۔ وَلا یُحِبُّکَ مَنْ تُحِبُّهُ

مصیبتوں میں سے ایک یہ ہیکہ تم جس سے محبت کرو ۔۔۔ اسکی طرف سے جواباً تمہیں اتنی محبت حاصل نہ ہو

فتقول هی:

٢ وَیَصُدُّ عَنکَ بِوَجْهِهِ ۔۔۔ وَتُلِحُّ أَنْتَ فَلاَ تُغِبُّهُ

اور وہ تجھ سے روگردانی کرے ۔۔۔ اور تو بلاناغہ ملاقات کرتا رہے۔

تشریح: مذکورہ دونوں اشعار سے جہاں یہ سمجھ میں آتا ہیکہ امام شافعیؒ خشک مزاج نہیں خوش مزاج تھے وہیں یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں آپ روزانہ اپنے گھر والوں کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے اور صنف نازک کا حق مکمل ادا فرمانے کی سعی کرتے تھے۔ اسلئے کہ آپ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے "**أَکمل المؤمنین إیمانا أحسنهم خُلقا وخیارکم خیارکم لنسائهم**" (**رواہ الترمذی**) قرآن کریم کا بھی صاف حکم ہے "**وَعَاشِرُوهُنَّ بِالمَعْرُوف**" (**نساء: ١٩**)

١۔ **البَلِیَّةُ:** البَلْوٰی والبَلْوَۃُ والبِلْیَةُ والبَلِیَّةُ، مصیبت، آزمائش، ج، بَلاَیَاَ. البَلِیَّةُ، وہ اونٹنی جسکو زمانۂ جاهلیت میں مالک کی قبر پر باندھ دیتے تھے اور گھاس نہیں دیتے تھی حتی کہ وہ مرجاتی۔

٢۔ **یَصُدُّ:** صَدَّ (ن،ض) صَدًّا وَصُدُوداً، عَنْهُ، اعراض کرنا، مائل ہونا، صفت، صَادٌّ، ج، صُدَّادٌ.

تُلِحُّ: اَلَحَّ اِلْحَاءً، فی السُّؤالِ ، سوال میں اصرار کرنا، السَّحابُ بالمطر، لگاتار برسنا.

تُغِبُّهُ: غَبَّ (ج) غَباًّ وغِبًّا، کئی روز کے بعد ملاقات کرنا، غَبَّ عنهُ، ایک دین آنا ایک دین نہ آنا.

غَبَّتْ عَلَیه الحُمّٰی، تیسرے دن کا بخار آنا۔

الشَّيْبُ نَذِيرُ الفَنَاءِ

١ خَبَتْ نَارُ نَفْسِي بِاشْتِعَالِ مَفَارِقِي ... وَأَظْلَمَ لَيْلِي إِذْ أَضَاءَ شِهَابُهَا

میرے بالوں کی سفیدی نے خواہشات کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا ... اور اسکی ستاروں جیسی چمک نے میری رات مزید تاریک کر دی

٢ أَيَا بُومَةً قَدْ عَشَّشَتْ فَوْقَ هَامَتِي ... عَلَى الرَّغْمِ مِنِّي حِينَ طَارَ غُرَابُهَا

ہائے الوّ تو نے میرے سر پر میری خواہشات کے خلاف ... اسکی سیاہی کے رخصت ہوتے ہی اپنا گھونسلہ بنالیا

٣ رَأَيْتِ خَرَابَ العُمْرِ مِنِّي فَزُرْتَنِي ... وَمَأْوَاكِ مِنْ كُلِّ الدِّيَارِ خَرَابُهَا

میری عمر کا ڈھلوان دیکھکر تو میری ملاقات کے لئے بھی آ گئی ... اس لئے کہ تیرا آشیانہ ویرانہ ہی میں ہوتا ہے

١۔ **خَبَتْ**: خَبَتَ (ض) خَبْتاً، ذکرہُ، چرچامٹ جانا، خبت النّار، ٹھنڈا ہونا، بجھنا۔
مَفَارِقِي: مَفْرَقٌ، کی جمع، بالوں کی مانگ، هنا الإشتعال والإظلام، وشهاب المفارق كلّها من باب المجاز والاستعارة، شَبَّهُ الشّيب لبياضه بالشهب، واعتبر ظهوره سببا فى خمود نار النّفس.
الشهاب: آگ کا شعلہ، ٹوٹنے والا ستارہ، ج، شُهُبٌ وشِهبانٌ وأَشْهُبُ، يُقَالُ فلانٌ شِهَابُ حربٍ، فلاں جنگ جو ہے۔
٢۔ **بُومَةً**: البُومُ والبُومَةُ، اُلّو، مذکر، مؤنث دونوں کے لئے، ج، اَبْوامُ۔ **الهَامَةُ**: ہر چیز کی چوٹی، سرا، قوم کا سردار، رئیس، ج، هَامٌ وهَامَاتٌ۔ **عَشَّشَتْ**: عَشَّشَ الطائر واِعْتَشَّ، پرندہ کا گھونسلا بنانا، العَشُّ، والعُشُّ، گھونسلا، ج، عَشَاشٌ، عِشَشَةٌ واَعْشَاشٌ وعُشُوشٌ۔
الغُرَاب: کوّا، ج، اَغْرُبٌ، غُرُبٌ غِرْبَانٌ اَغْرِبَةٌ، جج، غَرَابِينُ، العرب يتشائمون به إذا نعق قبل الرحيل و يسمّونه غُراب البين، ويضرب به المثل فى السّواد والبكور والحذر والبعد، يقال بكربكور الغراب، وفلانٌ أحذرُ من الغرابِ۔
٣۔ **خَرَابَ**: خَرِبَ (س) خَرَباً وخَرَاباً، البيت، گھر کا ویران ہونا، الخَرْبُ، ویران جگہ، الخُرْبُ، ہر گول سراخ۔ **الدِّيَارُ**: دارٌ، کی جمع، گھر، شہر، ملک، قبیلہ، زمانہ، دَارُالقرار، آخرت، دَارَانِ، دنیا وآخرت، دَارُالحَرْب، دشمن کا ملک۔

٤ أَأَنعَمُ عَیشاً بَعدَ مَاحَلَّ عَارِضِی — طَلائِعُ شَیبٍ لَیسَ یُغنِی خِضَابُهَا

میں خوشگوار زندگی کیسے گذار سکتا ہوں بعد اسکے کہ — چہرے پر ایسا بڑھاپا ظاہر ہوگیا جسکو خضاب لگانا بے سود ہے

٥ وَعِزَّةُ عُمرِ المَرءِ قَبلَ مَشِیبِهِ — وَقَد فَنِیَت نَفسٌ تَوَلَّی شَبَابُهَا

انسان کی بڑھاپے سے پہلے کی زندگی کام کی ہوتی ہے — شباب کے رخصت ہونے پر نفس کمزور ہوجاتا ہے

٦ إذَا اصفَرَّ لَونُ المَرءِ وابیَضَّ شَعرُهُ — تَنَغَّصَ مِن أَیَّامِهِ مُستَطَابُهَا

جب رنگت پیلی اور بال سفید ہوجاتے ہیں — تو زندگی کی خوشیاں مکدّر ہوجاتی ہے

٧ فَدَع عَنکَ سَوءَاتِ الأُمُورِ فإِنَّهَا — حَرَامٌ عَلَی نَفسِ التَّقِیِّ ارتِکَابُهَا

اب تو منکرات کو چھوڑ دے اسلئے کہ — متقی آدمی منکرات کے ارتکاب کو حرام سمجھتا ہے

٨ وَأَدِّ زَکَاةَ الجَاهِ واعلَمْ بِأَنَّهَا — کَمِثلِ زَکَاةِ المَالِ تَمَّ نِصَابُهَا

اور تو اپنی زندگی کی زکوۃ ادا کر اور سمجھ لے کہ — تمام عمر کی زکوۃ بھی تمام نصاب ہی کی طرح واجب ہے

٩ وَأَحسِنْ إِلٰی الأَحرَارِ تَملِکْ رِقَابَهُم — فَخَیرُ تِجَارَاتِ الکِرَامِ اکتِسَابُهَا

شریفوں کے ساتھ حسن سلوک کر تو انکا دل جیت لیگا — اسلئے کہ قلوب پر حکمرانی ہی کریموں کی بہترین کمائی ہے

٤۔عَارِضٌ: فا، رخسار۔ **طَلائِعُ**: طَلِیعَةٌ کی جمع، ہراول، مقدمة الجیش، حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا جانے والا دستہ۔ **شَیبٌ**: شَابَ یَشِیبُ شَیباً وَشَیبَةً وَمَشِیباً، سفید بالوں والا ہونا، بوڑھا ہونا، صفت مذکر، اَشیَبَ وَشَائِبُ، صفت مؤنث، شَائِبةٌ. مؤنث کی صفت میں شَیبَاء کے بجائے شمطاء آتا ہے۔ **الخِضابُ**: رنگ، بالوں کو رنگنے کی چیز، الخَضِیبُ، رنگا ہوا، کفٌّ خَضِیبٌ، اِمرَاۃٌ خَضِیبٌ، مہندی لگا ہوا ہاتھ یا عورت۔

٥ ـ الشَّبَابُ: شَبَّ (ض) شَبَاباً وَشَبِیبَةً، الغلام، لڑکے کا جوان ہونا، مِنْ شَبِّ إلی دَبِّ، جوانی سے لیکر بڑھاپے تک، صفت، الشابُ و الشَّبُّ ج شَبَابٌ، شُبَّانٌ، مؤنث شَابَّةٌ، ج، شَابّاتٌ، شَبَّاتٌ.

٦۔تَنَغَّصَ: نَغَّص وانْغَصَ، اللّٰهُ علیه العیشَ، وتَنَغَّصَ العَیشُ، زندگی کا مکدّر رہونا، بدمزہ ہونا.

مُستَطَابُ: اسْتَطَابَ اِستِطَابَةً، الشیئ، اچھا پانا، القومُ، میٹھا پانی مانگنا، المُستطاب من الأیّام، ما کان طیّباً و هنیئاً. **سَوْئَاتٌ**: سَوْءَةٌ کی جمع، بے حیائی، بری خصلت، شرمگاہ۔

۱۰ وَلاتَمْشِيَنَ فِی مَنْكِبِ الأَرْضِ فَاخِراً — فَعَمَّا قَلِيلٍ يَحْتَوِيکَ تُرَابُهَا

اور روئے ارض پر اِترا کر نہ چل — اسلئے کہ تھوڑی ہی مدت میں زمین تجھے اپنے اندر سمولیگی

۱۱ وَمَنْ يَذُقِ الدُّنْيَا فَإِنِّی طَعِمْتُهَا — وَسِيقَ إِلَيْنَا عَذْبُهَاوَعَذَابُهَا

ہے کوئی جسنے دنیا کا مزہ چکھا ہو، میں تو چکھ چکا ہوں — اور ہم نے اسکے کڑوے میٹھے کو آزمایا ہے

۱۲ فَلَمْ أَرَهَا إِلَّا غُرُوراً وَبَاطِلاً — كَمَا لاَحَ فِی ظَهْرِ الفَلاَةِ سَرَابُهَا

پس میں نے اسکو دھوکہ اور باطل کے سوا کچھ نہیں پایا — جیسے چٹیل میدان میں سراب سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے

۱۳ وَمَا هِیَ إِلَّا جِيفَةٌ مُسْتَحِيلَةٌ — عَلَيْهَا كِلاَبٌ هَمُّهُنَّ اجْتِذَابُهَا

دنیا اس سڑی ہوئی بدبودار لاش کے سوا کچھ نہیں — جسکو پھاڑ کھانے کے لئے کتّے ٹوٹ پڑتے ہیں

۱٤ فَإِنْ تَجْتَنِبْهَا كُنْتَ سِلْماً لِأَهْلِهَا — وَإِنْ تَجْتَذِبْهَانَازَعَتکَ كِلاَبُهَا

اگر تو اس سے بچیگا تو دنیاوالوں کے لئے باعث سلامتی ہوگا — اور اگر تو اسمیں گریگا تو دنیا کے کتوں سے تیرا سابقہ ہوگا

۱۵ فَطُوبٰی لِنَفْسٍ أُولِعَتْ قَعْرَ دَارِهَا — مُغَلَّقَةَ الأَبْوَابِ مُرْخیً حِجَابُهَا

مبارک بادی کے قابل ہے وہ آدمی جسنے گھر کا کونا پکڑ لیا — گھر کے دروازے بند کر لئے اور ان پر پردے ڈال دیے

۱۰۔ **مَنْكِبُ**: ج، مَنَاكِبُ، سطح مرتفع، پہلو، گوشہ. **يَحْتَوِيکَ**: اِحتوَی ، اِحتِواءً، الشيئ وعليه جمع کرنا، سمانا
۱۱۔ **يَذُقْ**: ذَاقَ (ن) ذَوْقاً وذَوَاقاً ومَذَاقاً، الشيئ، کسی چیز کو چکھنا، العذاب، عذاب بھگتنا، الرّجل وما عندالرجل، کسی کو آزمانا. **سِيْقَ**: سَاقَ، يَسُوقُ سَوْقاوسِياقاً وسِياقَةً ومَسَاقاً، الماشية، جانور کو پیچھے سے ہانکنا، صفت، سائقٌ ، ج، سَاقَةٌ، سُوّاقٌ.
۱۲۔ **الفَلاَةُ**: وسیع بیابان، ج، فَلَوَاتٌ وفَلاَ اور فَلاً کی جج، اَفْلاءٌ. **السَّرَابُ**: دھوپ میں پانی کی طرح نظر آنے والی ریت، جھوٹ اور فریب کے لئے ضرب المثل ہے۔ کہتے ہیں، هو اَخْدَعُ من السَّرابِ، وہ سراب سے زیادہ فریبی ہے.
۱۳۔ **جِيفَةٌ**: سڑی مردہ لاش، ج، جِيَفٌ واَجْيَافٌ. **مُسْتَحِيلَةٌ**: حَالَ (ض) حُيُولاً واِسْتَحَالَ اِسْتِحَالَةً، الشيئ، متغیر ہونا، بدل جانا. يشبه الدُّنيابالجيفة كما يشبه المتعلقين بها بالكلاب التی تنهش فيها. ۱۵۔ **الطُّوبٰی**: رشک، سعادت، خیر، بہتری. **أُولِعَتْ**: وَلِعَ (س) وَلَعاً وَوُلُوعاًاَوْلَعَ، اِيلاَعاً وَتَوَلَّعَ بِهِ، شیفتہ ہونا، بہت محبت کرنا. **قَعْرَ**: القَعْرُ مِنَ كُلِّ شَيئٍ، ہر چیز کی گہرائی، جَلَسَ فُلانٌ فی قعر بيته، فلاں گھر کو لازم پکڑ کر بیٹھا ہے. **مُرْخیً**: أَرْخٰی، اِرْخَاءً، الشَّيئَ، ڈھیلا کرنا، السِّتْرَ، پردہ چھوڑنا. **الحِجَابُ**: حَجَبَ (ن) کا مصدر، ج، حُجُبٌ، پردہ، دو چیزوں میں حائل چیز، الحَاجِبُ، دربان. ج، حُجَّابٌ، حَجَبَةٌ.

تشــــریــح: سیدنا امام شافعیؒ اپنے زمانے کے عابد، زاہد اور خدا رسیدہ انسان تھے، دنیا کی بے ثباتی، موت کا مراقبہ، آخرت کا استحضار اور ایک دن دار فانی سے دار باقی کی طرف یقینی رحلت کے خیال میں ہر وقت مستغرق رہتے تھے، اسی استغراق کے عالم میں ایک دن اپنے بالوں کی سفیدی کو دیکھکر فرماتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے شب زندگی ہونے کو ہے، اسلئے کہ رات جوں جوں تاریک ہوتی ہے ستاروں کی (بالوں) کی چمک میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، اور کچھ بالوں کی ویرانی (جڑھ جانا) زندگی کے خاتمے کی غمازی کرتا ہے، اس لئے کہ اُلّو اپنا آشیانہ ویرانے ہی میں بناتا ہے۔ مگر ظاہر بدن پر رونما ہونے والے ان حالات سے میں غافل نہیں ہوں۔ میں بالوں کی سفیدی اور رجڑ ھنے کو بفحوائے قرآن مذکر ونذیر مانتا ہوں، اسلئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام میں بندوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے "أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَايَتَذَكَّرَ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْر" (فاطر: ۳۷) اور حضرت عکرمہؓ اور عیینہؒ نے نذیر کی تفسیر میں سفیدی اور بڑھاپے ہی کا قول نقل فرمایا ہے، اور دو جہاں کے سردار جناب محمد الرسول اللہ ﷺ کا بھی فرمان ہے "أعذر اللّه إلى امرئ أخّر أجله حتّى بلغ ستّين سنة" (رواہ البخاری) قرآن وحدیث کی واضح ھدایت وتلقین کے پیش نظر میں اسی بات کا عقیدہ رکھتا ہوں کہ اگر کوئی ابھی بھی برائیاں نہ چھوڑے اور زندگی کے نصاب کی تکمیل اور حولان حیات پر مال کی زکوۃ کی طرح توبہ، انابت، استغفار اور از دیاد اعمال خیر کے ذریعہ زندگی کی زکوۃ ادا کرنیکی فکر نہ کرے تو کل قیامت میں اسکے پاس عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے کوئی عذر نہیں ہوگا اور فرشتہ اسکے عذر پر حق تعالیٰ کے اسی کلام کو دوہرائیگا کہ "أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَايَتَذَكَّرَ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ.........

امام علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں کہ بڑھاپے میں جب خواہشات ساکن ہو کر قرار پکڑ لیتی ہیں اور شہوات نفسانیہ سے بچنا فطرۃ آسان ہو جاتا ہے، خواہشات میں مبتلا رہنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے، اسی لئے احادیث نبویہ میں "شیخ زانی" کی انتہائی قباحت وارد ہوئی ہے جبکہ شہوت کے ہیجان پر قابو پا کر اللہ کی عبادت کرنے والے نوجوان کی "شَابٌّ نَشَأَ فِي الإِسْلَامِ" کے الفاظ میں تعریف کی گئی ہے، اسلئے انسان کو چاہئے کہ جوانی کے ایام کو غنیمت سمجھکر اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگادے اور اگر نفس اور شیطان کے دھوکے میں آکر جوانی کے اوقات کو لغویات، فضول باتوں اور عیّاشی میں ضائع

کر دئے ہیں تو بڑھاپے کو غنیمت جان کر اسکی تلافی میں لگ جائے ، ورنہ کل قیامت میں علی رؤوس الخلائق سوائے رسوائی کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔

ع : کر عبادت خدا کی جوانی میں تو کل بڑھاپا تیرے سر پے آجائیگا۔

اشعار کے نصف آخر میں امام علیہ الرحمۃ دنیا کی حقیقت ؛ جسکے دھوکے میں آ کر انسان آخرت سے غافل ہو جاتا ہے ؛ واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا نہ بھروسے کی چیز ہے نہ اترانے کی، تیری ابتدا بھی مٹی ہے اور تیری انتہا بھی مٹی ، اسلئے عنقریب مٹی میں ملنے والے انسان کو مٹی پر اترا کر چلنا زیب نہیں دیتا، میں نے دنیا اور اسکی زیب وزینت کو آزمایا ہے اور میں اسکے کڑوے میٹھے تجربات سے گذرا ہوں ، اسکی چمک دمک کی حیثیت فلاۃ میں نظر آنے والے سَراب خادع سے زیادہ نہیں ، حق تعالی نے سچی خبر دی ہے " کَسَرَابٍ بِقِیْعَةٍ یَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَآءً "اور یہ سڑاند پھیلانے اور کھینچا تانی میں جیفۃ سے مکمل مشابہ ہے، ارشاد نبوی ہے " الدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَ طَالِبُهَا کِلاَبٌ "

آخری دو اشعار میں امام علیہ الرحمۃ دنیا سے عافیت اور سلامتی کے ساتھ فائدہ اٹھانے کا گُر سیکھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا کی یہ خاصیت ہیکہ اگر تو اسکے پیچھے پڑیگا تو تجھ سے دور بھاگے گی اور طالبان دنیا تیرے حریف ومقابل ہو جائینگے اور اگر تو اس سے اپنی خواہش منقطع کرکے، تقسیم خداوندی پر راضی ؛ تقدیر پر قانع اور اللہ کی صفت رزاقیت پر متوکل ہو کر ؛ اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے ؛ اسپر پردہ گرا کر الگ تھلگ بیٹھ جائیگا تو وہ تیرے پاس عزت ، سلامتی اور برکت والی بنکر پہونچیگی تیرے در کی غلامی میں فخر محسوس کریگی اور تیری ٹھوکریں کھا کر بھی تیرے پاس سے جانا پسند نہیں کریگی۔
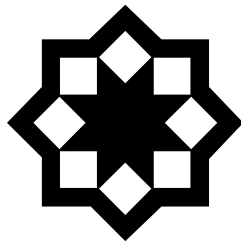
أَ زِيدُ حِلْماً

قال الإمام الشافعیؒ، یصف کیف یقابل خطاب السّفیه إیّاه بالحلم الجمیل:

١ يُخَاطِبُنِي السَّفِيهُ بِكُلِّ قُبْحٍ فَأَكْرَهُ أَنْ أَكُونَ لَهُ مُجِيبَا

بے وقوف آدمی برے بھلے الفاظ میں مجھے پکارتا ہے مگر میں اسکا جواب دینا پسند نہیں کرتا

٢ يَزِيدُ سَفَاهَةً فَأَزِيدُ حِلْماً كَعُودٍ زَادَهُ الإِحْرَاقُ طِيبَا

وہ بےوقوفی بڑھاتا ہے تو میں بردباری میں اضافہ کرتا ہوں عود کی لکڑی کی طرح کہ زیادہ جلنے سے زیادہ خوشبو پھیلتی ہے

تشریح: حلم و اناۃ ایسی دو صفتیں ہیں جو اللہ تعالی کو بے انتہا پسند ہیں۔ابن عباسؓ کی روایت ہے ”قال رسول اللہ ﷺ لأشج عبد القیس ، إنّ فیک خَصلتین یحبّهما الله ، الحلم والأَناة “ (رواہ مسلم) قرآن کریم نے تو اسے عزم امور میں شمار کروایا ہے۔ارشاد خداوندی ہے ” وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُور “ (الشوری: ٤٣) امام علیہ الرحمۃ نے اسی صفت کو اختیار کرنے اور اسمیں مرتبۂ کمال تک پہونچنے کو ایک مثال سے واضح فرمایا ہے، کہتے ہیں کہ جب بے وقوف آدمی میرے ساتھ حماقت کرتا ہے تو میں یہ سوچکر کہ برتن میں جو ہوگا وہ ہی باہر آئیگا اسکا جواب دینا پسند نہیں کرتا بلکہ اسکی سفاہت کا جواب حلم سے دیتا ہوں تاکہ سفیہ وحلیم کا فرق واضح ہو اور تاکہ انجام کار دنیا اچھی بُری صفت میں تمیز کرسکے، عود کی لکڑی کی طرح کہ جسطرح وہ جلانے والے کو بھی خوشبو دیتی رہتی ہے اور کاٹنے والے کلہاڑے کو بھی خوشبودار بنادیتی ہے، اسی طرح حلیم آدمی اپنے حلم سے سفیہ آدمی کو حلیم بننے کی خاموش دعوت دیتا ہے، اور قرآن کریم کی اطلاع کے مطابق فی الواقع کبھی کبھی حلیم کا حلم سفیہ کے قلب پر گہرا اثر چھوڑ جاتا ہے ” وَلاَ تَسْتَوِی الحَسَنَةُ وَلاَ السَّیِّئَة ،إِدْفَعْ بِالَّتِی هِیَ أَحْسَن، فَإِذَا الَّذِی بَیْنَکَ وَبَیْنَهُ عَدَاوَةٌ کَأَنَّهُ وَلِیٌّ حَمِیم “(فصّلت : ٣٤)

١۔**السَّفِیهُ**: ج، سُفَهَاءُ، سِفَاهٌ، بےوقوف، جاہل ،سَفِهَ (س) سَفهاً وَسَفَاهَةً، بےوقوف ہونا، بری عادت والا ہونا. **القُبُحُ**: ضدالحسن ، ویکون فی القول والفعل والصّورة ومانفر الذوق منه.

٢۔ **الحِلْمُ**: صبر، بردباری، آہستگی، کبھی جہالت کے مقابلہ میں آتا ہے۔صفت حَلِیمٌ.

الطِّیْبُ: طَابَ یَطِیبُ کا مصدر، خوشبو، ج، اَطْیَابٌ وَطُیُوبٌ، حلال، بہترین چیز.

تَهَيَّبُوهُ

١ وَمَنْ هَابَ الرِّجَالَ تَهَيَّبُوهُ — وَمَنْ حَقَرَ الرِّجَالَ فَلَنْ يُهَابَا

جو شخص لوگوں کی عزت کرتا ہے، لوگ اسکی عزت کرتے ہیں — اور جو دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اسکی کبھی عزت نہیں کی جاتی

٢ وَمَنْ قَضَتِ الرِّجَالُ لَهُ حُقُوقاً — وَمَنْ يَعْصِ الرِّجَالَ فَمَا اَصَابَا

اور وہ شخص کہ لوگ تو اسکے حقوق ادا کریں — مگر وہ انکی حق تلفی کرے وہ ٹھیک کام نہیں کرتا

تشریح : مذھب اسلام نے معاشرت واخلاق کے جامع اصول وضوابط کے ذریعہ ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل کی ہے جسمیں آپسی عزت واحترام، حقوق کی ادائیگی، مودت ومحبت اور شفقت ورحمت کا دور دورہ ہو اور حق تلفی، بے عزتی، ظلم وزیادتی اور ناچاکی ونا اتفاقی کا دور دور تک گذر نہ ہو۔ مگر افسوس کہ اسلام کے مکمل ضابطۂ حیات پر عمل کرنے کا عہد کرنے والے مسلمان؛ اسلام میں مکمل داخل ہونیکے بجائے " نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ " کی راہ پر چلکر ہر ہر حکم میں دوہرا معیار قائم کر چکے ہیں۔ مثلاً وہ باہمی حقوق کے باب میں اپنے حق کی وصولی کا تو مکمل اہتمام کرتے ہیں مگر دوسروں کے حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول اور تأویل وتساہل سے کام لیتے ہیں، اکرام واحترام کے باب میں لوگوں سے خود کی تعظیم وتکریم کروانیکے تو خواہشمند رہتے ہیں مگر دوسروں کے ساتھ عزت سے پیش آنے میں کوتاہی، غیر ذمہ داری اور برائی کا ثبوت دیتے ہیں، امام شافعیؒ معاشرے کے ایک حسّاس فرد کی حیثیت سے معاشرہ کی اس کمزورں اور اسکے تدارک کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حقیقی اور اصلی عزت وہ پاتا ہے جو دوسروں کی عزت کرنا سیکھتا ہے اور حق تلفی اسکی نہیں کی جاتی جو اپنے آپ کو ادائیگی حقوق کا پابند بناتا ہے، 'کما تدین تدان' کا ضابطہ اپنی جگہ مسلم ہے، برائی کا بیج بونے والا بھلائی کی فصل نہیں کاٹ سکتا، نفرت کے بدلے محبت کی امید اور بداخلاقی سے پیش آکر حسن اخلاق کی خواہش کرنا عبث ہے، اسلئے اگر چاہتے ہو کے معاشرے میں عزت کا مقام پاؤ تو عزت کرنا سیکھو، حدیث شریف کا مضمون ہے "ماأكرم شابّ شيخا لسنّه إلا قيّض الله له من يكرمه عند سنّه" (رواه الترمذی) ⇦

١۔ **هَابَ:** هَابَ يَهَابُ هَيْباً وهَيْبَةً ومَهَابَةً، خوف کھانا، ڈرنا، بچنا، صفت، هائب وهَيُبَانٌ.

حَقَرَ: حَقَرَ (ض) حَقْراً وحُقْرِيةً، هُ، حقیر سمجھنا، چھوٹا جاننا.

ایک دوسری حدیث میں اس مضمون کو اسطرح بیان کیا گیا ہے۔" إن من إجلال الله تعالیٰ إکرام ذی الشیبة المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیه والجافی عنه وإکرام ذی السلطان المقسط" (رواه أبو داؤد)

آنحضور ﷺ بھی ہر قوم کے کریم کی عزت فرماتے تھے اور لوگوں کو " انزلوا الناس منازلهم " (رواه ابو داؤد) کی ہدایت فرماتے تھے، یاد رکھنا چاہئے کہ آدمی بلند مقام پر اسوقت تک نہیں پہونچتا جب تک کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا اہتمام اور شریعت کے بتائے ہوئے آداب واخلاق کی رعایت نہیں کرتا اور یہ بھی وہ ادب ہے جو بلندی پر چڑھنے کا زینہ اور عزت کے محل کا صدر دروازہ ہے جسے مضبوطی سے تھامنا عزت کے متمنی کے لئے بے حد ضروری ہے۔
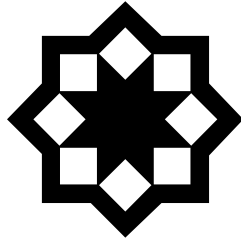
اَلسُّکُوتُ عَنِ اللّئِیمِ جَوابُ

سُئل عن الشافعیؒ ،یوماً عن مسئلة،فسکت،قیل له ،ألاتجیب؟ رحمک الله؟ فقال حتی أدری الفضل فی سکوتی أو فی جوابی ، وفی هذاالصّدد یقول:

۱ قُلْ بِمَا شِئْتَ فِی مَسَبَّةِ عِرْضِي فَسُکُوتِي عَنِ اللَّئِیمِ جَوَابُ

میری آبروریزی میں تو جو چاہے بکواس کر — میں کمینوں کو خاموشی کا جواب دیتا ہوں

۲ مَا أَنَا عَادِمُ الجَوَابِ وَلٰکِنْ مَامِنَ الأُسُدِ أَنْ تُجِیبَ الکِلَابُ

میں کبھی بھی عدیم الجواب نہیں ہوتا مگر — یہ مناسب نہیں کہ شیر کتوں کو جواب دے

تشریح: امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں حفظ لسان کی ترغیب اور بیجا استعمال سے پرہیز کی تاکید فرما کر سمجھارہے ہیں کہ؛ جہاں مناسب مواقع پر مناسب انداز میں زبان کا چلانا مفید ومطلوب ہے وہاں نامناسب مقامات پر زبان کو بند رکھنا بھی ضروری اور کمینوں کی شرارت سے حفاظت کا بہترین وسیلہ ہے۔اسلئے جہاں دیکھو کہ لئیم آدمی کی زبان شیطان کا آلۂ کار بنکر فتنہ انگیزی کا سامان تیار کررہی ہے اور فوری جواب دینا بجائے اصلاح کے شقاق اور اختلاف کا دروازہ کھول سکتا ہے؛ایسے مقامات پر سکوت اختیار کرنا کلام سے زیادہ کارگر اور مفید ثابت ہوتا ہے۔فتنہ دب جاتا ہے،کمینے کی اسکیم فیل ہوجاتی ہے اورعوام الناس کی حمایت خاموشی اختیار کرنے والے کو حاصل ہوجاتی ہے۔

پھر یہ کرنا اسلئے بھی ضروری ہوتا ہے کہ ہر آدمی منہ لگنے کے قابل اور ہر معترض سُنے جانے کے لائق نہیں ہوتا۔کیا نہیں دیکھتے کہ کتوں کے بھونکنے سے ہاتھی کی رفتار میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا اور جنگل کے جانوروں کی آوازیں شیر کے رعب وداب میں کمی پیدا نہیں کرسکتیں بلکہ اسکی ایک چنگھاڑ صحراء کے شور کو سناٹے میں تبدیل کردینے کے لئے کافی ہوتی ہے، بالکل اسی طرح لئیم کی بکواس پر مخلص کی خاموشی مخلص کے اثر ورسوخ کو قدرۃً بڑھادیتی ہے۔شاید ایسے ہی مواقع پر زبان کے استعمال کی ممانعت کو ⇦

۱۔ **العِرْضُ**: اچھی خصلت،عزت،باعث عز وفخر،ج،اَعْراضٌ ، کہاجاتا ہے هُوَ نقیُّ العِرْض، وہ عیوب سے پاک ہے، هُوَ ذُو العِرْضِ مِنَ القَوْمِ، وہ اشراف قوم میں سے ہے.

اللَّئِیمُ: لَؤُمَ (ک) لُؤْماً وَمَلْأَمَةً وَلَآمَةً، دنی الاصل ہونا،بخیل ہونا،ذلیل ہونا،صفت،لَئِیمٌ،ج، لِئَامٌ وَلُؤمَاءُ.

آپ ﷺ نے اسطرح ذکرفرمایا ہے ''ستکون فتنة صمّاء بکمآء عمیآء من أشرف لها إستشرفت له، وإشراف اللّسان فیها کوقوع السّیف'' (رواہ أبو داؤد) اورایک دوسری روایت میں مختصراور جامع انداز میں سکوت کی افادیت کواسطرح بیان فرمایا ہے '' من صمت نجا '' (رواہ الترمذی) شریروں اورفتنہ پردازوں کے اثر ورسوخ کے وقت آپ ﷺ کا یہ ارشادگرامی بھی انسان کی بہترین رہنمائی کرتا ہے '' أملک علیک لسانک، ولیسعک بیتک، وابک علیٰ خطئیتک'' (رواہ الترمذی)

قُل عَلَیَّ رَقِیبُ
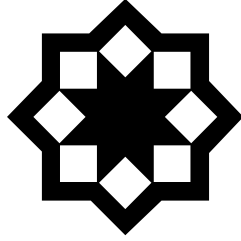
١ إِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ یَوْماً فَلا تَقُلْ — خَلَوْتَ وَلٰکِنْ قُلْ عَلَیَّ رَقِیبُ

جب کسی دن تنہائی میسر ہو تو اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھنا — بلکہ یہ خیال کرنا کہ مجھ پر کوئی نگران موجود ہے

٢ وَلا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ یَغْفَلُ سَاعَةً — وَلا أَنَّ مَا یَخْفٰی عَلَیْهِ یَغِیبُ

اللہ تعالٰی کو ایک لمحہ کے لئے بھی ہرگز غافل نہ سمجھنا — اور یہ نہ ماننا کہ تمہارے مخفی امور اسکے علم سے باہر ہیں

٣ غَفَلْنَا لَعَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰی تَرَاکَمَتْ — عَلَیْنَا ذُنُوبٌ بَعْدَهُنَّ ذُنُوبُ

بخدا ہم نے غفلت کی اس لئے ہمارے گناہوں کا — ڈھیر لگ گیا اور ہم گناہ پر گناہ کرتے رہے

٤ فَیَالَیْتَ أَنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ مَامَضٰی — وَیَأْذَنُ فِی تَوْبَاتِنَا فَنَتُوبُ

کاش کہ اللہ تعالٰی گذشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتے — اور رجوع کی توفیق عطا فرما دیتے تا کہ ہم توبہ کر لیں

٥ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْیَوْمَ أَسْرَعَ ذَاهِبٍ — وَأَنَّ غَداً لِلنَّاظِرِیْنَ قَرِیبُ

کیا تو نہیں جانتا کہ آج بہت جلد گذر جائیگی — اور آنے والی کل دیکھتے ہی دیکھتے آ موجود ہوگی

تشریح: امام شافعیؒ مذکورہ بالا اشعار میں مسلمانوں کو اپنی مسلمانی ٹٹولنے اور اسکا جائزہ لینے کی دعوت دیتے ہیں کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے رات دن کے اعمال کا آئینہ بنا کر اپنی صورت دیکھے اور فیصلہ کرے کہ کیا ہم مسلمان ہیں؟ ہم کیسے مسلمان ہیں؟ اور ہم کتنے مسلمان ہیں؟ کیا ہم نے ایمان کا تقاضہ اور کلمہ کا مفہوم سمجھا ہے؟ کیا ہم ایمان وشرک کا فرق اور شرک جلی وخفی کی اقسام سے واقف ہیں؟ کیا ہماری عبادات میں مطلوبہ اخلاص ہے؟ کیا معاملات ومعاشرت کو ہم نے دین کا حصہ سمجھا ہے؟ ⇦

١۔**خَلَوْتَ:** خَلاَ (ن) خُلُوًّا وخَلاَءً وَخَلْوَةً ،به، معه،إليه، کسی کے ساتھ تنہائی میں ملنا، الرّجل، آدمی کا کسی جگہ تنہا ہونا،فعلته لخمس خلون من الشهر، میں نے یہ کام مھینہ کی پانچویں تاریخ کو کیا .

الرَّقِیب: ج،رُقَبَاءُ نگہبان،محافظ، رَقَبَ (ن) رُقُوباً کی صفت.

٣۔**تَرَاکَمَتْ** : رَکَمَ(ن) رَکْماً وَتَرَاکَمَ وارتَکَمَ، الشیئ ،ڈھیر لگنا، تہ بتہ کرنا.

٤۔**تَوْبَاتِنَا:** تَابَ (ن) تَوْبَةً وَمَتَاباً وَتَتُوبَةً، گناہ سے روگردانی کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہونا، نادم وپشیمان ہونا، صفت ، تَائِبٌ.

کیا دن رات میں ایک بار بھی ہم موت کا استحضار کرتے ہیں؟ کیا مابعد الموت کی لامحدود زندگی کے لئے ہم نے کوئی تیاری کی ہے؟ کیا جہنم کا ڈر ہمیں گناہوں سے روکتا ہے؟ کیا اللہ ہر وقت دیکھ رہا ہے اسکا ہمیں یقین ہے؟ کیا محدود عمر کے قیمتی اوقات ہم عبادت میں گذار رہے ہیں یا غفلت میں؟ کیا مسلسل گذر رہی طبعی عمر اور آنے والی کل کا؛ جسمیں ہمیں حساب کے لئے پیش ہونا ہے؛ ہمیں احساس ہے؟ کیا ہم نے مقصد تخلیق ہی سے بغاوت نہیں کی ہے؟ اور کیا پھر بھی ہم معصیتوں پر شرمسار ہوکر بغرض توبہ دربار خداوندی میں ایک بار بھی حاضر ہوئے ہیں؟ ان تمام سوالات کا جواب اگر نہیں میں ہے تو یادرکھو ''خَسِرَ الدُّنْیَا وَالآخِرَۃ ذٰلِکَ ھُوَ الخُسْرَانُ المُبِیْن'' (الحج : ۱۱) کا فیصلہ یقینی ہے، اور ایسے ہی احباب کو امام شافعیؒ جلد از جلد تائب ہوکر مابقیہ زندگی میں رجوع اِلی اللہ کی دعوت دیتے ہیں۔

پھر آخری شعر میں یہ نصحت بھی فرماتے ہیں کہ دیکھنا کہیں ابھی بہت وقت ہے، بعد میں توبہ کرلینگے؛ ایسا خیال کرکے شیطان کے دھوکہ میں نہ آجانا؛ اسلئے کہ آج کا دن دیکھتے ہی دیکھتے گذر جائیگا اور آنکھ بند ہوکر کھلتے ہی کل کا دن شروع ہوجائیگا اور ایام وماہ وسال کا یہ نہ رکنے والا چکّر ایک دن تیری زندگی کا سورج بھی غروب کردیگا اور تو ہمیشہ کے دار کی طرف رخصت ہوتے وقت؛ کف افسوس مل رہا ہوگا۔''إِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لأُوْلِی الالْبَاب''(الزمر: ۲۰)

حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

قال الإمام الشافعیؒ فی حبّ آل محمد ﷺ:

١ تَأَوَّهَ قَلْبِي وَ الْفُؤادُ كَئِيبُ — وَأَرِقَ نَوْمِي فَالسُّهَادُ عَجِيبُ

میرا دل آہ آہ کرر ہا ہے اور میں کبیدہ خاطر ہوں — میری نینداڑ گئی ہے اور عجیب بے خوابی کا عالم ہے

٢ فَمَنْ مُبْلِغٍ عَنِّى الحُسَيْنَ رِسَالَةً — وَإِنْ كَرِهَتْهَا أَنْفُسٌ وقُلُوبُ

ہے کوئی جو سیدنا حسینؓ کو میرا پیغام پہونچادے؟ — اگر چہ بعض قلوب اور جانیں اسے ناپسند کرتی ہیں

٣ ذَبِيحٌ بِلاَ جُرْمٍ كَأَنَّ قَمِيصَهُ — صَبِيغٌ بِمَاءِ الأُرْجُوانِ خَضِيبُ

آپ بلا جرم مظلوم شہید کردئے گئے گویا آپکی قمیص — ارجوان کے پانی سے رنگ دی گئی

٤ فَلِلسَّيْفِ إِعْوَالٌ وَلِلرُّمْحِ رَنَّةٌ — وَلِلْخَيْلِ مِنْ بَعْدِ الصَّهِيْلِ نَحِيبُ

تلواریں غلط استعمال پر غم زدہ ہیں اور نیزے چیخ رہے ہیں — اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ کے بعد رونے کی آوازیں آرہی ہیں

١۔ **تَأَوَّهَ** : شَكَاوتوجع وقال آه وأوه، كلمات تأسّف وتحزّن وتوجّع. **كَئِيبٌ**: كَئِبَ (س) كَأْباً وكَآبَةً، غم گین ہونا، بری حالت میں ہونا، صفت، كَئِيبٌ.

اَرِقَ: اَرِقَ (س) اَرَقــاً، رات میں نیند نہ آنا، بے خوابی کی شکایت ہوجانا، صفت، اَرِقَ آرِق، اُرُق، آخری صفت اسکی ہے جسکو بے خوابی کی عادت ہوگئی ہو. **السُّهَادُ**: سَهِدَ (س) سَهَداً، والسُّهُدُ، والسُّهَادُ، بے خوابی، کم نیند والا ہونا.

٣۔ **صَبِيغٌ**: صَبَغَ(ن،ض،ف)صَبْغاً وصِبْغاً ،الثَّوْبَ، کپڑے کو رنگنا ،يده بالعمل، کام میں مشغول ہونا. الصَّبِيغُ، رنگا ہوا، الصَّبَّاغُ، رنگنے والا۔ **الأُرْجُوَانُ**: سرخ رنگ، سرخ کپڑے، ایک پھولدار درخت.

٤۔ **إعْوَالٌ**: غَالَ يَغُولُ غَوْلاً، ہلاک کرنا، اچانک پکڑ لینا، الغُوْلُ، ج، اَغْوَال، ھلاکت، مصیبت، فساد، موت. **رَنَّةٌ**: رَنَّ(ض)رَنِيناً، بلند آواز سے رونا، الرَّنَّةُ، مطلق آواز یا غمگین آواز.

الصَّهِيلُ: صَهَلَ (ف،ض)صَهِيلاً وصُهَالاً، الفرس، گھوڑے کا ہنہنانا۔ **النَّحِيبُ**: نَحَبَ(ض) نَحْباً، الرجل، بلند آواز سے رونا، البعير، اونٹ کا کھانسنا، الفرس، لمبے لمبے سانس لینا.

۵ تَـزَلْـزَلَـتِ الـدُّنُیَـا لِآلِ مُـحَـمَّـدٍ وَكَـادَتْ لَهُـمُ صُـمُّ الجِبَـالِ تَذُوبُ
دنیا آل محمد ﷺ کے غم میں کانپ اٹھی قریب تھا کہ بے کان جامد پہاڑ بھی پگھل جائیں

٦ وَغَـارَتْ نُـجُـومٌ وَاقْشَـعَرَّتْ كَوَاكِبُ وَهُتِّكَ اَسْتَـــارٌ وَشُـــقَّ جُيُـوبُ
ستارے چھپ گئے اور تاروں پر کپکپی طاری ہوگئی پردے پھاڑ دئے گئے اور گریبان تار تار کردئے گئے

۷ يُصَلّٰی عَلَى المَبْعُوثِ مِنُ الِ هَاشِمٍ وَيُـغْـزٰی بَـنُـوْهُ!! إِنَّ ذَا لَعَـجِيْبُ
اس ہاشمی پیغمبر پر درود پڑھا جائے اور انکی اولاد سے جنگ کی جائے؟ کتنی تعجب کی بات ہے

۸ لَئِـنْ كَـانَ ذَنْـبِـی حُبَّ آلِ مُحَمَّدٍ فَـذٰلِكَ ذَنْـبٌ لَسْـتُ عَنْـهُ أَتُوبُ
اگر آل محمد ﷺ سے محبت کرنا ہی میرا گناہ ہے تو یہ ایسا گناہ ہے جس سے میں توبہ نہیں کرسکتا

۹ هُمْ شُفَعَائِي يَوْمَ حَشْرِيْ وَمَوْقِفِي إِذَا مَـا بَـدَتْ لِلنّـاظِرِين خُطُوبُ
یہیں وہ لوگ ہیں جو میدان حشر میں میرے سفارشی ہونگے جس وقت آنکھیں عذاب وعقاب کے ہولناک مناظر دیکھیگی

تشریح: امام شافعیؒ نے مذکورہ بالا اشعار میں ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء م بروز جمعہ؛ عراق میں؛ کوفہ سے قریب ؛کربلا کے مقام پر واقع ہونے والے اسلامی تاریخ کے جانکاہ واقعہ کا دلدوز و جانسوز انداز میں تذکرہ فرما کر؛ امت کو حبّ اٰل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑنے اور اسمیں کوتاہی برتنے والے سے کنارہ کش رہنے کی دعوت دی ہے، فی الواقع سیدنا حسین بن علیؓ کی شہادت کا جان گسل سانحہ اپنے اندر بے شمار دروس وعبر اور مصالح وحکم لئے ہوئے ہے، یہ وہ واقعہ ہے جو صدیاں گذرنے کے باوجود؛ آج تک کل کے واقعہ کی طرح ذھن ودماغ میں مستحضر اور بچے وبوڑھے کی زبان پر جاری ہے، نہ گردش ایام سے اسکا غم ہلکا ہوا نہ تقلب لیل ونہار اسے گذرا بسرا اور پرانا کرسکا، ⇐

٦۔ **غَارَتْ:** غَارَتْ وَغَوَّرَتِ الشمس أو النّجوم او النّهارُ، سورج کا ڈھل جانا، ستاروں کا ڈوب جانا۔
هُتِّكَ: هَتَكَ (ض) هَتْكاً، السَّتَر ونحوه، پردہ پھاڑنا، بےعزتی کرنا، هتك الله سَتر الفاجر، اللہ تعالی بدکار کو ذلیل ورسوا کرے۔
۷۔ **يُغْزٰى:** غَزَى يَغْزُو غَزْواً، لڑنے کے لئے نکلنا، الغَزوَةُ، لڑائی، ج، غَزَوَاتٌ ، الغَازِی، لڑنے والا، ج، غُزَاةٌ. ۸۔ **خُطُوبٌ:** الخَطْبُ کی جمع، حالت، عام طور پر ناپسندیدہ معاملہ کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔

تاریخ کے ہر دور میں یہ واقعہ شعراء کی جولان گاہ بھی رہا اور کتّاب و ادباء کی قلم کا موضوع بھی، عاشقان رسول ﷺ کی آنکھوں سے خون کے آنسوں بھی بہاتا رہا ہے اور محبین ال رسول ﷺ کی محبت کو گرماتا بھی رہا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا! جبکہ شریعت مطہرہ نے ال رسول ﷺ سے محبت کو ایمان کا جزء قرار دیا ہو اور اہل بیت نبوی ﷺ سے تعلق بنائے رکھنے کی خود رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی ہو، ارشاد نبوی ہے " إنّی تارک فیکم ما إن تمسّکتم به لن تضلوا بعدی، أحدهما أعظم من الآخر ، کتاب الله حبل ممدود من السماء إلی الأرض وعترتی اهل بیتی، ولن یتفرّقا حتی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما" (رواه الترمذی) حبّ اھل بیت کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے "احبّوا الله لِما یغذوکم من نعمه وأحبونی لحبّ الله وأحبّوا أهل بیتی لحبّی" (رواه الترمذی) ایک روایت میں تو آپ ﷺ اھل بیت کی مثال سفینۂ نوح سے دی ہے کہ جو اسمیں سوار ہوگیا نجات پا گیا اور جو دور رہا ہلاک ہوگیا، ارشاد ہے " ألا إن مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح، من رکبها نجا ومن تخلّف عنها هلک" (رواه احمد) اللہ تعالیٰ ہمیں رسول ﷺ اور ال رسول ﷺ کا عشق حقیقی عطا فرمائے اور گستاخ رسول ﷺ کے زمرے میں شامل ہو کر دنیا و آخرت میں ھلاک و برباد ہونے سے بچائے۔ آمین۔

اردو کے ایک شاعر نے اس مضمون کو اپنے حکیمانہ شعر میں اسطرح پرویا ہے۔

ع: قتل حسینؓ اصل میں مرگ یزید تھا
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

قَافِيَةُ التّاءِ
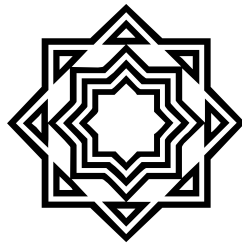
النّاسُ دَاءٌ

قال الإمام الشافعیؒ، یصف سمّو أخلاقه وهی عنوان الآداب الإسلامية والإنسانية المثلی:

١ لَمَّا عَفَوْتُ وَلَمْ أَحْقِدْ عَلٰى أَحَدٍ — أَرَحْتُ نَفْسِي مِنْ هَمّ العَدَاوَاتِ

جب میں نے معافی دینے کی عادت بنالی اور کسی سے کینہ نہیں رکھا — تب میں نے اپنی ذات کو عداوتوں کے غم سے نجات دلادی

٢ إِنِّی أُحَيِّی عَدُوِّی عِنْدَ رُؤيَتِهِ — لِأَدْفَعَ الشَّرَّ عَنِّي بِالتَّحِيَّاتِ

میں دشمن کو بھی سلام کرتا ہوں جب اسے دیکھتا ہوں — تاکہ سلام کی برکت سے اسکے شرکو دور کرسکوں

٣ وَأُظْهِرُ البِشْرَ لِلإِنْسَانِ أُبْغِضُهُ — كَمَا إِنْ قَدْ حَشَا قَلْبِی مَحَبَّاتِ

میں ناپسندیدہ انسان کے سامنے بھی بشاشت کا اظہار کرتا ہوں — گویا میرے دل میں اسکے لئے محبتیں بھری ہوئی ہو

٤ النَّاسُ دَاءٌ وَدَاءُ النَّاسِ قُرْبُهُمُ — وَفِي اعْتِزَالِهِمُ قَطْعُ المَوَدَّاتِ

لوگ ایک قسم کا مرض ہے جو کثرت اختلاط سے پیدا ہوتا ہے — تاہم بالکلیہ الگ ہوجانا قطع رحمی کا سبب بنتا ہے

٥ وَلَسْتُ أَسْلَمُ مِنْ خِلٍّ يُخَالِطُنِي — فَكَيْفَ أَسْلَمُ مِنْ أَهْلِ العَدَاوَاتِ

میں ملنے جلنے والے دوستوں سے اپنے آپکو محفوظ نہیں پاتا — پھر دشمنوں سے اپنے آپکو کیسے سلامت محسوس کروں؟

٦ وَأَحْزَمُ النَّاسِ مَنْ يَلْقٰی أَعَادِيهِ — فِی جِسْمِ حِقْدٍ وَثَوْبٍ مِنْ مَوَدَّاتِ

عقلمند آدمی وہ ہے جو اپنے دشمنوں سے بھی — دل کی ناراضگی کے باوجود خندہ پیشانی سے ملے

١ـ أَحْقِدُ: حَقَدَ (ض) حِقداً وحَقْداً وَحَقِدَ(س) حَقْداً وتَحَقَّدَ، علیه، کینہ رکھنا، بغض رکھنا، صفت، حاقِدٌ، ج، حَقَدَة. العَدَاوَاتِ: العَدَاوَةُ کی جمع، دشمنی. ٢ـ أُحَيِّ: حَيَّاهُ، تَحِيَّةً، کسی کو حَيَّاکَ اللّٰه کہنا، سلام کرنا. ٣ ـ البِشْرَ: خندہ پیشانی، کشادہ روئی. حَشَا: حَشَا(ن) حَشْواً وَإِحْتَشٰی، إِحْتِشَاءً، بھرجانا، الوسادة بالقطن، تکیہ میں روئی بھرنا، الرُّمَّانة بِالحَبِّ، انار دانوں سے پر ہوگیا.

٤ ـ خِلٌّ: الخُلُّ، گہرا دوست، م، خَلَّةَ، ج، اخلال. الخليل، خالص دوست، ج، اَخِلَّاءِ وخُلَّانٌ، م، خَلِيْلَةٌ، ج، خَلِيْلاَتٌ وخَلاَئِلُ

٥ـ أَحْزَمُ: حَزُمَ(ک) حَزْماً وَحَزَامَةً، پکے ارادہ والا ہونا، مستقل مزاج ہونا، صفت، حَازِمٌ، ج، حُزَمَاء.

تشریح : اسلام اخلاقی قدروں کی تکمیل کے لئے نازل ہونے والا آخری وعالمگیر مذہب ہے، اسلام ہی نے "فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الجَمِيْلَ" (الحجر: ٨٥) کی تعلیم دی ہے اور اسلام ہی نے "صل من قطعک واعف عمّن ظلمک وأحسن إلی من أساء الیک" (رواہ الترمذی) کی ہدایت فرمائی ہے، عداوت کا جواب محبت سے دینا اور نفرت کرنے والوں سے پیار کرنا آپ ﷺ کا امتیازی وصف تھا۔ غیروں سے امن کا معاہدہ کرنا اور مسلمانوں میں بھائی چارہ قائم فرمانا بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں، اسلام ہی کی مقدس تعلیمات نے نفرت، کینہ اور بغض وعداوت سے بھرے ہوئے قلوب کو ہمدردی، ایثار، خلوص اور تناصر وتعاون کے پاکیزہ جذبے سے معمور کردیا اور دم توڑتی انسانیت؛ اسلام کے سایۂ رحمت میں پنپنے لگی، اگر دشمنوں سے پیار کرنے کی تعلیم نہ دی جاتی تو دنیا عداوتوں سے بھر جاتی اور درندوں اور انسانوں میں تمیز باقی نہ رہتی، اُنس ومحبت کو زندہ رکھنے والی اور نفرت کی جڑیں کاٹ کر شجر محبت کی آبیاری کرنے والی اسی عمدہ خصلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دشمن کو معافی دے کر اسکے لئے دل میں پیدا ہونے والے حسد اور کینہ کو نکال دینا؛ جہاں دشمن پر احسان اور اسکی اصلاح کا مؤثر ذریعہ ہے وہیں اپنی ذات کو بھی راحت وآرام پہونچانیکا بہترین وسیلہ ہے، کیونکہ جسطرح ایک انسان دوستوں کی تعداد بڑھا کر ہر دل عزیز بنتا ہے اور انکے تعاون سے اپنے امور کو آسانی سے پایۂ تکمیل تک پہونچاتا ہے؛ اسی طرح دشمنوں کی تعداد بڑھا کر مبغوض بنتا ہے اور امور کی انجام دہی میں رکاوٹیں محسوس کرتا ہے، پھر امام شافعیؒ آخری تین شعر میں مذہب اسلام کے محبت وعداوت کے معتدل نقطۂ نظر کو حکمت بھرے انداز میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛ کہ ایک مسلمان کو لوگوں سے اختلاط واحتراز دونوں میں اعتدال کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہئے، افراط وتفریط کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں مضر ثابت ہوسکتی ہے، حدیث شریف میں ہے "أحبب حبیبک ھونا، ما عسیٰ أن یکون بغیضک یوماما، وأبغض بغیضک ھونا، ما عسی أن یکون حبیبک یوماما" (رواہ الترمذی) عوام الناس سے کثرت اختلاط بھی نہ رکھے کہ مطلوبہ وقار باقی نہ رہے اور مکمل اعتزال بھی نہ کرے کہ افادہ استفادہ کا ربط بھی ختم ہوجائے، مؤمنانہ فراست وبصیرت کو کام میں لاتے ہوئے بین بین معاملہ کرتا رہے اور فائدہ پہونچانے اور نقصان سے بچنے کی تدبیر بھی مدنظر رکھے۔

لَیُس عِنُدِی ...

قال الإمام الشافعیؒ، معبّرا عن ألمه،إذا عجز عن إسعاف ذوی الحاجة، من أهل المروئات:

١ یَـالَهُفَ نَفُسِي عَلٰی مَالٍ أُفَرِّقُهٗ عَلَی الـمُقِلِّینَ مِنُ أَهُلِ المُرُوءَ اتِ
ہائے افسوس ایسے مال کے فقدان پر جو میں اہل مروّت فقراء پر تقسیم کرسکوں

٢ إِنَّ اعُتِذَارِی إِلٰی مَنُ جَاءَ یَسُأَلُنِي لَیُسَ عِنُدِی لِمَنُ إِحُدَی المُصِیبَاتِ
میں سائل کو معذرت خواہانہ انداز میں ''لیس عندی'' کہوں یہ ایک بڑی مصیبت ہے

تشریح : سخاوت اسلام کی فطری زینت اور امتیازی وصف ہے، یہ وہ اخلاق ہے جسمیں دنیا کا کوئی سماوی یا ارضی مذہب یا تہذیب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سائل کو انکار میں جواب نہیں دیا۔ شاعر اسلامی؛ حسان بن ثابت الانصاریؓ اپنے البیلے انداز میں فرماتے ہیں۔

ماقال لا قط إلاّ فی تشهّده لولا التّشهد كانت لاء ہ نعم

اسلامی تاریخ کا ہر ہر صفحہ مسلمانوں کی بے مثال سخاوتوں کی داستانوں سے معمور ہے اور یہ نہ منقطع ہوئے والا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے۔ اور کیوں نہ ہوتا! جبکہ اسلام نے اپنی بنیاد جن چارستونوں پر ڈالی ہے؛ انمیں سے دو کا تعلق انفاق مال سے ہے؛ جسمیں لازما ایک مسلمان کو رضاء خداوندی کے لئے مال خرچ کرنیکا پابند کیا گیا ہے، پھر قرآن کریم نے تو'' یَسُئَلُونَکَ مَاذَا یُنفِقُونَ قُلِ العَفُوَ''(البقرۃ: ٢١٩) جیسی ھدایت فرما کر مؤمن کے قلب میں وصف سخاوت کو راسخ کرنے اور مال کی محبت کم کرنے کا مؤثر علاج فرمایا ہے، سیدنا ابوبکرؓ کا اپنے گھر کو جھاڑو دے دینا اسی آیت پر عمل کی کامل تمثیل ہے۔ ⇦

١۔ **اللَّهُفُ:** لَهِفَ (س) لَهُفاً، علی مافات، کھوئی ہوئی چیز پر افسوس کرنا، صفت، لَهِیفٌ، ولَهِفٌ، افسوس کے وقت کہا جاتا ہے، وَا لَهُفَاہ، وَا نَفَسَاہ، وَا اُمّیَاہ.

المُقِلِّینَ: مُقِلٌ کی جمع، فقیر، کم مال والا۔ **المُرُوء ات:** الـمُرُوء ةُ کی جمع، ایسا ملکہ جو انسان کو محاسن اخلاق پر ابھارے، مَرأَ (ک)، مُرُوءَ ةً مُروّت والا ہونا۔

مالی عبادت اور سخاوت کی بے مثال فضیلت کو پانے کے لئے ؛ مؤمن کے قلب میں انفاق فی سبیل اللہ کی خواہش اور جذبہ کا بیدار ہونا ایک فطری بات ہے۔ اسی فطرت کی ترجمانی کرتے ہوئے امام شافعیؒ مذکورہ بالا اشعار میں سائل کی ضرورت پوری نہ کرسکنے پر؛ افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ کاش میرے پاس اتنا مال ہوتا کہ میں ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرسکتا! اسلئے کہ سائل بامروت کو معذرت کرتے ہوئے " لیس عندی " کہنا طبیعت پر شاق گذرتا ہے۔

پھر حصول مال کی خواہش یہاں قابل اعتراض ہرگز نہیں، اسلئے کہ وہ طلب دنیا کے لئے نہیں، طلب آخرت کے لئے ہے اور اسلئے کہ یہ خواہش محض ہی خواہش کرنے والے کو " نیّة المؤمن أبلغ من عمله " کی وجہ سے انفاق فی سبیل اللہ کا مکمل اجر دلانے والی بھی ہے، اسکے ساتھ ساتھ احادیث میں فقراء مسلمین کو اغنیاء مسلمین کے انفاق فی سبیل اللہ کے ثواب تک پہونچنے کی اور بھی شکلیں بتائی گئی ہے مثلاً " تبسّمک فی وجه أخیک لک صدقة ". فقیر مؤمن شریعت مطہرّہ کی ان ہدایات پر عمل کرکے مالدار مؤمن کے مرتبہ کو پاسکتا ہے۔
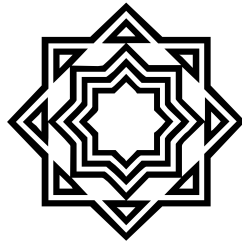
كَبِّرْ عَلَيهِ

قال الإمام الشافعیؒ، يدعو إلى تحمّل صعاب التعلّم ؛ دفعا لذلّ الجهل؛ ووطأته فی الحياة:

١ إِصْبِرْ عَلٰى مُرِّ الجَفَا مِنْ مُعَلِّمٍ ❊ فَإِنَّ رُسُوبَ العِلْمِ فِی نَفَرَاتِهِ
استاذ کی کڑوی کسیلی پر صبر کر ❊ اس لئے کہ علم کی پختگی اسکی ڈانٹ ڈپٹ میں ہے

٢ وَمَنْ لَمْ يَذُقْ مُرَّ التَّعَلُّمِ سَاعَةً ❊ تَجَرَّعَ ذُلَّ الجَهْلِ طُولَ حَيَاتِهِ
جسنے حصول علم کی چندے سختی برداشت نہیں کی ❊ وہ مدت العمر ذل جہالت کے گھونٹ پیتا رہیگا

٣ وَمَنْ فَاتَهُ التَّعْلِيمُ وَقْتَ شَبَابِهِ ❊ فَكَبِّرْ عَلَيْهِ أَرْبَعاً لِوَفَاتِهِ
جسنے جوانی میں تعلیم حاصل نہیں کی ❊ اس پر حصول علم کی اصل عمر گذرنے کی وجہ سے چار تکبیریں پڑھ دو

٤ وَذَاتُ الفَتٰى وَاللّٰهِ بِالعِلْمِ وَالتُّقٰى ❊ إِذَا لَمْ يَكُونَا لَا اعْتِبَارَ لِذَاتِهِ
نوجوانوں کا اصلی زیور بخدا علم وتقوی ہے ❊ جب یہ دونوں نہ ہوتو بقیہ چیزوں کا کوئی اعتبار نہیں

تشریح : قرآن کریم نے اہل علم کی فضیلت کوحصر کے انداز میں اسطرح واضح فرمایاہے "**إنّما يخشى الله من عباده العلماء**" (الفاطر: ٢٨) اورحدیث میں "**فضل العالم على العابد كفضلی على أدناكم**" (رواه الترمذی) کے ذریعہ عابداور عالم کے فرق کوواضح کیا گیاہے۔علم اللہ تعالی کی صفت ہے، جبکہ عبادت بندے کاوصف ہےاور ایک عالم پرعلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کاعکس پڑتا ہے۔

ظاہر ہے کہ علم جیسی عظیم صفت سے متصف ہونا، جس سے انسان مسجود ملائکہ وخلیفۃ اللہ فی الأرض بنا؛ اتنا آسان نہیں ہوسکتا، اسلئے کہ عظمتوں کے حصول کا راستہ مشقتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ⇦

١۔ **المُرُّ:** کڑوا، الحُلوُ کی ضد، مرّ(س،ن) مَرَارَةً،کڑواہونا، تلخ ہونا۔ **الجَفَا:** جَفَا(ن) جَفْواً وَجَفَاءً ، صاحبہ، اعراض کرنا، بدسلوکی سے پیش آنا،صفت، جَافِی، ج، جُفَاةٌ، مؤنث، جَافِية، ج، جَافِيات.
رُسُوبَ: رَسَبَ(ن،ک) رُسُوباً وَرَسَباً، الشیئ فی الماء، پانی کی تہ میں چلا جانا، یہاں مراد علم کا سینہ میں اترنا ہے، الرَّاسِبُ والرَّسُوبُ من الرّجال، حلیم وبردبار،ثابت قدم۔
٢ ۔ **تَجَرَّعَ:** جَرَّعَ المَاءَ، پانی تھوڑا تھوڑا پینا، جَرَّعَهُ المَاء، گھونٹ گھونٹ کر کے پلانا۔ قرآن میں ہے ﴿يَتجرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُه﴾

شاعر کہتا ہے۔

من طلب العلی من غیر کدّ　　　أضاع العمر فی طلب المحال

موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا حصول علم کے لئے مجمع البحرین کا مشقت بھرا سفر اور کڑی شرائط والی شاگردی؛ حصول علم کے راستے کی دشواری کی بہترین مثال ہے، صحابہ کرامؓ، ائمہ حدیثؒ اور علماء راسخینؒ کی حصول علم کی مشقتیں تاریخ کی واجب تقلید داستانیں ہیں، کسی حکیم کا مقولہ ہے۔ ''ماں کا دودھ بچے کہ لئے، بارش کا پانی کھیتی کے لئے اور استاذ کی سختی طالب علم کے لئے یکساں مفید ہے''

مغرب کا بغیر سختی کے تعلیم کا اسلوب جدید اپنی جگہ! اور جہاں تک اس طریقہ سے کام چل سکتا ہو اسکی رعایت کرنا بھی مفید و بہتر! تاہم جس تعلیم میں شیطان زیادہ دخیل ہوتا ہو اور جس تعلیم سے روکنا اسکا اعلیٰ ترین مشغلہ ہو اس تعلیم میں شیطان کی اسکیم کو فیل کرنے کے لئے اگر حکمت آمیز سختی اور تأدیبی شدت کے ذریعہ مقصد پورا ہوسکتا ہو تو ثانوی درجہ میں وہ طریقہ اختیار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے ''علّموا الصبیّ الصلوٰۃ ابن سبع سنین ، واضربوہ علیھا ابن عشرۃ''(رواہ الترمذی) اور ''والّٰتِی تَخَافُونَ نُشُوزَھُنَّ فَعِظُوھُنَّ وَاھجُرُوھُنَّ فِی المَضَاجِعِ وَاضرِبُوھُنَّ'' (النساء: ۳۴) سے تأدیبا شدت کی گنجائش ثابت ہے، تاہم حد بندی کی رعایت اور نفس کے کڑے محاسبہ کے ساتھ جو ابتدائی مرحلے میں یقیناً حاصل نہیں ہوتا اور تجربہ کے بعد کبھی کبھار کے علاوہ اسکی نوبت بھی نہیں آتی۔ امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں اسی حقیقت کا انکشاف کیا ہیکہ: جو آدمی عمر بھر کی ذلت سے بچنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ حصول علم کی چند دنوں کی مشقت برداشت کرلے اسلئے کہ بقول سعدی، ''چوں جاہل کسے در جہاں خوار نیست''....

آگے حکمت بھرے انداز میں فرماتے ہیں کہ جسنے جوانی کے ایام میں علم حاصل نہیں کیا اے مخاطب! تو اسپر نماز جنازہ والی چار تکبیریں کہہ دے: اسلئے کہ جہالت نے اسکو حقیقی موت سے پہلے مجازی موت سے ماردیا، کیونکہ علم کے بغیر اسکی زندگی میں اصلی و حقیقی حیات کے آثار نمودار ہونے کی امید اب ختم ہوچکی ہے، اب وہ اس سوکھے تنے کی طرح ہوگیا ہے جسکی آبیاری بھی اسے برگ و باروالا نہیں کرسکتی۔

مَنْ لِی بِهٰذَا ؟

قال الإمام الشافعیؒ، يصف شمائل الإخوان الصادقين والأصدقاء الأوفياء القائمين بالودّ والثقة:

١ أُحِبُّ مِنَ الإِخوَانِ كُلَّ مُوَاتِی ... وَكُلِّ غَضِيضِ الطَّرْفِ عَنْ عَثَرَاتِي

میں ہراس دوست کو پسند کرتا ہوں جو میری موافقت کرے ... اور میری لغزشوں پر چشم پوشی سے کام لے

٢ يُوَافِقُنِي فِی كُلِّ أَمْرٍ أُرِيدُهُ ... وَيَحْفَظُنِی حَيًّا وَبَعْدَ مَمَاتِی

جو ہر کارِ خیر میں میری موافقت کرنے والا ہو ... اور زندگی اور موت کے بعد عیب جوئی سے محفوظ رکھنے والا ہو

٣ فَمَنْ لِی بِهَذَا؟ لَيْتَ أَنِّی اَصَبْتُهُ ... لَقَاسَمْتُهُ مَالِی مِنَ الحَسَنَاتِ

ہے کوئی جو ایسا دوست لا دے؟ اگر ایسا دوست مل جائے ... تو میں اپنی ساری نیکیاں اسکے ساتھ تقسیم کرلوں

٤ تَصَفَّحْتُ إِخْوَانِي فَكَانَ أَقَلَّهُمْ ... عَلٰى كَثْرَةِ الإِخوَان أَهْلُ ثِقَاتِی

میں نے جستجو کی تو باوجود دوستوں کی کثرت کے ... ان میں اعتماد کے قابل بہت تھوڑے پائے

تشریح : مخلص احباب کا میسر ہونا، جہاں انسان کی ضرورت ہے وہاں مخلص دوست کی پہچان حاصل ہونا بھی انسان کی اہم ضرورت ہے؛ تا کہ انسان وفادار دوست حاصل کر سکے اور بے وفا دوستوں سے بچ سکے، کسی حکیم نے کہا ہیکہ حقیقی دوست مصیبت میں سامنے آتے ہیں اور راحت میں پوشیدہ رہتے ہیں؛ جبکہ دسترخوان کے دوست بدلنے کے قابل ہیں۔

⇦

١۔ **مُواتِی:** آتَاهُ مُؤَاتَاةً على الشئ، موافقت کرنا۔

الغَضِيْضُ: غَضَّ (ن) غَضاً وغَضَاضاً، طَرَفَهُ أو صَوْتَهُ، نظر یا آواز کو پست کرنا، طَرْفٌ غَضِيْضٌ، پست نگاہ، ج، أغِضَّاءُ، اَغِضَّةٌ، مؤنث، غَضِيْضَةٌ، ج، غَضَائِضُ.

الطَّرْفُ: آنکھ، چیز کا کنارہ، ہر شیٔ کی آخری حد، ج، اَطْرَافٌ، قرآن میں ہے ﴿قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِيْن﴾.

عَثَرَاتٌ: العَثْرَةُ کی جمع لغزش، ج، عَثَرَاتٌ.

تَصَفَّحْتُ: تَصَفَّحَ الشيئ، غور سے سوچنا، دیکھنا، القوم، حالات میں غور وفکر کرنا.

ایک حکیم نے کسی سے بھی دوستی کا معیار اسکا اپنے والدین سے سلوک بتایا ہے؛ اگر وہ والدین کا بار(فرمابردار) ہے تو دوستی کرو، عاق (نافرمان) ہے تو نہیں! کیونکہ تم ایک دوست ہونیکے ناطے اسپر اتنا احسان نہیں کرسکو گے جتنا اسکے والدین نے کیا ہے اور پھر بھی وہ والدین جیسے عظیم محسنین کا احساس بھول گیا تو تمہارا کیا یاد رکھیگا؟ اور یہ حقیقت ہیکہ "إخوان الصّفا" کے اوصاف کے حامل احباب قدر قلیل ہی ملتے ہیں اور وہ بھی درنایاب کی طرح ڈھونڈ ھنے سے۔

امام شافعیؒ اسی بات کو مخصوص انداز میں بیان فرماتے ہیں کہ میں لغزشوں سے صرف نظر کرنے والے اور موت وحیات میں میری عزت وناموس کی حفاظت کرنے والے دوست ہی کو پسند کرتا ہوں، اگر ایسا دوست مل جائے تو میں ہر قیمت پر اس سے نباہ کرنے کو تیار ہوں مگر افسوس؛ کہ تلاش بسیار کے باوجود مجھے قابل اعتماد دوست بہت کم حاصل ہوئے، اور اکثروں سے بے وفائی کا تجربہ ہوا۔ اردو کا ایک شاعر اس مضمون کو اسطرح ادا کرتا ہے۔

دوست یہاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت آرہی ہے چاہ یوسف سے صدا

آپ ﷺ نے ایک حدیث میں مؤمن کامل اور قابل اعتماد ساتھی کے یہ اوصاف ذکر فرمائے ہیں "المسلم أخو المسلم، لایظلمه ولایخذله ولایحقره" (رواه مسلم)
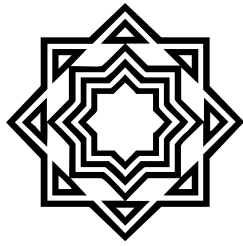
آلُ النَّبِيِّ ذَرِيعَتِي ...

قال الإمام الشافعیؒ، یذکر توسّله بآل بیت النبی ﷺ ورجائه المعقود علیهم:

۱ آلُ النَّبِيِّ ذَرِيعَتِي وَهُمُو إِلَيْهِ وَسِيلَتِي

نبی کریم ﷺ کی پاک اولاد میری نجات کا ذریعہ ہیں اور انہیں کو حق تعالیٰ کے حضور میں اپنا وسیلہ مانتا ہوں

۲ أَرْجُو بِهِمْ أُعْطَى غَداً بِيَدِي الْيَمِينِ صَحِيفَتِي

میں امید کرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن انہیں کے وسیلہ سے مجھے میرا نامۂ عمل داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا۔

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت، ایمان میں ترقی وکمال پیدا کرتی ہے؛ اسلئے کہ محبت، محبوب کے حکموں کی اطاعت، محبوب کی رضاجوئی بلکہ ادا پر فدا ہونے کا نام ہے۔ پھر محبت میں درجہ بدرجہ آگے بڑھنا آخرت کی کامیابی کے منازل طے کرنے کا بہترین وسیلہ ہے۔ یہی وہ مقبول عمل ہے جو بالآخر عاشق کو معشوق سے ملا ہی دیتا ہے، جانبین سے شوق دید کا یہ لازمی نتیجہ اور ماحصل ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے " أحبّوا اللّه لما یغذوکم من نعمه، وأحبّونی بحُبِّ الله، وأحبّوا اهل بیتی بحبّی" (رواه الترمذی) امام شافعیؒ نے مذکورہ دوشعر میں اسی فرمان رسول ﷺ کی ترجمانی کی ہے، کیونکہ اہل بیت کی محبت متقاضی ہے رسول اللہ ﷺ کی محبت کی اور رسول ﷺ کی محبت ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا اور حق تعالیٰ کی محبت وسیلہ ہے اخروی سرخروئی کا، جسکی تأیید ایک اور روایت سے بھی ہوتی ہے " عن أنس، أن رجلا قال یا رسول الله، متی السّاعة ؟ قال ویلک ما أعددتَ لها ؟ قال ماأعددتُ لها الاّ أنیّ أحبّ اللّه ورسوله، قال أنت مع من أحببت " (متفق علیه) اور ظاہر ہے عشق ومحبت کا یہ عمل کمال اطاعت وبندگی کرواکر عاشق ومحبّ کو محبوب ومعشوق والی جنت یا درجہ میں یقیناً لے جائیگا۔ اسلئے کہ آپ ﷺ نے حدیث مذکور میں خود معیت کو ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ **الذَّرِيعَةُ:** ذَرَعَ (ف) ذَرْعاً وذَرِعَ (س) ذَرَعاً، عند الرّجل وإلیه، سفارش کرنا، الذریعة، وسیلہ، ج، ذَرَائِعُ. **وَسِيلَتِي:** وَسَلَ (ض) وَسِيلَةً، إِلَى اللّٰهِ بِعَمَلٍ أَوْوَسِيلَةٍ، کسی عمل یا ذریعہ سے اللہ کا تقرب حاصل کرنا، الوَسِيلَةُ، ذریعہ، تقَرُّبَ، ج، وَسِيلٌ، وَسَائِلُ، وُسُلُ.

۲۔ **الصَّحِيفَةُ:** ج، صَحَائِفُ وَصُحُفٌ، لکھاہوا ورق، کاغذ، دفتر، صَحِيفَةُ الوَجْهِ، چہرہ کی کھال، کہا جاتا ہے، صُنْ صَحِيفَةُ وَجْهِکَ، اپنی آبرو محفوظ رکھو۔

أَفُضَلُ النّاسِ

يقول الإمام الشافعیؒ ، فی الحضّ علی المكارم ومحامد النّفس:

١ النَّاسُ بِالنَّاسِ مَادَامَ الحَيَاةُ بِهِمُ — وَالسَّعدُ لاشَکَّ تَارَاتٌ وَهَبَّاتُ

لوگ حاجات زندگی میں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں — اور سعادتمندی کبھی کبھی، کہیں کہیں ہاتھ لگ جاتی ہے

٢ وَأَفُضَلُ النَّاسِ مَابَيُنَ الوَرٰی رَجُلٌ — تُقُضٰی عَلٰی يَدِهِ لِلنَّاسِ حَاجَاتُ

انسانوں میں سب سے افضل انسان وہ ہے — جسکے ہاتھوں لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہوں

٣ لاتَمُنَعَنَّ يَدَ المَعُرُوفِ عَنُ أَحَدٍ — مَادُمُتَ مُقُتَدِراً فَالسَّعُدُ تَارَاتُ

جب تک قدرت ہو کسی سے بھلائی کا ہاتھ مت روک — اس لئے کہ نیک بختی گاہے گاہے میسّر ہوتی ہے

٤ وَاشُكُرُ فَضَائِلَ صُنُعِ اللّٰهِ إِذُ جُعِلَتُ — إِلَيُکَ لالَکَ عِنُدَ النَّاسِ حَاجَاتُ

اللہ تعالی کی تقسیم کا شکر گذار بن اسلئے کہ اسنے — لوگوں کی حاجتیں تجھ سے وابستہ کیں نہ کہ تیری لوگوں سے

٥ قَدُ مَاتَ قَوُمٌ وَمَامَاتَتُ مَكَارِمُهُمُ — وَعَاشَ قَوُمٌ وَهُمُ فِی النَّاسِ أَمُوَاتُ

کچھ لوگ انتقال کر گئے مگر انکے اچھے اخلاق نے انہیں زندہ رکھا — اور کچھ لوگ زندہ ہیں مگر انکی حیثیت مردہ لاش کی ہے

تشریح : گرتے کو سنبھالنا، حاجتمند کی حاجت پوری کرنا اور اپنے پرائے کے ساتھ مکارم اخلاق سے پیش آنا؛ تعلیمات اسلامیہ کے اہم عناوین ہیں، پہلی وحی کے نزول پر ام المؤمنین سیدۃ خدیجۃ الکبریٰؓ نے آنحضرت ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے جو الفاظ کہے، اسمیں آپکے انہیں اوصاف کو ذکر فرمائے ہیں، فرماتی ہیں " كلاّ واللّه لا يخزيک اللّه أبدا، إنّک لتصل الرّحم، وتصدق الحديث، وتحمل الكلّ، وتكسب المعدوم، وتقری الضّيف، وتعين علی نوائب الحق" (متفق عليه) ⇦

١۔ **السَّعُدُ:** برکت، خوش نصیبی، ج، اَسُعُدٌ وسُعُودٌ. **تَارَاتٌ:** تَارَةٌ کی جمع، کہا جاتا ہے تَارَةً بَعُدَ تَارَةٍ باری باری، یکے بعد دیگرے، کبھی کبھی .
هَبَّاتٌ: هَبَّةٌ کی جمع، زمانہ کی ایک مدّت، ایک مرتبہ.
٣۔ **المعروف:** م، احسان، خبر، مشہور، رزق، بھلائی .
٥۔ **مَكَارِمُ:** مَكُرُمَةٌ کی جمع، کریمانہ فعل، اچھے اخلاق.

ٹھک یہی الفاظ مکہ والوں کی ایذا رسانی پر، ہجرت کے ارادے سے نکل کر جانے والے، سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں بھی قارۃ قبیلہ کے سردار ابن دغنۃ نے بھی ذکر فرمائے اور انہیں اپنی امان پر مکہ مکرمہ واپس لے آیا، اسلام کا اجتماعی نظام اور اسکے معاملات، معاشرت و اخلاق کے قوانین وضوابط اسی مقصد کی تکمیل کے لئے ہے۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں خدمت خلق کے اسی عظیم الشان وصف کو اختیار کرنے اور موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کار خیر کر گذرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں؛ کہ اللہ تعالی نے دار دنیا میں انسانوں کی حاجات کو ایک دوسرے سے وابستہ فرمادیا ہے۔ غریب کی امیر سے، بیمار کی تندرست سے، کمزور کی قوی سے، عورت کی مرد سے، حاجتمند کی غنی سے، رعیت کی راعی سے اور ہر ادنی حال کی اعلیٰ حال سے، پھر اعلیٰ حال کو ادنیٰ حال کی خبر گیری و دست گیری کا ضامن بھی بنایا ہے اور اس ذمہ داری کو اکمل طریق پر نبھانے والے کو اپنا محبوب بندہ ذکر فرمایا ہے، پس وہ انسان جسکو حق تعالیٰ نے فریق ثانی یعنی اعلی حال میں شامل فرمایا، اسے چاہئے کہ فریق اول کی خدمت وشفقت میں یہ سوچتے ہوئے ذرّہ برابر کسر نہ اٹھا رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محتاج بنا کر میری ضرورت کی تکمیل دوسروں سے وابستہ کرنے کے بجائے؛ دوسرے کی حاجت براری کے لئے مجھے استعمال فرمایا اور خلق خدا کی خدمت کا موقع عنایت فرمایا، تاکہ خدمت خلق وطاعت ربّ کے دوہرے اجر کا مستحق بنے۔

آگے امام علیہ الرحمۃ نے آخرت کی کھیتی کے بارے میں ایک پتہ کی بات بیان فرمائی کہ انسان کی زندگی میں بھلے ارادے اور کار خیر کے موقع گاھے گاہے میسر آتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے عزت ،ثروت، صحت، فرصت، عافیت، ہدایت اور سیادت وحکومت جیسے کار خیر کے مواقع فراہم کرر کھے ہوں تو یہ سمجھ کر کہ "یہ موقعے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے" انسان کو دار آخرت کی تیاری میں خوب صرف کرنا چاہئے، ممکن ہے کل انمیں سے کوئی ساتھ چھوڑ دے اور انسان کف افسوس ملتارہ جائے، حدیث شریف میں آتا ہے " إغتنم خمسا قبل خمس، شبابک قبل هرمک، وصحّتک قبل سقمک، وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیٰوتک قبل موتک" (رواه الترمذی)

اخیر میں امام شافعیؒ نے حکمت بھرے انداز میں فرمایا؛ کہ خدمت کے تابندہ نقوش چھوڑنے والا حیات سرمدی کو پالیتا ہے جبکہ صرف اپنے لئے جینے والا زندہ مانند مردہ ہے۔

قَدْ ضَلُّوا

رأی الإمام الشافعیؒ ، القضاۃ اللذین باعوا الدّین بالدّنیا فقال:

۱ قُضَاۃُ الدَّھْرِ قَدْ ضَلُّوا فَقَدْ بَانَتْ خَسَارَتُھُمْ

دنیادار قاضی گمراہ ہوگئے انکا خسارہ بالکل واضح ہوگیا

۲ فَبَاعُوْا الدِّیْنَ بِالدُّنْیَا فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُھُمْ

انہوں نے دین کو حقیر دنیا کے بدلہ بیچ دیا سوانکی تجارت نفع بخش نہیں رہی

تشریح : حبّ مال اور حبّ جاہ کہتے ہیں کہ سالک کے قلب سے بہت دیر میں نکلتے ہیں، یہی دونوں وہ عناصر تھے جسنے سرداران مکہ وطائف کو اسلام قبول کرنے سے روکا اور اسی نے اہل کتاب کو باوجود اسلام سمجھ میں آجانے کے اسلام سے دور رکھا، مال اور جاہ کی محبت انسان کو ظلم وزیادتی، بے راہ روی، حق تلفی، حتی کہ دین واحکامات دین میں دست درازی وغلط ترجمانی تک پہونچادیتی ہے، اہل کتاب کے احبار ورھبان کی انہیں خرابیوں کو قرآن کریم نے بار بار ’’وَیَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلاً‘‘ (البقرۃ: ۱۷۴) جیسی آیات میں ذکر فرمایا ہے۔

امام شافعیؒ نے جب اپنے زمانے کے قضاۃ واہل منصب کو دنیا کے خاطر دین بیچتے ہوئے دیکھا تو تڑپ اٹھے اور فرمایا کہ جولوگوں کو صحیح راہ پر چلانیکے ذمہ دار تھے وہ خود گمراہ ہوگئے، دین کے پیغامبر دین کے سوداگر بن گئے، قانون ساز قانون شکن ہوگئے، دین کی اشاعت کرنے والے دین کی تجارت کرنے لگے۔ رہبر رہزن ہوگئے، امین خائن ہوگئے، اب کس سے امید لگائی جائے؟ کہاں شکایت کی جائے؟ ’’چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؟‘‘ ایسا کرنے والوں کو قرآن کے مخصوص انداز میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ’’ خسر الدّنیا والآخرۃ ذلک ھو الخسران المبین‘‘ (الحج: ۱۱) چند روزہ زندگی کے عیش کو دائمی وابدی حیات کے عیش واکرام پر ترجیح دینا خسران مبین نہیں تو اور کیا ہے؟ حق تعالیٰ عہدہ ومنصب کے غلط استعمال سے ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔

۱۔ الخَسَارَۃُ: خَسِرَ (س) خَسَارَۃً وخُسْرَاناً، نقصان اٹھانا، گمراہ ہونا۔ ہلاک ہونا، صفت، خَاسِرٌ وخَسِیْرٌ. ۲۔ رَبِحَتْ: رَبِحَ (س) رَبَحاً وَرَبَاحاً، فی تجارتہ، تجارت میں نفع حاصل کرنا.

مَا عَطَفُوْا

۱ وَأَنْطَقَتِ الدَّرَاهِمُ بَعْدَ صَمْتٍ — أُنَاساً بَعْدَ مَا كَانُوا سُكُوتاً

دراہم (مال ودولت) نے کچھ گونگوں کو — طویل خاموشی کے بعد گویا کردیا

۲ فَمَا عَطَفُوا عَلٰى أَحَدٍ بِفَضْلٍ — وَلاَ عَرَفُوا لِمَكْرُمَةٍ ثُبُوتاً

مگر انہوں نے اس نعمت کو داد ودھش میں خرچ نہیں کیا — اور نہ ہی کوئی کارخیر روئے ارض پر ثبت کیا

تشریح: قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے دنیا میں اپنے تصرفات کا ایک ضابطہ اس طرح بیان فرمایا ہے " وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاس " (آل عمران: ۱۴۰) جس طرح اللہ تعالیٰ دن کے منور چہرے پر رات کی تاریک چادر ڈال کر دن کو تاریک اور رات کی تاریکی کو پھاڑ کر؛ دن کی روشنی بناتا ہے، اسی طرح امیر وغریب، محتاج وغنی، غالب ومغلوب اور حاکم ومحکوم کی حیثیات میں تبدیلی کرکے؛ ہر ایک کو ایک دوسرے کی حالت کو سمجھنے اور اس حالت میں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے، تاکہ دنیا سے فساد وبغاوت دور ہو اور تاکہ دنیا قدرت الٰہی وعدل خداوندی کا نظارہ مراراً وتکراراً دیکھکر؛ اسپر یقین کرنے لگے اور تاکہ حقوق کی ادائیگی آسان ہو۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں ایک تہی دست کو جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے غنی کردیا۔ تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تو فقر وفاقہ کے نشیب وفراز سے واقف اور محتاجین کی حاجتوں سے آشنا ہونے کے باوجود؛ انکی مدد کی طرف متوجہ نہ ہوا اور کبر ونخوت میں مبتلا ہوگیا؟ زمانۂ غربت وغرباء قوم کو بھول گیا؟ فقراء پر جملے کسنے لگا؟ اپنے ماضی سے غافل اور مستقبل یعنی آخرت کو ضائع کرنے لگا؟ درہم ودینار کا بندہ بن گیا؟ یہ تجھے زیب نہیں دیتا، تجھے تو ماضی کے تلخ تجربات سے فائدہ اٹھاکر؛ مزید احسان مندی اور مزید قدردانی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تھا؛ تاکہ کل اللہ تعالیٰ کے حضور صبر کے بعد شکر کے امتحان میں بھی کامیابی کا تمغہ حاصل کرتا اور شاکر وصابر بنکر نعمتوں والی جنت میں داخل ہوتا۔

۱۔ **أَنْطَقَتْ: أَنْطَقَهُ،** گفتگو کرانا، گویا کرنا.

۲۔ **عَطَفُوا:** عَطَفَ (ض) عَطْفاً وعُطُوفاً، إليه، مائل ہونا، عليه، مہربان ہونا. **العَطُوفُ،** مہربان، مشفق.

مَنْ بَنَى لِلّٰهِ بَيْتاً

قال الإمام الشافعیؒ ، مشیّداً بیوت الله، ناصحاً بالتماس الخیر عندهم دون سواهم:

١ إِذَا رُمْتَ الْمَكَارِمَ مِنْ كَرِيمٍ فَيَمِّمْ مَنْ بَنَى لِلّٰهِ بَيْتاً

جب تمہیں کسی کریم کے مکارم کی تلاش ہو تو دیکھ کہ کسی نے اللہ کا گھر (مسجد) بنایا ہے

٢ فَذَاكَ اللَّيْثُ مَنْ يَحْمِي حِمَاهُ وَيُكْرِمُ ضَيْفَهُ حَيّاً وَمَيْتاً

وہ اس شیر کی طرح ہیں جو اپنی کچھار کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے مہمان کا زندگی اور موت کے بعد بھی اکرام کرتا ہے

تشریح : مساجد زمین میں اللہ کے گھر ہیں، مسجد مذہب اسلام کا شعار اعظم ہے، مسجد اسلامی مرکز ہے، مسجد اسلامی زندگی کا محور و مدار ہے، مسجد سے رحمت و روحانیت منقسم ہوتی ہے، مسجد اجتماعی زندگی کا نمونہ ہے، مسجد عدل و مساوات کا مظہر ہے، مسجد عبادت خداوندی کا اشرف ترین مقام ہے، مسجد سے توحید خداوندی و رسالت محمدی کی منادی ہوتی ہے، مسجد اسلامی ثقافت و کلچر اور اتحاد و اتفاق کی آماجگاہ ہے، مسجد مسلمانوں کے لئے قلب و روح کی حیثیت رکھتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ ہجرت کے بعد اولا بناء مسجد ہی کی طرف متوجہ ہوئے اور وہیں سے دین اسلامی کے جملہ امور انجام دیتے رہے، یہی وجہ ہیکہ قرآن وسنت میں مسجد بنانے والوں کی بے شمار فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، قرآن کریم میں ہے ”إنّما یعمر مساجد اللّه من اٰمن باللّه والیوم الآخر وأقام الصّلوة واٰتی الزّکوة ولم یخش إلّا اللّه“ (البقرة:١٨) حدیث شریف میں آتا ہے ”من بنی للّه مسجداً، بنی الله له بیتا فی الجنّة“ (متفق علیه) امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں تعمیر مسجد کو؛ مکارم کی فہرست میں؛ پہلے نمبر پر رکھکر فرمایا کہ کریموں کی فہرست میں پہلے ان لوگوں کا نام رکھ جنہوں نے اللہ کے گھر تعمیر کروائے ہوں، اسلئے کہ یہ وہ شیر مرد ہیں جو مسجد کی شکل میں اسلامی قلعہ تعمیر کر کے؛ دین اور شعائر دین کی حفاظت کا کام کر رہے ہیں اور جو دین کو اصلی شکل میں بعد والوں تک پہونچانے کا نظم بھی کرتے ہیں۔

١۔ **رُمْتَ:** رَامَ (ن) رَوْماً ومَرَاماً، الشَّیئ، ارادہ کرنا، صفت، رَائِمٌ، ج، رُوَّمٌ ورُوَّامٌ.

يَمِّمْ: يَمَّمَهُ، قصد کرنا، يَمَّمَ مَرِيضٌ لِلصَّلوٰة، بیمار نے نماز کا ارادہ کیا، تَيَمَّمَ الأَمْرَ، امر یا قصد کرنا.

٢۔ **اللَّيْثُ:** شیر، ج، لُيُوثٌ، طاقتور، سخی، خوش بیان، بہادر.

البَرَاءَ ةُ والشُّکرُ

۱ مَنْ نَالَ مِنِّی اَوْعَلِقْتُ بِذِمَّتِهِ | اَبْرَأْتُهُ لِلّٰهِ شَاکِرَ مِنَّتَهُ

جسنے میری برائی کی یا جس پر میرا حق باقی رہا | میں نے اسے احسانات خداوندی کی شکر گذاری میں بری کر دیا

۲ أَ أَرٰی مُعَوِّقَ مُؤْمِنٍ یَومَ الجَزَا | أَوْھَلْ أَسُوءُ مُحَمَّداً فِی أُمَّتِهُ ؟

کیا میں روز جزا کسی مؤمن کی بخشش میں مانع بنوں؟ | یا کیا میں محمد ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں غمگین کروں؟

تشریح : معاف کرنا، درگذر سے کام لینا اور احسان کرنا اخلاق الٰہی اور صفات نبوی ہیں، دوسروں کو معافی دینا اللہ تعالیٰ سے معافی لینے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے ” وَلْیَعْفُوا وَلْیَصْفَحُوا اَلاَ تُحِبُّونَ أَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ“ (النور : ۲۲) آپ ﷺ نے بھی طائف و بدر جیسے تکلیف دہ مواقع میں ؛ اشارہ نبوی کے منتظر؛ فرشتوں کے سامنے ” اللّٰھم اغفر لقومی، فإنّھم لایعلمون“ (متفق علیه) کہکر امت کو معافی ہی کا اسوۂ حسنہ پیش فرمایا ہے۔

امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں معافی پر ابھارنے والی تین غامض حکمتوں کو بھی انوکھے انداز میں ذکر فرمایا ہے، کہتے ہیں کہ میں حق تلفی کرنے والے یا زیادتی کرنے والے کو معافی کیوں نہ دے دوں؟ جبکہ میری وجہ سے کسی مؤمن کو روز محشر پکڑے جانے کو میں پسند نہیں کرتا، اور جبکہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کی گرفتاری پر غمگین دیکھنا نہیں چاہتا اور جبکہ میں اللہ تعالیٰ کی مجھ پر ہوئی بے شمار نعمتوں کی؛ اسکے بندوں کو معافی دیکر شکر گذاری کرنا چاہتا ہوں۔ گویا معافی دینے کے جہاں دیگر بے شمار اسباب وعوامل ہیں؛ وہیں یہ تین عامل بھی ہیں اور معافی دینے والا معافی دیکر گویا حق تعالیٰ کی شکر گذاری، عظمت ومحبت رسول ﷺ کی پاسداری اور مؤمن بھائی کے ساتھ ایثار وہمدردی کی فضیلت وثواب کا بھی مستحق ہوجاتا ہے۔

۱۔ **نَالَ:** نَالَ یَنِیلُ و یَنَالُ نَیْلاً وَنَالاً ،المَطْلُوبَ، مطلب پانا، نَالَ مِنْ فُلان، کسی کو گالی دینا، اسپر عیب لگانا، نَالَ مِنْ عِرضِ فُلان، کسی کی بے عزتی کرنا۔

۲۔ **مُعَوِّق:** عَاقَ(ن) عَوْقاً، عَنْ کَذا، وتَعَوَّقَ فُلاَن، بازرکھنا، روکنا، ہٹادینا، فا، مُعَوِّقٌ، روکنے والا، مانع.
أَسُوءُ: سَاءَ (ن)سَوْءً وَسَاءَ ةً، الأَمْرُ فُلاناً ، غمگین کرنا، بدسلوکی کرنا۔

قَافِیَۃُ الْجِیْمِ

اَلْفَرَجُ بَعْدَالشِّدَّةِ

قال الإمام الشافعیؒ ،داعیا إلی عدم القنوط من رحمة الله، فهی الفرج من الضیق، إذا استحکمت حلقاته:

۱ وَلَرُبَّ نَازِلَةٍ یَضِیقُ لَهَا الفَتٰی ذَرْعاً وَعِنْدَ اللّٰهِ مِنْهَا المَخْرَجُ

بہت سی مصیبتوں پر انسان دل تنگ اور مایوس ہو جاتا ہے حالانکہ اس سے نکلنے کی راہ اللہ پیدا فرما سکتے ہیں

۲ ضَاقَتْ فَلَمَّا اسْتَحْکَمَتْ حَلَقَاتُهَا فُرِجَتْ وَکُنْتُ أَظُنُّهَا لاَ تُفْرَجُ

تنگی بڑھتی گئی یہاں تک کہ جب اسکے حلقے مضبوط ہوگئے تو کھول دی گئی جبکہ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ دور نہ ہوسکیگی

تشریح: رنج وغم اور شدت والم انسانی زندگی کے وہ گوشے ہیں جس سے انسان کو کبھی نہ کبھی سابقہ پڑتا ہے، شدت کی گھڑیوں میں بجائے شکوہ شکایت اور جزع فزع کے صبر جمیل اختیار کرنا اور رحمت خداوندی کا امیدوار رہنا ایک مؤمن بندے کی پہچان ہے اور والقدر خیره وشره من الله تعالیٰ پر ایمان کا تقاضہ ہے۔ اسلئے کہ یہ درحقیقت حق تعالی کی جانب سے اپنے بندوں میں ہونے والے وہ تصرفات وتقلبات ہیں جسمیں بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں؛ انہیں مصالح کے پیش نظر، شدت پر صبر کرنا؛ سر تسلیم خم کرنا، اطاعت بجالانا اور بلاچوں وچرا رضا بالقضا کا مظاہرہ کرنا؛ رحمت خداوندی کے نزول کا؛ شدت کے فرج میں تبدیل کرنے کا؛ بلکہ ایک سختی کے بعد دو آسانیاں حاصل ہونے کا سبب بنتا ہے، سنت خدوندی ہے " فَإِنَّ مَعَ العُسْرِ یُسْرًا، إِنَّ مَعَ العُسْرِ یُسْرًا " (ألم نشرح: ۵،۶) ⇦

۱۔ رُبَّ: حرف جر ہے، حسب سیاق کلام کبھی تقلیل کے معنی میں آتا ہے، جیسے "رُبّ منیّة فی أمنیة" اور کبھی تکثیر کے لئے آتا ہے جیسے " رُبّ کاسیة فی الدّنیا عاریة یوم القیامة"، کبھی اسکے ساتھ، تا، کبھی، ما، اور کبھی تا اور ما، لگتے ہیں جیسے "رُبَّتْ، رُبَّما، رُبَّتَماَ.

نَازِلَةٍ: سخت مصیبت ،النَّازِلُ کا مؤنث، ج، نَازِلاَتٌ ونَوازِلُ. **ذَرْعاً:** الذَّرْعُ، مص۔ ہاتھ کا پھیلاؤ، طاقت، وسعت، کہا جاتا ہے، ضِقْتُ بِالأَمْرِ ذَرْعاً، میں اسپر قدرت نہیں رکھتا۔

عربی کا شاعر آیت خداوندی کی تشریح اسطرح کرتا ہے۔

إذا اشتدّت بک البلوٰی ففکّر فی ألم نشرح　　فعُسرٌبین یُسرین إذا فکّرته فافرح

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں مؤمن بندے کوشدائد وآلام میں؛ شریعت کی اسی ہدایت پر علی وجہ الاکمل عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور صبر وثبات اور استقامت واطاعت سے حالات کے تبدیل ہونیکی یقین دہانی کرواتے ہیں۔ مکّی دور کی شدتوں کے بعد مدنی دور کی راحتیں اسکی زندہ جاوید مثال ہے۔ بزرگان دین کی ابتدائی دور کی مشقتیں اور بعد کی راحتیں بھی الفرج بعد الشدۃ ہی کی مضبوط دلیل ہے اور وضاحت ہے۔

عَداوَةُ الشُّعَراءِ دَاءٌ
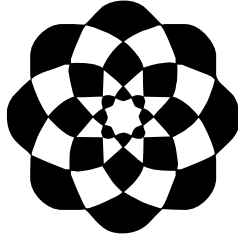
۱ مَـاذَایُخَبِّـرُ ضَیُفُ بَیُتِکَ أَهُلَـهُ ‏ إِنُ سِیُلَ کَیُفَ مَعَـادُهُ وَمَعَـاجُهُ

تیرے گھر کا مہمان اپنے گھر والوں کو کیا خبر دیگا ‏ جب اس سے پوچھا جائیگا کہ تیراآنا جانا کیسا رہا؟

۲ أَیَقُولُ جَاوَزُتُ الفُرَاتَ وَلَمُ اَنَلُ ‏ رَیًّا لَدَیُهِ وَقَدُ طَغَتُ أَمُوَاجُهُ

کیا وہ یہ کہیگا کہ میں نے دریائے فرات پار کرلیا تو بھی ‏ شکم سیر نہیں ہوسکا حالانکہ اسکی موجیں تھپیڑے مار رہی تھیں

۳ وَرَقِیتُ فِی دَرَجِ العُلاَ فَتَضَایَقَتُ ‏ عَمَّا أُرِیُدُشِعَابُهُ وَفِجَاجُهُ

میں بلندی کی سیڑھیوں پر چڑھا مگر پھر بھی ‏ منزل مقصود کے بیچ کی وادیاں اور گھاٹیاں مجھ پر تنگ ہوگئی

٤ وَلَتُخُبِرَنَّ خَصَاصَتِی بِتَمَلُّقِی ‏ وَالمَاءُ یُخُبِرُ عَنُ قَذَاهُ زُجَاجُهُ

اور میری چاپلوسی میری غربت کا پتہ دیگی ‏ جیسے پانی کے گدلہ پن کو شیشہ ظاہر کر دیتا ہے

٥ عِنُدِی یَوَاقِیتُ القَرِیُضِ وَدُرُّهُ ‏ وَعَلَیَّ إِکُلِیُلُ الکَلاَمِ وَتَاجُهُ

میں شعری موتیوں اور یواقیت کا مالک ہوں ‏ اور منظوم کلام کا تاج میرے سر پر ہے

۱۔ **المَعَاجُ:** عَاجَ (ن) عَوُجاً وَمَعَاجاً، بالمکان، اقامت کرنا، فلانا بالمکان، مقیم کرانا.

۲۔ **الفُرَاتُ:** وہ بڑی نہر جو آرمینیا سے بہتی ہے جسکا طول ۲۳۷۵ کیلومٹر ہے، وہاں سے عراق تک آتی ہے اور عراق میں دجلہ سے ملکر دریا کا روپ لے لیتی ہے، دونوں کے ملنے کی جگہ کو شطّ العرب کہا جاتا ہے.

۳۔ **دَرَجَ:** الدَّرُجَةُ، ج، دُرُجٌ، سیڑھی، دَرَجُ السُلَّم، سیڑھی کا پایہ، ج، دَرُجَاتٌ، مرتبہ، درجہ۔ **شِعَابٌ:** الشَّعَبُ، پہاڑی راست، درّہ، پانی کا راستہ، بڑا قبیلہ، ج، شِعَابٌ. **فِجَاجٌ:** الفَجُّ، ج، فِجَاجٌ، دو پہاڑوں کے بیچ کا کشادہ راستہ. ٤۔ **الخَصَاصَةُ:** بدحالی، شدت فاقہ، قرآن میں ہے ﴿وَلَوُ کَانَ بِهِمُ خَصَاصَة﴾ **التَّمَلُّقُ:** چاپلوسی، ریاکاری، اعطاء الآخرین من الودّ باللّسان مالیس فی القلب. **القَذَی:** ج، قُذِیٌّ واَقُذَاءٌ، القَذَاةُ، آنکھ یا پینے کی چیز میں گرنے والا تنکا، کہا جاتا ہے صَارَ الأَمُرُ قَذًی فِی عَیُنِهِ، فلاں معاملہ نے اسکو پریشان کیا۔ مثل ہے، یُبُصِرُ اَحَدُکُمُ القَذَی فِی عَیُنِ أَخِیُهِ ویُعمی عن الجِذُعِ فِی عَیُنِه، دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔

٥۔ **یَوَاقِیتُ:** یَاقُوتٌ کی جمع، ایک قیمتی پتھر، یہاں یَوَاقِیُتُ القَرِیُضِ بطور استعارہ کہا گیا ہے۔ **القَرِیُضُ:** کاٹا ہوا شعر۔ **الدُّرُّ:** بڑے موتی، ج، دُرَرٌو دُرَّاتٌ. **الإِکُلِیلُ:** تاج، جواہر سے مرصّع پٹکا، ج، اَکِلَّةٌ واَکَالِیلُ.

٦ تَـرْبُـى علٰى رَوْضِ الـرَّبَـا اَزْهَـارُهُ — وَيَرِفُّ فِي نَادِي النَّدٰى دِيْبَاجُهٗ

باغ کی بلندی پر جسکے پھول کھلتے ہیں — اور سخاوت کی مجلس میں جسکا پرچم لہراتا ہے

٧ وَالشَّـاعِـرُ الـمِـنْـطِيقُ أَسْوَدُ سَـالِخٌ — وَالشِّـعْـرُ مِـنْـهُ لُعَـابُـهُ وَمُجَاجُـهُ

اور بلیغ شاعر کھال بدلنے والے کالے سانپ جیسا ہے — اور اشعار اسکے منہ کا لعاب اور رال ہے

٨ وَعَدَاوَةُ الشُّعَـرَاءِ دَاءٌ مُعْضِلٌ — وَلَـقَـدْ يَهُوْنُ عَـلَـى الكَرِيْمِ عِلاَجُـهُ

اور شعرا کی عداوت مہلک مرض ہے — البتہ شریف آدمی اسکا علاج بآسانی کرلیتا ہے

نوٹ:

وفیات الاعیان کے محشی نے لکھاہیکہ " دیوان امام شافعیؒ "کے اصل نسخہ میں یہ اشعار نہیں ہیں اور اس قسم کے اشعار کسی دینی پیشوا وامام فقہ کے شایان شان بھی نہیں ،اغلب یہ ہیکہ یہ کسی دوسرے شاعر کے اشعار ہیں مگر امام صاحبؒ کی طرف منسوب کردئے گئے ہیں،اور چونکہ امام صاحبؒ کی طرف نسبت مشکوک ہے اسلئے ہم نے اسکی توضیح وتشریح نہیں کی ہے۔استاذ محمد ابراہیم کے نسخہ میں اسکی تشریح کی گئی ہے۔ من شاء فليراجع إليه.

٦۔ **تَرْبُی**: رَبَا يَرْبُو رِبَاءً ورُبُوًّا، المال، مال کا زیادہ ہونا، بڑھنا، الرَّابِيَةُ، ٹیلہ پر چڑھنا، الولدُ، بچّہ کا نشو ونما پانا۔ **الـرَّبَـا**: رَابِيَةٌ کی جمع، اونچی زمین، ٹیلہ۔ **يَرِفُّ**: رَفَّ (ض) رَفًّـا ورَفِيفـاً، وارتفَّ، الـنَّبَاتُ، سبزہ کا لہلہانا، الطّائرُ، پرندے کا اپنے بازوؤں کو پھیلانا.

النَّدَى : مصـ، فیاضی، فضل، بھلائی، شبنم، بارش، ج، اَنْدَاء.

٧۔ **المِنْطِيْقُ**: والنِّطِّيقُ، بلیغ، خوش بیان۔ **أسْوَدُ سَالِخٌ**: سَلَخَ (ن) سَلْخاً، الخَرُوفَ، بکری کے بچے کی کھال اتارنا، الحَيَّةَ، سانپ کا اپنی کینچلی اتارنا، اَللّٰـهُ النَّهَارَ مِنَ اللَّيلِ، اللہ کا دن کورات سے الگ کرنا، سَالِخٌ، سیاہ سانپ کی صفت بنکر اسلئے آتا ہیکہ وہ ہر سال اپنی کینچلی اتارتا ہے.

المُجَاجُ: تھوک، رال، مُجَاجُ النَّحْلِ، شہد، مُجَاجُ العِنَبِ، شراب، مُجَاجُ المُزنِ، بارش۔

الدّاءُ المُعْضِلُ: دَاءٌ عُضَالٌ وداءٌ مُعْضِلٌ، عاجز کردینے والا مرض، لاعلاج مرض۔

صَبراً جَمِلاً

قیل للإمام الشافعیؒ ،أیّهم أفضل؟ الصّبر أو المحنة او التّمکین ؟ قال التّمکین درجة الأنبیاء، ولایکون التّمکین إلا بعد المحنة، فإذا امتحن صبر ، وإذاصبر مکّن، وفی هذا الصّدد یقول عن الصّبر:

۱ صَبْـراً جَـمِیلاً مَـا أَقْـرَبَ الفَـرَجَا — مَنْ رَاقَبَ اللّٰـهَ فِـی الْأُمُورِ نَجَا

صبر جمیل اختیار کر کشادگی بہت قریب ہے — جسنے اپنے کاموں میں اللہ تعالی پر نظر رکھی وہ کامیاب ہوگیا

۲ مَـنْ صَـدَقَ اللّٰـهَ لَـمْ یَـنَلْـهُ اَذیٰ — وَمَـنْ رَجَـاهُ یَـکُونُ حَیْـثُ رَجَـا

جسکا تعلق مع اللہ سچا ہوگیا اسے کوئی گزند نہیں پہونچیگی — اور جو اللہ سے امید رکھیگا تو امید کے مطابق اللہ کو پائیگا

تشریح : صبر اللہ تعالیٰ کا قرب، معیت اور اجر وثواب کے حصول کا بہترین وسیلہ ہے، قرآن کریم میں وارد ہوا ہے " إِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَاب" (الزمر: ۱۰) دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے " وَاسْتَعِیْـنُوا بِاالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْن" (محمد : ۳۱) ایک حدیث شریف کا مضمون ہے "إِنّ عـظم الجزاء مع عظم البلا، وإن الله تعالیٰ إذا أحبّ قوما ابتلا هم، فمن رضی فله الرّضی، ومن سخط فله السّخط" (رواه الترمذی)

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں فرماتے ہیں کہ انسان کو مصیبتوں پر صبر کرنا چاہئے؛ تکلیفیں دائمی نہیں ہوتیں، عسر کے بعد یسر آتا ہی ہے، انسان کو ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا چاہئے۔ جو شخص حق تعالی کے ساتھ اخلاص اور سچائی کا معاملہ رکھتا ہے حق تعالیٰ اسکے ساتھ خیر کا معاملہ فرماتے ہیں، انسان اللہ تعالیٰ سے جیسی امید لگاتا ہے اللہ تعالیٰ کا اسکے ساتھ ایسا ہی برتاو ہوتا ہے، حدیث قدسی ہے "قـال الـلـه عزوجل ، أنا عند ظنّ عبدی بی، وأنا معه حیث یذکرنی، واللّٰه لَلّٰه أفرح بتوبة عبـده من احدکم، یجد ضالّته بالفلاة، ومن تقرّب إلیّ شبرا تقربت إلیه ذراعا، ومن تقرّب إلیّ ذراعا، تقربت إلیه باعا، وإذا أقبل إلیّ یمشی، أقبلت إلیه اهرول" (متفق علیه)

۱۔ الفَرُجُ: فَرَجَ(ض) فَرْجاً وَفَرَّجَ ، الشیئ، کھولنا، کشادہ کرنا ،اللّٰه الغَمَّ عَنهُ، غم کو دور کرنا۔
رَاقَبَ: رَقَبَ (ن) رُقُوباً وَرَاقَبَهُ، نگہبانی کرنا، نگرانی کرنا، انتظار کرنا، رَاقَبَ اللّٰه فی أَمْرِهِ، خدا سے ڈرنا۔

قَافِيَةُ الحَاءِ

اَلسُّکُوتُ خَيْرٌ مِنَ الإِجَابَةِ

قال الإمام الشافعیؒ ،إستعینوا علی الکلام بالصّمت، وعلی الإستنباط بالفکر، وفی هذا یقول:

١ قَالُوا سَکَتَّ قَدْ خُوصِمْتَ قُلْتُ لَهُمْ ۔۔۔ إِنَّ الْجَوَابَ لِبَابِ الشَّرِّ مِفْتَاحُ

دوستوں نے کہا کہ آپ معترضین کو جواب کیوں نہیں دیتے ہیں تو میں نے کہا ۔۔۔ کبھی کبھی جواب شر کے باب کی چابی بن جاتا ہے

٢ وَالصَّمْتُ عَنْ جَاهِلٍ اَوْاَحْمَقٍ شَرَفٌ ۔۔۔ وَفِيهِ أَيْضاً لِصَونِ العِرْضِ إِصْلَاحُ

جاھل احمق کے جواب میں چپ رہنا شرافت ہے ۔۔۔ اور سکوت ہی ناموس کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے

٣ أَمَا تَرٰی الأُسْدُ تُخْشٰی وَهِيَ صَامِتَةٌ ۔۔۔ وَالْکَلْبُ يُخْسٰی لَعُمْرِی وَهُوَ نَبَّاحُ

کیا تو نہیں دیکھتا کہ شیر چپ رہتا ہے تو بھی اس سے ڈراجاتا ہے ۔۔۔ اور کُتاّ بھونکتا ہے تو بھی اسے پتّھر مارے جاتے ہیں

تشریح : جاہل آدمی بوجہ اپنی جہالت وکم فہمی کے اور جھگڑالو آدمی بسبب اپنے عناد وسرکشی کے لاحاصل بحثیں، طعن وتشنیع؛ سب شتم اور بہتان وافترا میں ہر وقت مشغول رہتا ہے، نرم گفتگو؛ جدال اُحسن اور افہام وتفہیم کی ساری کوششیں اسکی نادانی وہٹ دھرمی کے سامنے بے سود ثابت ہوتی ہے، مکہ مکرمہ کے جاہل اور اہل کتاب کے ہٹ دہرم اور انکے ساتھ کی گئی افہام وتفہیم کی جملہ کوششوں کی ناکامی اسکی بہترین مثال ہے۔ ایسے ہی مواقع کے لئے قرآن کریم نے ہدایت فرمائی ہے ''وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِيْن'' (الاعراف : ١٩٩) ⇦

١۔**خُوصِمْتَ :** خَاصَمَ مُخَاصَمَةً سے مجہول، نزاع کرنا، جھگڑا کرنا، الخَصِم، ج، اَخْصَامٌ وخَصِمُونَ، جھگڑالو، مخالف، مدّ مقابل۔

٣۔**يُخسٰی:** خَسَأَ (ف) خَسَاءً، الکلب، کتے کو دھتکارنا، وخَسِیَ (س) خَسأً وانْخَسَاءً، الکَلْبَ، دور ہونا دھتکارا جانا، خَاسَأَ مُخَاسَأَةً ،القَوْمَ، ایک دوسرے کو پتھر مارنا، خَسأً و خُسُوعاً، البصرُ، نظر کا تھکنا، کمزور ہونا۔

نبَّاحُ : نَبَحَ (ف،ض) نَبحاً وَنُبُوحاً ونَبِيحاً، الکَلْبَ، کتے کا بھونکنا، صفت، نَابِحٌ، ج، نَوابِحٌ ونُبَّحٌ.

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش   نآمیختہ چوں شکر شیر باش

امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں ایسے ہی جاہل وضدی آدمیوں سے نمٹنے کا اسلامی طریقہ سمجھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ، کبھی کبھی گفتگو کے بجائے خاموشی انسان کی عزت وناموس کی بہترین محافظ اور باب شر کو بند کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے اور سکوت اختیار کرنے والے کا مقام بڑھاتی ہے۔ لوگ بکواس کرنے والے جاہل کو کتّے کی طرح بھونکتے رہنے والے اور خاموش رہنے والے کو شیر کی طرح بولے بغیر اپنا رعب ووقار قائم کرنے والے کا مقام دیتے ہیں۔آپ ﷺ کا سکوت وکلام کے مقامات کی تعیین کرنے والا ایک جامع ارشاد ہے ’’الوحدۃ خیر من جلیس السوء، والجلیس الصّالح خیر من الوحدۃ ، واملاء الخیر خیر من السّکوت، والسّکوت خیر من املاء الشّر ‘‘ (رواہ البیھقی فی شعب الإیمان) دوسری جگہ ارشاد ہے ’’ مقام الرّجل بالصّمت أفضل من عبادۃ ستّین سنۃ ‘‘ (رواہ البیھقی فی شعب الإیمان)

مَعَاذَ اللّٰه

جاء فی معجم الأدباء لیاقوت الحموی قوله: حدّث الرّبیع بن سلیمان قال کنّا عندالشافعیؒ، إذ جاءه رجل برُقعة، فنظر فیهاوتبسّم، ثمّ کتب فیها ودفعها إلیه، فقلنا یُسأل الشافعیؒ عن مسئلة لاننظر فیها جوابه؟ فلحقناالرجل، وأخذنا الرّقعة فقرأناها وإذا فیها :

۱ سَلِ المُفتِیَ المَکِّیَّ هَلْ فِی تَزَاوُرِ وَضَمَّةِ مُشْتَاقِ الفُؤَادِ جُنَاحُ

مفتی مکہ سے میرا سوال یہ ہیکہ کسی عاشق کے لئے اپنے محبوب کو سینے سے لگانے اور بوس وکنار میں کوئی حرج ہے

قال ،وإذا إجابة أسفل من ذلک :

۲ اَقُوْلُ مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ یُذْهِبَ التُّقٰی تَلاَصُقُ أَکْبَادٍ بِهِنَّ جِرَاحُ

میں نے جوابا کہا، اللہ بچائے کہیں زخمی دلوں کا آپس میں ملنا تقوی کوختم نہ کردے

قال الرَّبیع، فأنکرت علی الشافعیؒ أن یفتی لحدیث بمثل هذا، فقلت یا أبا عبد الله ... تفتی بمثل هذا شاباً؟ فقال لی، یا أبا محمد ... هذا رجل هاشمیّ، قد عرّس هذا الشهر ، یعنی شهر رمضان ، وهو حدث السنّ ،فَسَأَلَ هل علیه جناح أن یقبّل أو یضمّ من غیر وطأٍ، فأفتیته بهذا الفتیا، قال الرّبیع، فتبعت الشّاب، فسألته عن حاله، فذکر لی أنّه مثل ماقال الشّافعیؒ، فمارأیت فراسة أحسن منها.

تشریح : مذکورہ واقعہ سے بزرگان دین اوراللہ والوں کی فراست وحکمت سمجھ میں آرہی ہے؛ ساتھ ہی یہ امام شافعیؒ جیسے امام فقہ کی شان کوزیب دینے والی معاملہ فہمی اوراحوال الناس سے واقفیت کی بھی عمدہ مثال ہے، اورکیوں نہ ہو؟ جبکہ حدیث شریف میں مؤمن کامل کی فراست کواسطرح بیان کیا گیا ہے۔

"إتّقوا فراسة المؤمن، فأنّه ینظر بنور الله" (رواه الترمذی)

امام شافعیؒ کی فراست کے ایسے اوربھی واقعات سیرت وسوانح کی کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں، دلچسپی کے لئے یہاں خودامام شافعیؒ کا بیان کردہ ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔ ⇦

۱۔ **تَزَاوُر:** تَزَاوَرَ القوم ، ایک دوسرے کی ملاقات کوجانا۔

مُشْتَاقٌ: إِشْتَاقَهُ واشْتَاقَ إِلَیهِ، بہت چاہنا، سخت خواہش، بڑی آرزو۔

۲۔ **أَکْبَادٌ:** الکَبْدُ والکِبْدُ والکَبِدُ، جگر، کلیجہ، مذکر، مؤنث، ج، أکبادٌ وکَبُودٌ.

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں علم فراست سیکھ کر اپنے گھر لوٹ رہا تھا کہ شام ہوگئی اور ایک بستی میں رکنے کا ارادہ کیا؛ مگر یہ فکر ہوئی کہ اجنبی بستی ہے کس کے گھر ٹھہریں؟ ایک شخص سے ملاقات ہوئی اسکی آنکھیں کیری تھیں؛ شکل سے ہی اندازہ کیا کہ یہ شخص کمینہ ہے، سوچا اس سے پوچھ تو لیں کہ یہاں کہیں ٹھہرنے کا انتظام ہو سکے گا؟ اس سے معلوم کیا تو وہ مجھے اپنے گھر لے گیا، اور بڑا اکرام کیا۔ کھانا کھلایا؛ خوشبو پیش کی؛ میری سواری کے لئے چارہ کا انتظام کیا؛ سونے کے لئے چارپائی لگائی؛ اس پر لحاف ڈالا؛ اس کی جانب سے اس قدر اکرام اور آؤ بھگت اور آرام کا انتظام کرنے پر سکون کی نیند سو جانا چاہئے تھا مگر میں رات بھر یہ سوچتے ہوئے کروٹیں بدلتا رہا کہ میرا علم فراست سیکھنا فضول رہا، چونکہ میں نے اسے کمینہ سمجھا تھا اسکے برعکس وہ بڑا خوش اخلاق اور نیک خصلت نکلا۔ میری محنت اور اس علم کے حصول کے لئے صرف کیا ہوا وقت ضائع ہوگیا؛ یہ علم ناقابل اعتبار ہے۔ بمشکل جب صبح ہوئی تو اپنے غلام سے کہا گھوڑے پر زین کس لو اور چلے چلو؛ روانگی سے پہلے مالک مکان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کبھی مکہ مکرمہ آؤ تو مقامِ ذی طُویٰ میں محمد بن ادریس کا پتہ معلوم کر لینا، اس نے کہا کیوں؟ کیا میں تیرے باپ کا غلام ہوں؟ میں نے کہا نہیں تو! اس نے کہا کیا تمہارا کوئی مال میرے پاس جمع رکھا تھا؟ میں کہا ایسا تو نہیں ہے! اس نے کہا میں نے تمہارے لئے رات آرام کا انتظام کیا وہ کہاں سے کیا؟ میں نے پوچھا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا میں نے تمہارے لئے دو درہم کا کھانا خریدا؛ تین درہم کی خوشبو خریدی؛ گھوڑے کے لئے دو درہم کا چارہ خریدا؛ چارپائی اور لحاف کا کرایہ دو درہم ہوتا ہے۔ میں نے غلام سے کہا اس کا سارا حساب چکا دو۔ پھر اس سے پوچھا اور بھی کچھ باقی ہو تو بتلا دو۔ اس نے کہا میرے گھر کا کرایہ؟ رات تمہارے لئے کشادگی کا انتظام کیا اور میں نے تنگی میں بسر کی؛ اور رات بھر تمہارے گھوڑے نے لید کی اس کی صفائی کا معاوضہ؟ میں نے کہا یہ حساب بھی چکا دو۔ پھر پوچھا اب بھی کچھ باقی ہے؟ اس نے کہا خدا تمہیں ذلیل کرے تم سے زیادہ برا انسان مجھے آج تک نہیں ملا۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ میرا علم ضائع نہ ہوا، میرا اندازہ صحیح ثابت ہوا کہ یہ کمینہ شخص ہے۔ (تذکرہ سیدنا امام شافعیؒ صفحہ:۱۲۸)

قَاسٍ وَ جَہُولٌ

۱ فَقِیہاً وَصُوفِیاً فَکُنْ لَیْسَ وَاحِداً — فَإِنِّی وَحَقَّ اللّٰہِ إِیَّاکَ اَنْصَحُ

فقیہ اور صوفی دونوں بن صرف ایک نہیں — میں اللہ تجکو یہ نصیحت کرر ہاہوں

۲ فَذٰلِکَ قَاسٍ لَمْ یَذُقْ قَلْبُہُ تُقٰی — وَھٰذَا جَہُولٌ کَیْفَ ذُوالجَہْلِ یَصْلُحُ

خالص فقیہ سخت دل ہوتا ہے کیونکہ اسکے دل نے تقوی کا مزہ نہیں چکھا — اور خالص صوفی جہالت کے ساتھ کیسے اصلاح کرسکتا ہے؟

تشریح: علم وعمل کا ناطہ چولی دامن اور جان وتن کا ہے،علم عمل کوآواز دیتا ہے جواب ملنے پرٹھہرتا ہے ورنہ وہ بھی رخصت ہوجاتا ہے، پھرعلم وعمل کی جامعیت ہی عنداللہ مقبول ومحبوب ہے، ملائکہ اور جنات کے بیچ انسان نامی تیسری مخلوق پیدا کرکے؛ زمین کی خلافت حوالے کرنیکا راز بھی اسکی یہی جامعیت ہے، کیونکہ نراعلم اگرفخر وغرور پیدا کرتا ہے تو نری جہالت انسان کوپھسلنے اور بھکنے سے نہیں روک سکتی، جاہل عابد جسطرح معرفت خداوندی کی اصلی منزل تک نہیں پہونچ سکتا؛بے عمل عالم بھی خوف وخشیت کے مطلوبہ منازل میں قدم نہیں رکھ سکتا۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اسی نقطہ کوسمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ عالم باعمل بنے تاکہ مقصدزندگی میں کامیابی حاصل کرسکے،ورنہ وہ عالم جسکا دل تقوی آشنا نہ ہو؛ خلافت کی ذمہ داری امانت داری سے ادانہیں کرسکتا اور وہ صوفی جو جاہل ہو؛حکمت وموعظت کے ساتھ دوسروں کوتصوف کے منازل طےنہیں کرواسکتا،گویاانسان کی فضیلت اسی میں مضمر ہے کہ وہ خداترس عالم بنکر نیابت خداوندی کامکمل حق اداکرے۔

۱۔ **فَقِیہاً:** الفِقہُ و الفَقہُ و الفَقِیہُ، بہت سمجھدار، ذکی، عالم،علم وفقہ جاننے والا، ج، فُقَہَاءُ.

۲۔ **قَاسٍ:** قَسَا یَقْسُوا قَسْوَۃً، سخت ہونا،ٹھوس ہونا، فا،قاسٍ، ج، قُسَاۃٌ.

الجَہُولُ: ناتجربہ کار، جاہل،ج، جُہَلاَءُ.

أَحۡسَنُ بِالۡإِنۡسَانِ

۱ أُقۡسِمُ بِاللّٰہِ لَرَضۡخُ النَّوٰی — وَشُرۡبُ مَاءِ الۡقُلۡبِ الۡمَالِحَۃُ

قسم خدائے پاک کی گھٹلیاں توڑنا — اور کھارے کنویں کا پانی پینا

۲ أَحۡسَنُ بِالۡإِنۡسَانِ مِنۡ حِرۡصِہٖ — وَمِنۡ سُؤَالِ الۡأَوۡجُہِ الۡکَالِحَۃُ

بہتر ہے اس بات سے کہ انسان حرص کرے — اور کمینے ترش روانسانوں سے سوال کرتا پھرے

تشریح : حدیث شریف میں آتا ہے سوال کرنے میں ذلت ورسوائی ہے، بُلا کردینے والے قادر مطلق آقا کے سامنے حاجت پیش کرنے کے بجائے؛ محتاج انسانوں کے سامنے دست سوال پھیلانا؛ حق تعالیٰ کو حاجت روا اور مشکل کشا ماننے کے منافی ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ”لأن یأخذ أحدکم أحبلۃ، ثم یأتی الجبل،فیأتی بحزمۃ من حطب علی ظھرہ،فیبیعھا، فیکفّ اللّٰہ بھا وجھہ، خیر لہ، من أن یسئل النّاس، اعطوہ أو منعوہ“ (رواہ البخاری)

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اسی مفہوم کو ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مشقت دہ عمل کر کے روزی حاصل کرنا اورضیق عیش پر صبر کر لینا بہتر ہے اس بات سے کہ آدمی کمینوں کے سامنے دست سوال پھیلائے ؛حرص وامل کا مظاہرہ کرے اورحق تعالیٰ کی صفت رزاقیت پر توکل چھوڑ کر؛ دردر کی ٹھوکریں کھانے لگے۔

انبیاء کرام (علیھم الصلوۃ والسلام) ہاتھ کی کمائی پرگذارہ فرماتے تھے۔حدیث شریف میں آتا ہے،حلال کمائی کی طلب ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ ہے۔قرآن کریم میں ہے ” فَأِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانۡتَشِرُوا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ“ (الجمعۃ:۱۰)

۱۔ **الرَّضۡخُ:** رَضَخَ (ف،ض)رَضۡخاً، النَّوَی أو الحَصٰی، توڑنا،کہا جاتا ہے،رَضَخَ لَہُ مِنۡ مَالِہٖ رَضۡخَۃً، اسنے اپنے کثیر مال سےتھوڑا سا دیا. **الۡقُلۡبُ:** الۡقَلِیۡبُ، کنواں، پرانا کنواں، مذکر ہے اور کبھی مؤنث، ج،قُلۡبٌ وُقُلُبٌ واَقۡلِبَۃٌ.

۲۔ **الکَالِحَۃُ:** کَلَحَ (ف) کُلُوحاً و کُلاحاً، وَجۡھَہُ، تیوری چڑھا ہوا ہونا،صفت، کَالِحٌ.

قَافِیَۃُ الدَّالِ

هُوَ الرَّدِی

۱ تَمَنّٰی رِجَالٌ اَنْ أَمُوتَ وَإِنْ أَمُتْ فَتِلْکَ سَبِیْلٌ لَسْتُ فِیہِ بِأَوحَدِ

کچھ لوگ میری موت کی تمنا کرتے ہیں حالانکہ یہ وہ راستہ ہے جس پر مجھے اکیلے کو چلنا نہیں ہے

۲ فَمَا عَیْشُ مَنْ یَرْجُو هَلاکِي بِضَائِرِي وَلا مَوْتُ مَنْ قَدْ مَاتَ قَبْلِی بِمُخلِدِی

نہ تو میری ھلاکت چاہنے والوں کی زندگی مجھے نقصان پہونچاسکتی ہے اور نہ ہی مجھ سے پہلے مرنے والوں کی موت مجھے حیات ابدی دے سکتی ہے

۳ لَعَلَّ الَّذِی یَرْجُو فَنَائِی وَیَدَّعِي بِهِ قَبْلَ مَوْتِی أَنْ یَکُونَ هُوَ الرَّدِی

شاید وہ آدمی جو میری موت کا خواہاں اور کوشاں ہے میری وفات سے قبل وہ خود ہی ہلاک ہوجائے۔

تشریح : اسلام امن واسلامتی کا مذہب ہے، اسلام وایمان کے مادے ہی میں امن وسلامتی کا پیغام مخفی ہے، حدیث شریف میں مسلمان کا وصف اسطرح بیان کیا گیا ہے" المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده " (متفق علیه) اورمسلمانوں کوایذا پہونچانے والے کوقرآن کریم نے اسطرح تنبیہ فرمائی ہے" وَالَّذِینَ یُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَااکْتَسَبُو فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَاِثْمًا مُبِیْنًا" (الاحزاب : ۵۸)

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں مؤمن کوستانے والے حتی کہ مارے حسد کے اسکی موت کی کوشش یا تمنا کرنے والے کوبطور نصیحت فرمارہے ہیں کہ تیرا کسی کی موت کی تمنا کرنا، ⇦

۱۔ **أُوحَدِ:** اکیلا، وحدانیت والا، هو أحد اهل زمانه، وہ اپنے زمانے میں بے نظیر ہے، ج، اُحْدَان، لَست فی هذا الأمر بأوحَدِ، میں اس کام میں اکیلا نہیں ہوں۔

۲۔ **مُخْلِدِی :** خَلَدَ(ن) خُلُوداً، ہمیشہ رھنا۔ خَلْداً وخُلُوداً، زیادہ عمر ہونے کے باوجود بڑھاپا ظاھر نہ ہونا۔صفت،خَالِدٌ،مُخْلَدٌ، مُخْلِدٌ، مُخَلَّدٌ، خَلَّدَ واَخْلَدَ،ہٗ، ہمیشہ کے لئے رکھنا۔ الخُلد،ہمیشگی،دوام،بقا۔

۳۔ **الرَّدِی :** رَدِیَ (س) رَدیً ،ہلاک ہونا،گرنا ، رَدّی، الرَّجُل، ہلاک کرنا، ہٗ، فی البِئرِ وتَرَدّی، فی البِئرِ، کنویں میں گرانا۔

تقسیم نعمتہائے الٰہی وتقدیر خداوندی پر اعتراض ہے جسکا بندہ ہونے کے ناطے تجھے کوئی حق نہیں پہونچتا، بلکہ تیری یہ بے جا خواہش اور گندی فکر ممکن ہے تیرے لئے نقصان دہ ثابت ہو اور اسکی ہلاکتی سے پہلے وہ تجھے ھلاک کردے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں " أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتَاهُمُ مِنْ فَضْلِهِ " (النساء : ۵۴) اسلئے مؤمن کو حتی الامکان ایسے خیالات سے بچنا چاہئے اور مؤمن بھائی کے ساتھ اسطرح پیش آنا چاہئے جس طرح آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہے، آپ ﷺ نے مؤمن کے ساتھ برتاؤ کے آداب اسطرح بیان فرمائے ہیں" لا تباغضوا، ولاتحاسدوا، ولا تدابروا، ولا تقاطعوا، وكونوا عباد الله إخوانا، ولا يحلّ لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلث" (متفق عليه)

لَمْ أَرَ غَیْرَ شَامِتٍ

۱ وَلَمَّا أَتَیْتُ النّاسَ أَطْلُبُ عِنْدَهُمْ — أَخَا ثِقَةٍ عِنْدَ ابْتِلاءِ الشَّدَائِدِ

جب میں لوگوں کے درمیان کوئی ایسا دوست تلاش کرنے گیا — جس سے شدائد پیش آنے پر مدد کی امید کی جاسکتی

۲ تَقَلَّبْتُ فِي دَهْرِیْ رَخَاءً وشِدَّةً — وَنَادَیْتُ فِی الأَحْیَاءِ هَلْ مِنْ مُسَاعِدٍ

میں راحت وتکلیف کے دنوں میں خوب گھوما — اور گلی کوچوں میں آواز لگائی کہ ہے کوئی مدد کرنے والا؟

۳ فَلَمْ أَرَ فِیْمَا سَاءَ نِي غَیْرَ شَامِتٍ — وَلَمْ أَرَ فِیْمَا سَرَّنِي غَیْرَ حَاسِدٍ

مگر میں نے تکلیفوں پر ہنسنے والوں اور خوشیوں میں — حسد کرنے والوں کے علاوہ کوئی اور نہیں پایا

تشریح : وفاداری اورامانت داری ایمان کی لازمی صفتیں ہیں اور جسمیں یہ صفتیں نایاب یا کمیاب ہوتی ہیں بفحوائے حدیث اسمیں اتنا حصہ نفاق کا ہے، حدیث شریف کا مضمون ہے " لا إیمان لمن لا أمانة له، ولا دین لمن لاعهد له" (رواه البیهقی فی شعب الإیمان) آنخضرت ﷺ کو کفار مکہؐ کی جانب سے امین وصادق کا لقب ملنا، امت کو غیروں کے ساتھ بھی ان اوصاف سے پیش آنے کی دعوت دیتا ہے، مگر افسوس کہ اُن اوصاف کے حامل لوگ اب دنیا سے ناپید ہوتے جارہے ہیں۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اسی کمی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے خوشی اور غمی میں دوستوں کا جائزہ لیا تو راحت میں جلنے والے اور تکلیف میں خوش ہونے والوں کے علاوہ کوئی ایک بھی ایسا مخلص، دوست نہیں پایا جو میرے ساتھ اخلاص ووفا کا برتاؤ کرتا، ⇦

۱۔ أخا ثِقَةٍ: وَثَقَ (ض) ثِقَةً ووُثُوقاً ومَوْثِقاً، بفُلانٍ، اعتبار کرنا، بھروسہ کرنا، صفت، فا، وَاثِقٌ، صفت مفع، مَوْثُوقٌ، أخا ثِقَةٍ، بھروسہ مند، ذُو ثِقَةٍ، بہادر۔

۲۔ الرَّخَاء: سعة العیش وحسن الحال، وفی الحدیث الشریف، "تعرَّف إلی الله فی الرّخاء یعرفک فی الشِّدَّةِ ."

۳۔ شَامِتٍ: شَمِتَ (س) شَمَاتاً وَ شَمَاتَةً، بفُلاَنٍ، کسی کی مصیبت پر خوش ہونا، صفت، فا، شَامِتٍ، ج، شُمّاتٍ، صفت مفع، مَشْمُوتٌ، بِهِ.

جو میری خوشی میں خوش اور میرے غم میں غمگین ہوتا، تغیّر ناس (لوگوں کے بدل جانے) کی اس کیفیت کو احادیث میں مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے، ایک حدیث میں ہے "إنّما النّاس کالابل المأ ۃ، لاتکاد تجدفیها راحلة" (متفق علیه) دوسری ایک روایت میں ہے "یذهب الصّالحون الأول فالأول، وتبقی حفالة، کحفالة الشّعیر أوالتّمر، لا یبالیهم اللّه بالة" (رواہ البخاری) گویا امام علیہ الرحمۃ بے وفا دوستوں اور بے دین لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے اور دینی امور میں معاون بننے والے مخلص اوفیاء کو دوست بنانے کی نصیحت فرماتے ہیں۔

اِخْتِیَارُ الأَصْدِقَاءِ

قال الإمام الشافعیؒ ،لیس إلی السلامة من النّاس سبیل، فانظر الذی فیه صلاحک فالزمه:

١ إِنِّی صَحِبْتُ النَّاسَ مَالَهُم عَدَدٌ — وَکُنْتُ أَحْسَبُ أَنِّی قَدْمَلَئْتُ یَدِی

میں نے بے شمار لوگوں کی صحبت اختیار کی — اور میں یہ سمجھتا رہا کہ میں نے انکا اعتماد حاصل کرلیا

٢ لَمَّا بَلَوْتُ أَخِلَّائِي فَوَجَدْتُّهُمْ — کَالدَّهْرِفِی الغَدْرِ لَمْ یُبْقُوا عَلَی أَحَدِ

جب میں نے دوستوں کو آزمایا تو دھوکہ دہی میں — مثل زمانہ پایا جنہوں نے کسی کو نہیں بخشا

٣ إِنْ غِبْتُ عَنْهُمْ فَشَرُّ النَّاسِ یَشْتِمُنِی — وَإِنْ مَرِضْتُ فَخَیْرُ النّاسِ لَمْ یَعُدِ

میری عدم موجوگی میں شریروں نے مجھے برا بھلا کہا — اور بیماری میں اچھے لوگوں نے بھی میری عیادت نہیں کی

٤ وَإِنْ رَأَوْنِی بِخَیْرٍسَاءَ هُمْ فَرْحِي — وَإِنْ رَأَوْنِي بِشَرٍّ سَرَّهُمْ نَکِدِي

جب انہوں نے مجھے خوش دیکھا تو وہ ناراض ہوئے — اور جب مجھے کوئی غم لاحق ہوا تو میرے غم نے انہیں خوش کردیا

تشریح: فرماتے ہیں کہ میں نے بڑی تعداد دوستوں کے ساتھ صحبت اختیار کی اور انکو میں قابل وثوق سمجھتا رہا، مگر جب آزمائش کا وقت آیا تو انکو زمانہ کی طرح بے وفا پایا، ان میں سے بعض تو ایسی بڑی خصلت والے تھے کہ میری غیر حاضری میں مجھے بڑا بھلا کہتے رہے اور ان میں جو بھلے نظر آرہے تھے وہ بھی بیماری میں بیمار پرسی کے لئے نہیں آئے ،اگر مجھے اچھی حالت اور خوش عیشی میں دیکھتے ہیں تو ان کو یہ بات ناگوار گذرتی ہے اور اگر کبھی میری مصیبت اور تکلیف کو دیکھتے ہیں تو ان کو بڑی مسرت ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں صحیح ہمدرد اور باوفا دوست بہت کم ہیں، دوستی کے دم بھرنے والوں کی کمی نہیں مگر ان میں مخلص خال خال ہی ہوتے ہیں۔

سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب ترجمانی کی ہے۔

دوست آن باشد کہ گیر ددست دوست — در پریشان حالی و درماندگی

١۔ **مَلَئْتُ یَدِی:** مَلأَہُ،(ن) مَلْأً و مِلاءَةً،بھرنا، عَلَی الأَمْرِ، کسی کی مدد کرنا، یہاں اعتماد و وثوق حاصل کرنے سے کنایہ ہے۔ ٢۔ **أخِلَّائِی:** والخُلَّانُ، الخَلِیلُ کی جمع، خالص دوست۔

٣۔ **یَعُد:** عَادَ ،یَعُودُ، عَوْداً وعِیادَةً، المَرِیْضَ، بیمار پرسی کرنا،صفت فا،عائدٌ، ج،عُوَّادٌ،صفت مفع، مَعُودٌ.

٤۔ **نَکِدِی:** نَکِدَ(س) نَکَداً، العیش، گزران کا تنگ ہونا. نَکِدَتِ البِئْرُ، کنویں کا پانی کم ہونا.

حُبُّ الوَلِیِّ

١ قَالُوا تَرَفَّضتَ قُلتُ کَلَّا مَا الرَّفضُ دِینِی وَلاَ اعتِقَادِي

لوگوں نے الزام لگایا کہ تو رافضی ہوگیا — میں نے کہا ہرگز نہیں رفض میرا دین واعتقاد نہیں ہے

٢ لٰکِن تَوَلَّیتُ غَیرَ شَکٍّ خَیرَ إِمَامٍ وَخَیرَ هَادِي

ہاں مگر اسمیں کوئی شک نہیں کہ میں نے اپنا محبوب بنایا ہے — ایک اچھے پیشوا اور بہتر راہنما کو

٣ إِن کَانَ حُبُّ الوَلِیِّ رَفضاً فَإِنَّ رَفضِي إِلَی العِبَادِ

اگر اللہ کے کس ولی سے محبت کرنا رفض ہے — تو بے شک ایسی غلط نسبت کی ذمہ داری لوگوں پر ہے

تشریح : آپ ﷺ محسن انسانیت ہیں، محبوب خدا ہیں؛ آپ ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے؛ امت پر آپ ﷺ کا عظیم احسان ہے؛ زندگی بھر آپ ﷺ نے امت کی فکر فرمائی اور پل صراط اور دیگر اہم مقامات پر بھی آپ ﷺ ''یا ربّی اُمّتی یا ربّی اُمّتی'' فرماتے رہینگے۔ آپ ﷺ کی ذات سے جملہ امتوں کو شفاعت کبریٰ اور امت محمدیہ کو خصوصی شفاعتیں حاصل ہونگی، یہ اور دیگر ان گنت احسانات ایسے ہیں جو صرف اور صرف آپ ﷺ کی ذات بابرکت سے امت کو حاصل ہوئے اور ہوتے رہینگے، ان اسباب وعوامل کی وجہ سے محسن اعظم ﷺ اور آپکی آل سے امت کا بے انتہا لگاؤ اور محبت کا ہونا برمحل اور قرین قیاس ہے، پھر خود آپ ﷺ نے بھی ایک مؤمن کو اسوقت تک کامل مؤمن کی فہرست میں شامل نہیں فرمایا ⇦

١۔ تَرَفَّضتَ : رَفَضَ (ن،ض) رَفضاً، الشيئَ، پھینکنا، چھوڑنا، ومِنهُ الرَّافِضَةُ، لڑائی میں اپنے پیشوا ورھنما کو چھوڑنے والا گروہ، ج، رَوَافِضُ، اسی سے یہ قول ہے'' لاَ خَیرَ فِی الرَّوَافِضِ ''، شیعوں کی ایک جماعت، نسبت کے لئے، رافِضِیٌّ.

٢۔ تَوَلَّیتُ: وَلَّی تَولِیَةً، فُلاَنا الأَمرِ، حاکم مقرر کرنا، انتظام سپرد کرنا، تَوَلَّیتُ، اِعتَنَفتُ.

٣۔ الوَلِیُّ: قریب، محبت کرنے والا، دوست، مددگار، حلیف، داماد، ج، أَولِیَاءُ. اللّٰهِ وَلِیُّکَ، اللہ تیرا محافظ ہے۔ المُؤمِنُ وَلِیُّ اللّٰهِ، مؤمن اللہ کا مطیع ہے۔ وَلِیُّ العهد، تخت کا وارث. وَلِیُّ الیَتِیمِ، یتیم کا وارث۔

جب تک اسکے دل میں آپ ﷺ کی محبت والد، ولد اور جملہ لوگوں سے زیادہ نہ ہو، اس ارشاد میں ضمنا آل رسول ﷺ کی محبت بھی شامل ہوگئی کیونکہ محبت، مُحبّ سے محبوب کے محبوب کی محبت کا بھی تقاضہ کرتی ہے۔
متنبّی کہتا ہے:

وإنّی وإن کـــان الـدّفیـن حبیبُــه　　　　حبیبٌ إلی قلبی حبیبُ حبیبی

ان احکامات وفضائل کے سبب ہر دور میں امت کے برگزیدہ بندوں نے رسول ﷺ اور آل رسول ﷺ سے بے پایاں محبت کا اظہار فرمایا اور عشق رسول ﷺ کے تقاضوں کو شریعت کی حد میں رہ کر خوب پورا کیا۔

''دوسری جانب'' تاریخ شاہد ہیکہ ہرزمانے میں باطل فرقوں اوراسکے سرغنوں نے علماء ربّانیین سے امت کی عقیدت ختم کرنے اور انکا اثر ورسوخ وحلقۂ ارادت کم کرنے کی غرض سے؛ انکی جانب؛ انکے شان رسالت میں عقیدت ومحبت بھرے الفاظ میں کتر بیونت کرکے رفض وتشیّع کی غلط نسبت کی، امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں ایسے حضرات کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں نے حبّ رسول ﷺ وحبّ آل رسول میں جادۂ استقامت کو نہیں چھوڑا اور افراط وتفریط سے پاک حد اعتدال ہی پر باقی رہا، مگر پھر بھی میری جانب کوئی رفض کی نسبت کرتا ہے تو وہ خود اسکا ذمہ دار ہے اور میں اس سے بری ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر چیز کا مبنی بر انصاف فیصلہ ہونے والا ہے اور وہ علیمٌ بذات الصدور ہے۔

کَمْ ضَاحِکٍ

۱ وَمُتْعَبِ العَیْشِ مُرْتَاحاً إِلٰی بَلَدٍ وَالمَوْتُ یَطْلُبُهُ مِنْ ذٰلِکَ البَلَدِ

زندگی سے تھکا ہارا انسان راحت کے لئے اپنے شہر پہونچتا ہے اور موت اسی شہر میں اسکو تلاش کر رہی ہوتی ہے

۲ کَمْ ضَاحِکٍ وَالمَنَایَا فَوْقَ هَامَتِهِ لَوْ کَانَ یَعْلَمُ غَیْباً مَاتَ مِنْ کَمَدِ

بہت سے ہنسنے والوں کے سر پر موت منڈلا رہی ہوتی ہے اگر انہیں آنے والی موت کا یقینی علم ہوتا تو مارے غم کے مرجاتے

۳ مَنْ کَانَ لَمْ یُؤْتَ عِلْماً فِی بَقَاءِ غَدٍ مَاذَا تَفَکُّرُهُ فِی رِزْقِ بَعْدَ غَدِ

جو شخص کل تک زندہ رہنے کا علم نہیں رکھتا وہ پرسوں کی روزی کی فکر میں کیوں پڑا ہے

تشریح: دنیا دار الامتحان ہے، آخرت دار الجزاء ہے، عقلمند آدمی وہ ہے جو اس امتحان گاہ میں محنت کر کے کامیابی کا مستحق بن جائے، حدیث شریف میں آتا ہے " الکیّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت" (رواه الترمذی) پھر اس دار فانی میں انسان کو کتنا رہنا ہے یہ بھی متعین نہیں! دار فانی سے دار باقی کی طرف رخصتی کا خطرہ ہر وقت لگا ہوا ہے، موت کسی بھی پل آکر زندگی کا چراغ گل کر سکتی ہے، مزید برآں موت ایسی اٹل حقیقت ہے جسکا انکار آج تک نہ کوئی کر سکا نہ کر سکتا ہے، جس سے آج تک نہ کوئی بچ سکا؛ نہ بچ سکتا ہے " أینما تکونوا یدرکّکم الموت " (النساء : ۷۸) میں اگر موت کے پنجے سے کسی کو مفر نہیں کا اعلان ہے تو " إذا جاء أجلهم فلا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون" (یونس: ۴۹) اجل ٹالی نہ جانیکی منادی ہے اور " وما تدری نفس بأیّ أرض تموت" (لقمان : ۳۴) زندگی کے اچانک خاتمہ کی اطلاع ہے، موت کی ہر وقت فکر کرنا ایمانی زندگی ہے اور اس سے غافل رہنا مقصد حیات سے غفلت ہے۔ ⇦

۱۔ **مُتعَبِ العَیْشِ:** تَعِبَ (س) تَعَباً، مشقّت میں پڑنا، تھکنا، صفت، تَعِبٌ، مُتعِبُ العَیْشِ، زندگی کا تھکا ھارا.
مُرْتَاحاً: اِرْتَاحَ، خوش ہونا، چست ہونا، اللّٰهُ لَهُ بِرَحْمَتِهِ، اللہ تعالی کا کسی کو بلا ومصیبت سے چھڑانا، صفت، مُرْتَاحٌ.
۲۔ **المَنَایَا:** وَالمَنی ، المَنِیَّةُ کی جمع، موت، المَنی ، قصد، تقدیر الٰہی۔ **هَامَةٌ:** ہر چیز کی چوٹی، سر، قوم کا سردار، ج، هَامَاتٌ، هَامٌ.
کَمَدِ: الکَمْدُ والکَمَدُ والکُمْدَةُ، رنج، سخت غم، کَمِدَ (س) کَمْداً، الرَّجُلُ، رنج وغم سے دل کی بیماری ہونا۔ صفت ، کامِدٌ، کَمِدٌ، کَمِیْدٌ.

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اسی جانب لوگوں کی توجہ مرکوز کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عیش وعشرت میں مشغول ہوکر؛ موت سے غافل ہونے والے اور متاع دنیا کا اسیر ہوکہ عبدالدّینار والدّرہم بننے والے؛ کو موت کی مضبوط گرفت کا دھیان رکھنا چاہیئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ عین غفلت میں روح قبض ہو جائے اور دنیا سے خالی ہاتھ واپس لوٹنا پڑے۔ بہت سے ہنسنے والوں کو سکرات موت نے مغموم کر دیا اور بہت سارے دنیاوی جنّت بنانے والوں کو؛ موت نے انکی جنّت سے محروم کر دیا، دانا وہ ہے جو دھوکے کے گھر کی فکر کرنیکے بجائے بلاتا خیر دائمی دار کی فکر میں لگ جائے اور بقدر کفاف دنیا پر گذارا کرکے؛ ہمیشہ کی راحت کے حصول پر نظر رکھے۔

مجذوب فرماتے ہیں۔

عیش وعشرت کے لئے انساں نہیں — یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت وسستی تجھے شایاں نہیں — بندگی کرتو اگر ناداں نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

يَوْمُ الدُّعَاءِ

جاء فی معجم الأدباء، کان الإمام الشافعیؒ ،یوما من أیّام الحجّ جالسا للنّظر ،فجاء ت امرأة فألقت إليه رقعة فيها:

١ عَفَا اللّٰهُ عَنْ عَبْدٍ اَعَانَ بِدَعْوَةٍ — خَلِيْلَيْنِ كَانَا دَائِمَيْنِ عَلٰی الوُدِّ

اللہ تعالیٰ عافیت بخشے اس بندے کو جو مدد کرے اپنی دعا سے — ان دوستوں کی جو ہمیشہ مودت کے رشتے سے منسلک رہے

٢ إِلٰی أَنْ مَشٰی وَاشِي الهَوٰی بِنَمِيمَةٍ — إِلٰی ذَاکَ مِنْ هٰذَا فَزَالاَ عَنِ العَهْدِ

یہاں تک کہ کچھ بدخواہ چغل خوروں نے ادھر ادھر کی لگائی — تو وہ دونوں اپنی دوستی کے عہد کو نبھا نہ سکے

قال، فبكى الشافعیؒ وقال ليس هذا يوم نظر، هذا يوم دعاء، ولم يزل يقول؛ اللّهم.... اللّهم... حتى تفرّق أصحابه. قال ابن قضيب فی کتابه"حلّ المقال"، ثمّ ذکر الشافعیؒ أنّ هذه الأبيات مجرّبة فی صرف الآفات:

٣ يَا مَنْ تُحَلُّ بِذِكْرِهِ — عُقَدُ النَّوَائِبِ وَالشَّدَائِدُ

اے وہ ذات جسکے مبارک نام کی برکت سے — مشکلات ومصائب سے نجات حاصل کی جاتی ہے

٤ يَا مَنْ إِلَيْهِ المُشْتَكٰی — وَإِلَيْهِ أَمْرُ الخَلْقِ عَائِدُ

اے وہ ذات جو ہم سب کی فریادرس ہے — جسکی طرف کل مخلوق کے امور لوٹتے ہیں

٥ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا — صَمَدٌ تَنَزَّهَ عَنْ مُضَادِدُ

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے مخلوق کو سنبھالنے والے — اے اضداد سے پاک بے نیاز ذات

٢۔ **الوَاشِي:** وَشَی، يَشِی،وَشْياً ووِشَايَةً،بِهِ، چغلخوری کرنا، صفت، الوَاشِی،ج، وَاشُون، وُشَاةٌ.
العَهْدُ: عَهِدَ(س) کا مصدر، وفا، ذمّہ، دوستی، میثاق، شاہی فرمان، ج، عُهُودٌ.
٣۔ **عُقَدُ:** العُقْدَةُ، گرہ، ج، عُقَدٌ، عَقَدَ(ض) عَقْداً، الحَبْلَ، گرہ لگانا، البيع او اليمين بیع یا قسم کو پکا کرنا ،ہ،علی الشیئ، معاہدہ کرنا، لہٗ، ضامن ہونا۔
٤۔ **المُشْتَكٰی:** شَكَا،يَشْكُو، شَكْواً، وشِكَايَةً واشْتَكٰی، اِلَيْهِ، شکایت کرنا۔
٥۔ **الصَّمَدُ:** بلندشان والا، بے نیاز، سردار جسکی طرف مہمات میں رجوع کیا جائے، اَسماء حسنی میں سے ہے۔

٦ أَنْـتَ الـرَّقِيـبُ عَـلَـى العِبَـا دِ وَأَنْـتَ فِـى الْـمَـلَـكُوتِ وَاحِـدُ
آپ ہی بندوں کے نگران ہے — اور آپ ہی اپنی بادشاہی میں یکتا ہیں

٧ أَنْـتَ الْـعَـلِيـمُ بِـمَـا بَـلَيْـ ـتَ بِـهِ وَأَنْـتَ عَـلَيْـهِ شَـاهِـدُ
آپ خوب جانتے ہیں ان چیزوں کو جسکو — آپنے بوسیدہ کردیا اور آپ اسپر نگران ہیں

٨ أَنْـتَ الْـمُـعِـزُّ لِـمَـنْ اَطَـا عَكَ وَالْـمُـذِلُّ لِـكُـلِّ جَـاحِـدُ
آپ ہی فرمانبرداروں کو عزت بخشتے ہیں — اور آپ ہی منکرین کو ذلیل فرماتے ہیں

٩ أَنْـتَ الْـمُـنَـزَّهُ يَـابَـدِيعَ الـخَـلْـقِ عَـنْ وَلَـدٍ وَوَالِـدُ
اے مخلوقات کو ابتداءً پیدا کرنے والے — آپکی ذات والد وولد کے عیب سے پاک ہے

١٠ إِنِّـى دَعَـوْتُكَ وَالْـهُـمُـو مُ جُيُـوشُـهَـا قَـلْـبِـى تُـطَـارِدُ
میں نے آپکو پکارا ہے ایسی حالت میں کہ — غموں کے لشکر نے میرے قلب پر حملہ کردیا ہے

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ داتا ہیں ہم محتاج ہیں، مانگنا بندگی کا اظہار ہے اور عطا کرنا معبود کی شان ہے، مانگنے والے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، اسکی غیرت جوش میں آتی ہے اور اپنے فضل وکرم سے جونہیں مانگا وہ بھی عطا فرمادیتے ہیں۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”إنّ ربّكم حيّي كريم ، يستحي من عبده إذا رفع يديه، أن يردّهما صفرا“ (رواه الترمذی وابو داؤد) . دنیا کے کریم مانگنے پر ناراض ہوتے ہیں جبکہ حق تعالیٰ نہ مانگنے پر ناراض ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے ” من لم يسأل الله يغضب عليه “ (رواه الترمذی) ⇦

٦۔ **المَلَكُوت:** بادشاہی، سلطنت، عز وعظمت.

٧۔ **بَلَيْتَ** :بَلِيَ (س) بِلىً وبَلاءً، وبَلّى، تبْلِيَةً، الثّوب، کپڑے کا بوسیدہ یا پرانا ہونا، کرنا، صفت، بَالٍ وَبَلِيٌّ.

٩۔ **المُنَزَّهُ:** نَزِهَ (س) ونَزُهَ (ک) نَزَاهَةً ونَزَّهَ ، نَفْسَهُ عَنْ القَبِيحِ، برائی سے پاک ہونا، اپنے آپ کو گناہ و عیوب سے دور رکھنا.

١٠۔ **تُطَارِدُ:** طَارَدَ، طِرَاداً وَمُطَارَدَةً، الأَقْرَانَ، ہم عصروں کا ایک دوسرے پر حملہ کرنا، تَطَارَدَ القَوْمُ، ایک دوسرے پر حملہ کرنا.

١١ فَـرِّجْ بِـحَـوْلِکَ کُـرْبَتِي — يَـا مَـنْ لَـهُ حُسْـنُ الـعَـوَائِدُ

اپنی قدرت سے میرے غم کو دور کردیجئے — اے وہ ذات جو حسن سلوک کی عادی ہے

١٢ فَـخَـفِـيُّ لُـطْـفِکَ يُسْـتَـعَـا — نُ بِـهِ عَـلٰـى الـزَّمَـنِ الـمِـعَـانِدُ

اس لئے کہ آپکے ان گنت احسانات کے ذریعہ — سخت زمانے پر مدد طلب کی جاتی ہے

١٣ أَنْـتَ الـمُـيَسِّـرُ وَالـمُـسَبِّـبُ — وَالـمُـسَهِّـلُ وَالـمُـسَـاعِـدُ

آپ ہی مشکل کو آسان کرنے والے، آپ ہی مسبب الاسباب ہیں — آپ ہی آسانی پیدا کرنے والے اور آپ ہی مددگار ہیں

١٤ يَسِّـرْ لَـنَـا فَـرَجـاً قَـرِيْـبـاً — يَـا إِلٰـهِـي لَا تُـبَـاعِـدُ

ہمیں غموں سے فوری نجات عطا فرما — اے خداوندا، کشادگی ہم سے دور نہ فرما

١٥ کُـنْ رَاحِـمِـى فَـلَـقَـدْ أَيِـسْـتُ — مِـنَ الْأَقَـارِبِ وَالْأَبَـاعِـدُ

تو ہی مجھ پر رحم فرما اسلئے کہ میں — قریب وبعید سب سے مایوس ہوگیا ہوں

١٦ ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ — وَآلِـهِ يَـا خَـيْـرَ سَـاجِـدُ

پھر رحمت بھیج نبی اکرم ﷺ پر — اور انکی آل پر اے قریب ومسجود ذات

دعا ہی وہ طاقت ہے جسکے سہارے مؤمن ہر آفت ومصیبت سے نجات پا سکتا ہے، ایک حدیث میں ہے " إن الدّعاء ينفع ممّا نزل وممّا لم ينزل، فعليكم عباد الله بالدّعاء" (رواہ الترمذی)

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں دعا کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ مؤمن کو مبارک اوقات اور مبارک مقامات میں اللہ تعالیٰ کی جانب خوب رجوع کرنا چاہیئے۔ امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار کو قبولیت دعاء میں مؤثر مانا ہے، اسلئے طلبۂ کرام کو یہ اشعار حفظ کر کے کبھی کبھی اپنی دعا کا حصہ بنانا چاہئے۔ اسلاف کرام کے تجربات تیر بہدف ہوتے ہیں اور انکے برکات اور وسیلے سے کام بن جایا کرتے ہیں۔ ؎ ان سے ملنے کی یہی ہے ایک راہ — ملنے والوں سے راہ پیدا کر

١١۔ **الحَوْلُ:** مص، قدرت، قوت، کہاجاتا ہے " لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِااللّٰه ".

العَوَائِدُ: وعُوَّدٌ وعَائِدَاتٌ، العَائِدَةُ مؤنث کی جمع، العَادَةُ، ج، عَادَاتٌ، عادت، بھلائی، صلہ، مہربانی، منفعت.

١٤۔ **إِلٰهِي:** الإِلٰهُ، معبود، خدا، ج، آلِهَةٌ. **اَللّٰهُ:** ذات واجب الوجود کا نام، اِلٰهِی، بمعنی اللّٰهُمَّ، اے خدا، اے اللہ تعالیٰ۔

١٦۔ **الصَّلٰوةُ:** او الصَّلاَةُ، ج، صَلَوَاتٌ، دعا، نماز تسبیح، مِنَ اللّٰهِ، رحمت، مِنَ العِبَادِ، دعا۔

حقُّ الجَارِ

جاء رجل إلی الشافعیؒ ، فقال له،أصلحک اللّٰه، صدیقک فلان علیل،فقال الشافعیؒ ، واللہ لقد أحسنت إلیّ وأیقظتنی لمکرمة، ودفعت عنّی إعتذارا یشوبه الکذب،ثم قال یا غلام، هات السّبتیّة.... للمشیُ علی الحفاء،علی علة الوجاء، فی حرّ الرّمضاء، من ذی طوٰی، أهون من إعتذار إلی صدیق یشوبه الکذب، ثم أنشد:

١ أَرٰی رَاحَةً لِـلْـحَـقِّ عِـنْـدَ قَـضَـائِـهِ ۔۔۔ وَیَثْقُلُ یَوْماً إِنْ تَرَکْتُ عَلٰی عَمَدِ

میں ادائیگیٔ حق کے بعد راحت محسوس کرتا ہوں ۔۔۔ اور حق کو عمداً ترک کرنے والا دن مجھ پر ثقیل ہوجاتا ہے

٢ وَحَسْبُکَ حَظّاً أَنْ تُرٰی غَیْرَ کَاذِبٍ ۔۔۔ وَقَوْلُکَ لَمْ أَعْلَمْ وَذَاکَ مِنَ الجُهْدِ

اور تیری خوش نصیبی ہے کہ تو جھوٹا نہ سمجھا جائے ۔۔۔ اور تیرا یہ کہنا کہ مجھے علم نہیں تھا مشقت کی بات ہے

٣ وَمَنْ یَقْضِ حَقَّ الجَارِ بَعْدَ ابْنِ عَمِّهِ ۔۔۔ وَصَاحِبِهِ الأَدْنٰی عَلَی القُرْبِ وَالبُعْدِ

اور جو شخص اپنے بھائیوں اور قریبی رشتہ داروں کے بعد ۔۔۔ نزدیک و دور کے پڑوسی کا حق ادا کرتا ہے

٤ یَعِیشُ سَیِّداً یَسْتَعْذِبُ النَّاسُ ذِکْرَهُ ۔۔۔ وَإِنْ نَابَهُ حَقٌّ أَتَوْهُ عَلٰی قَصْدِ

وہ زندگی میں سردار بنتا ہے اور لوگ اسکا عزت سے نام لیتے ہیں ۔۔۔ اور ضرورت پیش آنے پر لوگ بقصد مدد پہونچ جاتے ہیں

تشــریح : مذھب اسلام نے اپنے پرائے، چھوٹے بڑے،قریب و بعید حتی کہ جانوروں کے حقوق بیان فرما کر اس کو ادا کرنیکی تاکید فرمائی ہے۔من جملہ ان حقوق میں ایک اہم حق پڑوسی کا حق ہے، اسلامی تعلیمات میں کہیں تو " واللّٰه لا یؤمن، واللّٰه لا یؤمن، واللّٰه لا یؤمن، قیل من یا رسول اللّٰه؟ قال الذی لا یأمن جاره بوائقه " (رواه البخاری) ⇦

١۔ **یَثْقُلُ** : ثَقُلَ(ک) ثِقْلاً وثَقَالَةً، بھاری ہونا، بوجھل ہونا،صفت،ثَقِیْلٌ، ج، ثُقَلاءُ،ثِقَالٌ.

٣۔ **الأدنٰی**: دَنِیٌّ کا اسم تفضیل، ج، اَدَان، اَدْنُون،نسب میں قریب ترین رشتہ دار لوگ۔

٤۔ **یَسْتَعْذِبُ** : اِسْتَعْذَبَ الشَّیئُ، میٹھا اور خوش گوار ہونا، یَسْتَعْذِبُ النَّاس ذِکْرَهُ، یَجِدُونَهُ عَذْباً وَیَرْتَاحُونَ لِسِمَاعِهِ،خَرَجَ یَسْتَعْذِبُ المَاءَ، میٹھا پانی لینے کے لئے جانا۔ **نَابَهُ**: نَابَ یَنُوبُ نوباً ونَوْبَةً، فُلاناً أَمْرٌ،کوئی امر پیش آنا۔ **الحَقُّ**: مصـ،فیصل شدہ امر،موت،نصیب، مال،ثابت شدہ۔

کہکر پڑوسی کی ایذارسانی سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہےتو کہیں ”ما امن بی من بات شبعان، وجاره جائع إلی جنبه، وهویعلم به“ (رواه الطبرانی فی الکبیر) کہکر پڑوسی کا ہرممکن خیال رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ مذکورہ دونوں روایتیں اپنی جامعیت کے ساتھ پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کے معاملے میں تہذیب جدید کے علم برداروں کو انکی؛ تھذیب کے ناقص ہونیکا پتہ دیتی ہے، کیونکہ سالہاسال پڑوس میں رہکر؛ پڑوسی کو نہ پہچاننا اگرچہ پڑوسی کو نقصان نہ پہونچانیکی حدتک تو مفید ہے مگر راحت وآرام پہونچانیکے معاملہ میں ناکام اور قابل ردّ، اسلئے کہ پڑوس ایک ایسا تعلق ہے جسمیں طرفین سے ہردوامور میں تعاون حاصل ہونا مطلوب وممدوح ہی نہیں؛ جانبین کی ضرورت ہے، قرآن کریم میں ہے ” وَبِالوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وبِذِی القُرْبٰی والیَتَامٰی والمَسَاكِين وَالجَارِ ذِی القُرْبٰی والجَارِ الجُنُبِ والصَّاحِبِ بالجَنْبِ وابْنِ السَّبِيل“(نساء: ٣٦) آپ ﷺ کا ” مَازَالَ جِبْرَئِيلُ يُوصِينِی بِالجَارِ،حَتّٰی ظَنَنْتُ أَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهُ“ (رواه الترمذی) فرمانا اس حق کے انتہائی اہم ہونیکی دلیل ہے۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں لوگوں کی؛ حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اور بہانہ بازی پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛ کہ محتاج وبیمار بھائی کی؛ جاننے کے باوجود خبرگیری نہ کرنا اور ملاقات پر عذرومعذرت اور کذب بیانی سے کام لینا ایک مؤمن کی شان نہیں، کامل مؤمن وہ ہے جو مؤمن بھائی کی نگرانی کرے اور شدائد میں فوری طور پر اسکی مدد کے لئے آگے آئے، ایسا کرنے والا لوگوں کے بیچ عزت کا مقام پاتا ہے؛ خود مصیبت میں مبتلا ہونے پر لوگوں کی ہمدردی کا مستحق ہوتا ہے اور موت کے بعد ذکرخیر اور جنت کے بلند درجات کا بھی حقدار بنتا ہے۔

وَلَوْلَا خَشْيَةُ الرَّحْمٰنِ

قال المبرّد، دخل رجل على الشافعیؒ ،فقال،إنّ أصحاب أبی حنیفةؒ لفُصحاء،فقال الشافعیؒ:

١ وَلَوْلاَ الشِّعْرُ بِالعُلَمَاءِ يُزْرِيْ — لَكُنْتُ اليَوْمَ أَشْعَرَ مِنْ لَبِيدِ

اگر شعر گوئی کا پیشہ علماء کے لئے عیب کی بات نہ ہوتا — تو آج میں لبید سے بڑا شاعر ہوتا

٢ وَأَشْجَعَ فِي الوَغٰى مِنْ كُلِّ لَيْثٍ — وَآلِ مَهَلَّبٍ وَبَنِى يَزِيدِ

اور لڑائی میں شیر نر سے زیادہ — اور آل مہلّب اور بنو یزید سے زیادہ بہادر ہوتا

٣ وَلَوْلاَ خَشْيَةُ الرَّحْمٰنِ رَبِّي — حَسِبْتُ النَّاسَ كُلَّهُمْ عَبِيدِي

اور اگر بہت رحم کرنے والے میرے رب کی خشیت نہ ہوتی — تو تمام لوگوں کو میں اپنا غلام سمجھتا

تشریح : امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں شعر گوئی کو علماء کرام کے لئے عیب قرار دیا ہے اس سے وہ شعر گوئی مراد ہوگی جو درباری شعراء کی طرح پیشہ ورانہ انداز میں؛ بے جا مدح سرائی کے طور پر اختیار کی جائے، یا وہ شعر گوئی مراد ہوگی جو افکار باطلہ کی ترویج اور عشق ومحبت کے مضامین پر مشتمل ہو، جسکی قباحت قرآن کریم نے "وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الغَاوُون، اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِی كُلِّ وَادٍ يَّهِيمُونَ،وَ اَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَالَا يَفْعَلُون"(شعراء: ٢٢٤) میں یا" وَمَاعَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَايَنْبَغِی لَه"(یاسین : ٦٩) میں ذکر فرمائی ہے، ⇦

١۔**الشِّعْرُ** : شَعُرَ (ن،ک)شِعراً کا مصدر، منظوم کلام، ج، اشْعار. **يُزْرِي** : زَرىَ (ض) زَرْياً وزُرِياً وزِرايةً، علیه عمله، کسی کام پر عتاب کرنا، عیب لگانا، اَزْرٰى بِهِ وَاَزْرَاهُ، بدگوئی کرنا،حق کم کرنا.

لَبِيدُ : پورا نام، لبید بن ربیعة بن مالک، أبو عقیل العامری، زمانۂ جاہلیت کے فن شاعری کے شہسواروں میں سے ایک ہے۔ نجد کے رہنے والے ہیں۔آپ ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوگئے اور صحابی رسول ﷺ بننے کا شرف حاصل کیا، مسلمان ہونیکے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا، سوائے، ایک شعر کے کوئی شعر مسلمان ہونے کے بعد نہیں کہا۔ وہ یہ شعر ہے، ماعاتب المرأ الکریم کنفسه ــ والمرأ یصلحه الجلیس الصالح. کوفہ میں رہے اور طویل عمر پائی، "السبع المعلقات" میں ایک معلّقہ انکا ہے، جسکا مطلع یہ ہے ،عفت الدّیار محلّھافمقامها. بمنی،تأبّد غولها فرجامها.

٢۔**الوغٰی** : شور، لڑائی. **ال مهلّب، بنی یزید:** ابتداء اسلام میں جہاد کے سپہ سالار ہوا کرتے تھے۔

باقی دفاع اسلام کے لئے ؛ توحید ورسالت کے اثبات کے لئے یا کوئی حکمت بھری بات کو مؤثر انداز میں بیان کرنے کے لئے اشعار کا سہارا لیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

شاعر اسلامی حسّان بن ثابت انصاریؓ کو آپ ﷺ کا " أجب عنّی ، أللّھم أیّده بروح القدس " (متفق علیه) کے الفاظ میں دعا دینا؛ حضرت عمرو بن شریدؓ سے ردیف بنکر آپ ﷺ کا ایک سو اشعار کا سننا اور خود موقع بموقع ایک دو اشعار کا کہنا؛ نیک مقصد کے لئے شعر گوئی کی اجازت پر دلالت ہے۔ باقی امام شافعیؒ جیسے مجتہد اور امام فقہ کے لئے استنباط مسائل کو چھوڑ کر شعر گوئی کا پیشہ اختیار کرنا یقیناً عیب کی بات مانا جائیگا، کیونکہ احکام شریعت کو جان کر لوگوں تک پہونچانا ضروریات دین میں سے ہے، جبکہ شعر شاعری کو ہرگز ہرگز یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔

خَمسُ فَوَائِدِ

قیل للإمام الشافعیؒ ما لک تکثر من إمساک العصا ولست بضعیف، قال، لأذکر أنّی مسافر، وقال رحمه الله، یعدّد فوائد السّفر والإغتراب:

١ تَغَرَّبْ عَنِ الْأَوْطَانِ فِی طَلَبِ الْعُلٰی   وَسَافِرْ فَفِی الْأَسْفَارِ خَمسُ فَوَائِدِ

مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے ترک وطن اختیار کر   اور سفر کر اسلئے کہ سفر کرنے میں پانچ فائدے ہیں

٢ تَفَرُّجُ هَمٍّ وَاكتِسَابُ مَعِيشَةٍ   وَعِلْمٌ وَآدَابٌ وَصُحبَةُ مَاجِدِ

پریشانی کا دور ہونا، روزی کا حاصل ہونا   اور علم وآداب کا سیکھنا اور شریفوں کی صحبت حاصل ہونا

تشریح: سفر انسان کی دینی، دنیوی؛ ظاہری، روحانی ومادی ترقی اور ظفر کا بہترین وسیلہ ہے، قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں آلات سفر، آداب سفر، اغراض سفر اور متعلقات سفر کا تفصیلی تذکرہ آنا اس بات کی علامت ہیکہ اغراض حسنہ کے لئے سفر کرنا نہ صرف جائز ہے؛ بعض مرتبہ ترقی کے اعلیٰ منازل طے کرنے کے لئے ضروری ہوجاتا ہے۔ امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اپنے تجربات کی روشنی میں نصیحت فرماتے ہیں کہ اگر وطن میں مقیم رہکر طلب علم، طلب رزق اور اکتساب معالی کے اسباب میسّر نہ ہوں تو انسان کو اُن مقامات کی جانب ضرور سفر کرنا چاہئے جہاں یہ فضیلتیں بآسانی میسّر ہو سکے، سید الانبیاء ﷺ سے لیکر خیر القرون میں اور آج تک اللہ والوں کا مقاصد حسنہ کے لئے سفر کرنا ثابت ہے، ان گنت اللہ والوں کی جائے ولادت اور جائے وفات کا مختلف ہونا بھی اسی دعوٰی کی دلیل ہے، امام شافعیؒ نے ان اشعار میں سفر سے حاصل ہونے والے بے شمار فوائد میں سے پانچ فائدوں کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

١۔ **تَغَرَّبْ:** تَغَرَّبَ، اِغْتَرَبَ، وطن سے نکل جانا، الغَرِیْبُ، وطن سے دور، ج، غُرَبَاءُ.

العُلٰی: والعَلاَ، بلندی، شرافت.

٢۔ **مَعِیشَةٌ:** ومَعَاشٌ، کھانے پینے کی چیز جس سے گذران ہو، ذرائع زندگی، ج، معایشُ. قرآن کریم میں ہے ﴿وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ﴾.

مَاجِدٌ: مَجُدَ (ک) مَجَادَةً کا فاعل، بزرگی والا، خوش خلق، ج، أَمْجَادٌ، مَجَدَة.

لاَ تَنْقَضِی

قال الإمام الشافعیؒ ، یذکر کثرة محن الزمان وقلّة أعیاد السّرور فیه:

١ مِحَنُ الزَّمَانِ کَثِیرَةٌ لاَ تَنْقَضِي　　وَسُرُورُهُ یَأْتِیکَ کَالأعْیَادِ

زمانے کے مصائب بے حد و بے شمار ہیں　　اور خوشیاں تو عید کی طرح کبھی کبھی آتی ہیں

٢ مَلَکَ الأَکَابِرَ فَاسْتَرَقَّ رِقَابَهُمْ　　وَتَرَاهُ رِقاًّ فِی یَدِ الأوْغَادِ

زمانے نے کبھی کبھی وقت کے بڑوں کی گردنوں کو پکڑ کر　　ذلیل لوگوں کی غلامی میں دے دیا

تشریح: دنیا مؤمن کے لئے دارالامتحان اور قید خانہ ہے جبکہ کافر کے لئے آرام گاہ اور جنت ہے، یہاں مختلف احوال وآفات کے ذریعہ مؤمن کے صبر، تسلیم ورضا اور اطاعت وانقیاد کا امتحان لیا جاتا رہتا ہے اور سو فیصد کامیاب ہونے والے کو جنت کے دخول اولین کا پروانہ دیا جاتا ہے، قرآن کریم میں ہے " وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیءٍ مِنَ الخَوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الأَمْوَالِ والأَنْفُسِ والثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِینَ" (البقرة : ١٥٥) دوسری جگہ ارشاد ہے " أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الجَنَّةَ وَلَمَّا یَأتِکُمْ مَثَلُ اللَّذِینَ خَلَوْامِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْهُمُ البَأساءُ وَالضَّرَّاءُ وزُلْزِلوا" (البقرة: ٢١٤) ایک حدیث شریف میں مؤمن پر ہر چہار جانب سے آنے والے حوادثات وآفات کو تمثیل دیکر اسطرح سمجھایا گیا ہے" مثل المؤمن کمثل الزّرع ،لا تزال الرّیاح تفیّئه، ولایزال المؤمن یصیبه البلاء، ومثل المنافق کمثل شجرة الارز لاتهتزّ حتّی تستحصد" (رواه الترمذی) ⇦

١۔ مِحَنٌ: المِحْنَةُ، کی جمع، آزمائش، مَحَنَ(ف) مَحْناً، فلانا، آزمانا.

الأَعْیَادُ: عِیدٌ کی جمع، عِیدٌ دراصل عِوْدٌ تھا، اسکی جمع حسب قاعدہ أَعْوَادٌ آنی چاہئے تھی مگر عُودٌ بمعنی لکڑی کی جمع سے فرق کرنے کے لئے اَعْیَادٌ آتی ہے۔ وہ دن جسمیں بڑے واقعہ یا بڑے آدمی کی یاد منائی جائے۔

٢۔ اِسْتَرَقَّ: رَقَّ (ض)رَقاًّ، العَبْدُ، غلام ہونا یا رهنا. اِسْتَرَقَّ، العَبْدَ، غلام کا مالک ہونا .

الأَوْغَادُ: ووُغْدَانٌ ووِغْدَانٌ، الوَغْدُ کی جمع، کمزور عقل والا، بے وقوف، کمینہ، غلام۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں مؤمن کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا میں مؤمن کا حوادثات زمانہ سے امتحان لیا جانا قرین قیاس اور اچھے حال کی علامت ہے، اسلئے کہ مؤمن نے اللہ تعالیٰ سے جنت کا سودا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ سامان اتنا سستا نہیں کہ بآسانی یا کم قیمت پر مل جائے! دائمی جنت کے لئے وقتی تکالیف کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا ضروری ہے، جب دنیوی کامیابی بغیر محنت کے ممکن نہیں؛ تو اخروی کامیابی کے لئے محنت کرنا ضروری کیوں نہ ہو؟ مجذوب نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

اسی غفلت یہ تیری ہستی نہیں ‌ ‌ ‌ دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں

رہ گذر دنیا ہے، یہ بستی نہیں ‌ ‌ ‌ جائے عیش وعشرت ومستی نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ‌ ‌ ‌ کرلے جو کرنا ہے، آخر موت ہے

خَلِّ الهَمَّ عَنِّی
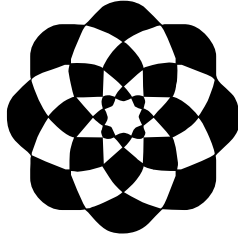
قال الإمام الشافعیؒ ، مفوّضا أمره إلی الله ،مؤمنا بعنايته ،غيرمهتمّ بشأن الغد، طالبا للغد رزقه الجديد:

۱ إِذَا اَصبَحتُ عِندِی قُوتُ يَومِی | فَخَلِّ الهَمَّ عَنِّی يَاسَعِيدُ

جب میں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ ایک دن کی روزی موجود ہے | تو اے نیک جان مجھ سے فکرِ معاش کو دور رکھ

۲ وَلاَ تَخطُرُ هُمومُ غَدٍ بِبَالِي | فَإِنَّ غَداً لَهُ رِزقٌ جَدِيدُ

اور میرے دل میں کل کی روزی کا غم نہ آنے دے | اس لئے کہ آئندہ کل کے لئے نیا رزق مقدر ہے

۳ أُسَلِّمُ إِنْ أَرَادَ اللّٰهُ أَمراً | فَأَتْرُکُ مَاأُرِيدُ لِمَا يُرِيدُ

میں فیصلۂ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہوں | اور مرضیٔ مولیٰ کو اپنی رضا پر ترجیح دیتا ہوں

تشریح: امام شافعیؒ اعلیٰ درجے کے متوکل اور بلند پایے کے بزرگ تھے،حق تعالیٰ کی صفت رزاقیت پر یقین کرنے والے اور کل کی روزی سے مکمل بے نیاز تھے۔فرماتے ہیں کہ جب آج کی روزی میسّر ہوتو کل کی فکر کرنا عیب ہے اسلئے کہ جس خدانے آج روزی دی ہے وہ ہی خدا کل نئ روزی دینے والا ہے، کیونکہ ہمارا عقیدہ ہیکہ کوئی بھی نفس اپنی روزی پوری کئے بغیر ہرگز ہرگز مرتا نہیں، پھر جس چیز کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہواسکی ہمیں فکر کرنیکی کیا ضرورت؟

حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں روزی کا نظام اسطرح بیان فرمایا ہے " وَمَنْ يَتَّقِی اللّٰه يَجْعَلْ لَهُ مَخرَجاَ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبْ" (الطلاق : ۲،۳)

⇦

۱۔ **القُوْتُ :** خوراک،غذا، ج، أَقْوَاتٌ، القَائِتُ، والقَيْتَةُ والقُوَاتُ، غذا،روزی،هُوَ فِی قَائِتٍ مِنَ العَيْشِ، وہ گذارے کی بقدر روزی میں ہے۔

۲۔ **البَالُ:** دل،کہتے ہیں، مَاخَطَرَ الأمْرُ ببَالِی، یہ بات میرے دل میں نہیں کھٹکی، فُلانٌ رَخِیُّ البَالِ، فلاں آسودہ حال ہے، فُلانٌ كَاسِفُ الحَالِ،فلاں بدحال ہے،جس چیز کا اہتمام کیا جائے أَمْرٌ ذُو بَالٍ، مَابَالُکَ ؟

۳۔ **أُسلِّمُ:** سَلَّمَهُ، مِنَ الآفَةِ، کسی کو آفت سے بچانا، هُ، إلی فلان، کسی کو کسی کے سپرد کرنا، سرِ تسلیم خم کرنا،حوالہ کرنا۔

آپ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی روزی اور اسپر توکل کو اسطرح سمجھایا ہے " لو أنّكم تتوكّلون عَلىٰ اللّٰه حقّ توكّله، لرزقم كما يرزق الطّير، تغدا خماصا وتروح بطانا " (رواه الترمذی وابن ماجه)

طلب میں اجمال کے ساتھ ابتغاء رزق اگرچہ مطلوب ومحبوب ہے تاہم اسکی فکر میں پڑکر مقصد حیات سے غافل ہوجانا ناپسندیدہ اور قابل گرفت ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے " فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانتَشِرُوا فِي الأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ"(الجمعة: ١٠) میں صلوۃ کو مقدم بھی کیا ہے اور حصول رزق میں مؤثر بھی مانا ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ملنے والی چیز اللہ تعالیٰ کی معصیت کر کے حاصل نہیں ہوسکتی۔
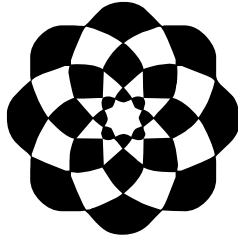
لَا تَيأَسَنْ

دخل رجل علی الشافعیؒ وهو یشکو کثرة ذنوبه، فذکره الشافعیؒ بمغفرة اللّٰه ثم أنشد:

۱ إِنْ كُنْتَ تَغْدُوْ فِي الذُّنُوبِ جَلِيْدًا وَتَخَافُ فِي يَوْمِ الْمَعَادِ وَعِيْدًا

اگر تو گناہوں کا خوگر ہوگیا ہے اور آخرت کے دن کی وعید کا تجھے ڈر ہے

۲ فَلَقَدْ أَتَاكَ مِنَ الْمُهَيْمِنِ عَفْوُهُ وَأَفَاضَ مِنْ نِعَمٍ عَلَيْكَ مَزِيدًا

تو یقیناً اپنے محافظ خدا کا عفو تو دیکھ ہی چکا ہے جو باوجود گناہ کے تجھ پر نعمتوں کی بارش کرتا رہا ہے

۳ لَا تَيأَسَنْ مِنْ لُطْفِ رَبِّكَ فِي الحَشَا فِي بَطْنِ أُمِّكَ مُضْغَةً وَوَلِيْدًا

تو اس رب کے کرم سے قطعاً مایوس نہ ہو جسنے رحم مادر میں مضغہ سے بچہ بننے تک تجھ پر مہربانی فرمائی

٤ لَوْ شَاءَ أَنْ تَصْلٰى جَهَنَّمَ خَالِدًا مَا كَانَ أَلْهَمَ قَبْلَكَ التَّوْحِيدًا

اگر وہ تجھے ہمیشہ کی جہنم میں داخل کرنا چاہتا تو تیرے دل میں کلمۂ توحید کا القاء نہ فرماتا

تشریح: توبہ کرنا اور معافی مانگنا اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے، حالت سفر میں بیابان میں سامان وسواری گم کردہ؛ موت کے منتظر مسافر کو؛ مع ساز وسامان سواری مل جانے پر ہونے والی خوشی سے زیادہ؛ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ پر خوش ہوتے ہیں، توّاب، ستّار، غفّار، رحمٰن وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم الشان صفتیں ہیں جو بڑے سے بڑے عاصی؛ کو بشرط ایمان وتوبہ معاف کردینے کے لئے کافی ہیں، ایک روایت میں تو یہاں تک فرمایا گیا ہے۔ ⇦

۱۔ **تَغْدُو:** غَدَا(ن) غُدُوًّا، صبح کو جانا، مطلقاً جانا، صار کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ غَدَا، غُدْوَةً، صبح سویرے پہونچنا، جلدی پہونچنا. **جَلِيداً:** صابر، قوت والا، چالاک، ج، جُلَدَاءُ، جِلادٌ.

۲۔ **المُهَيْمِنُ:** الشاهد، وهو من آمن غيره من الخوف، والمهيمن، القائم على خلقه بأعمالهم وأرزاقهم. **أفاض:** فَاضَ يَفِيضُ فَيْضاً وفَيَضَاناً، السَّيْلُ او الشَّيُءُ، کثرت سے ہونا، أَفَاضَ اِفَاضَةً، الإِنَاءُ، برتن کو لبریز کردینا.

۳۔ **الحَشَا:** جو کچھ پسلیوں کے اندر ہے، پیٹ کی اندرونی چیزیں، ج، اَحْشَاءُ.

آپ ﷺ کا ارشاد ہے " والذی نفسی بیدہ، لو لم تذنبوا، لذهب اللّٰه بکم، ولجاء بقوم، یذنبون فیستغفرون اللّٰه، فیغفرلهم " (رواہ مسلم) قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی توبہ قبول کرنے اور مغفرت دینے کی سنت کو بے انتہا بلیغ انداز میں اسطرح بیان کیا ہے " قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" (الزمر:۵۳)

امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں حکمت بھرے انداز میں؛ بندے کو اللہ کی طرف رجوع کرنے اور معافی مانگنے پر ابھارا ہے، فرماتے ہیں کہ وہ خدا جس نے تجھے رحم مادر میں بھی ضائع نہیں کیا؛ وہ خدا جس نے تجھے ایمان واسلام کی ھدایت کی؛ وہ خدا جو تجھ پر باوجود معصیت کے نعمتوں کا دروازہ بند نہیں کرتا! وہ خدا جو اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہے؛ ایسے خدا کی جانب سے مغفرت اور بخشش سے تو مایوس کیسے ہوگیا؟ تیرے مانگنے میں دیر ہوسکتی ہے وہاں سے ملنے میں دیر نہیں ہوسکتی۔ اے عاصی! دیر نہ کر؛ جلد رجوع کر؛ وہاں سے ہر وقت ''هل من مُستغفِر فأغفر له'' کی منادی ہوتی رہتی ہے؛ نادم اور پشیمان ہوکر؛ دوبارہ کبھی نہ کرنیکے پختہ ارادے کے ساتھ حاضر ہو جااور " التائب من الذنب کمن لا ذنب له" (رواہ البیهقی فی شعب الایمان) کی بشارت میں خود کو شامل کرلے۔

الخَلقُ لَيسَ بِهَادٍ

١ لَيتَ الكِلابُ لَنا كَانَت مُجاوِرَةً وَلَيتَنا لا نَرىٰ مِمّا نَرىٰ أَحَدا

کاش کہ کتے ہمارے پڑوسی ہوتے — اور کاش جنکو ہم دیکھ رہے ہیں انہیں نہ دیکھنا پڑتا

٢ إنَّ الكِلابَ لَتَهدِى فِي مَواطِنِهَا وَالخَلقُ لَيسَ بِهادٍ شَرُّهُمُ اَبَدا

کتے تو مخصوص مقامات میں انسان کے کام آجاتے ہیں — جبکہ شریروں سے دائمی شرارت کے علاوہ اور کوئی امید نہیں

٣ فَاهرُب بِنفسِکَ وَاستَأنِس بِوَحدَتِها تَبقَ سَعِيداً إذَا مَا کُنتَ مُنفَرِدَا

پس تو شریروں سے دور ہوکر تنہائی کو اپنا مونس بنالے — شریروں سے جدائی تجھے دوجہاں کی سعادت عطا کریگی

تشریح: امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں شاید فتنہ اور ہرج کے زمانے کی نشاندہی کی ہے، جسمیں دین کی حفاظت کے لئے مؤمن کو تنہائی اختیار کرنے؛ حتی کہ بکریاں لیکر پہاڑ کی چوٹیوں پر چلے جانیکی تاکید کی گئی ہے۔ خود قرآن کریم نے فتنے کے دور میں مؤمن کے ایمان کی سلامتی کے لئے یہ ہدایت فرمائی ہے " يَاأيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلَيكُم اَنفُسَكُم، لَايَضُرُّكُم مَن ضَلَّ اِذَا اهتَدَيتُم " (مائدة: ١٠٥) حدیث شریف میں بھی ایسے مواقع پر لوگوں سے الگ رہنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے "يوشک أن يکون خير مال المسلم غنم؛ يتّبع بها شعف الجبال؛ ومواقع القطر، يفرّ لدينه من الفتن " (رواه البخاری). امام شافعیؒ نے برے ساتھی اور شریر افراد کو کتوں سے بھی زیادہ شرانگیز ذکر کرکے ان سے دوری اختیار کرنیکی نصیحت فرمائی ہے، اسلئے کے کتوں میں وفاداری، نگرانی اور مالک کو فائدہ پہونچانے جیسے کچھ اچھے صفات تو پائے جاتے ہیں، جبکہ فسادی لوگ ان صفات سے بھی نہ صرف عاری؛ مخالف صفات کے حامل ہوتے ہیں، اور ظاہر ہے بے وفا اور ضرر رسا دوست کی دوستی سے تنہائی لاکھ درجہ بہتر ہے۔

١۔ **مُجَاوَرَةً:** جَاوَرَ، مُجَاوَرَةً وجِوَاراً وجُوَاراً، پڑوس میں رہنا، المسجد، مسجد میں اعتکاف کرنا۔

٢۔ **الكِلَابُ** : الكَلبُ، کتا، ج، كِلَابٌ، جج، اَكَالِبُ و كِلَابَاتٌ.

٣۔ **اِستَأنِسْ**: اِستَأنَسَ، وحشت دور ہونا، به وإليه، کسی سے مانوس ہونا۔ لَهُ، کان لگانا، دیکھنا.

تَقْوَ ی اللّٰہِ أَفْضَلُ

قال یوسف بن عبدالأحد، قلت للمزنیؒ، کان الشافعیؒ یتراوح بین بیتین من الشعر، ما هما؟ فأنشدنی:

١ يُرِيدُ الْمَرْءُ أَنْ يُعْطٰى مُنَاهُ وَيَأْبٰى اللّٰهُ إِلَّا مَا أَرَادَا

انسان چاہتا ہے کہ اسکی آرزوئیں پوری ہوجائیں مگر اللہ کا ارادہ ہی نافذ ہوکر رہتا ہے

٢ يَقُولُ الْمَرْءُ فَائِدَتِي وَمَالِي وَتَقْوَى اللّٰهِ أَفْضَلُ مَا اسْتَفَادَا

انسان اپنے مال اور اپنے فائدہ کی فکر کرتا ہے حالانکہ تقوی کا حاصل ہوجانا ان تمام فوائد سے بہتر ہے

تشریح: تقوی ملاک الحسنات ہے، یہ وہ کنجی ہے کہ جو ہاتھ آجائے تو بھلائی کے دروازے کھلتے جاتے ہیں اور برائی کے دروازے مقفل ہوجاتے ہیں، تقوی وہ بنیادی خوبی ہے جو مؤمن کو حقیقی فضل اور اصلی عزت کی طرف لے جاتی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے " لافضل لعربیّ علی عجمیّ، و لا عجمیّ علی عربیّ إلّابالتقوی" (رواہ البخاری)، تقوی وہ صفت ہے؛ جو انسان کو درجہ بدرجہ ہدایت کے اعلیٰ منازل تک پہونچا دیتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے " هُدًى لِلْمُتَّقِيْن" (بقرة: ٢) قرآن کریم نے ہر اہم حکم کے ساتھ تقوی کو بہت اہتمام سے ذکر فرمایا ہے، آپ ﷺ بھی اپنی تقریر میں اکثر و بیشتر یہ الفاظ دہراتے تھے "اوصیکم ونفسی بتقوی الله"، جس آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ کا دھیان اور خوف ہوگا وہ "اللہ دیکھ رہا ہے" کے احساس سے سفر و حضر، سرّ و علن، خلوت و جلوت میں یقیناً گناہوں سے بچیگا اور رضاءِ الٰہی کے خیال میں نیکیوں کی جانب راغب ہوگا، اور وہ ہی دنیا کی گذرگاہ سے دامن آلودہ کئے بغیر؛ عافیت سے گذر جائیگا؛ اسلئے کہ تقوی کی تعریف ہی بعض بزرگوں نے خاردار راستے سے دامن بچاکر؛ سلامت باہر آنے سے کی ہے، چونکہ تقوی اس اعتبار سے بہت ہی اہم اور قیمتی چیز ہے اسلئے امام شافعیؒ نے " تقوی اللّٰہ افضل مااستفادا" کہکر جملہ امور اور اسباب خیر پر اسکی فضیلت کو ثابت کیا ہے، قرآن کریم میں ہے " فَأَنَّ خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى " (البقرة: ١٩٧)

٢۔ **تَقْوَى اللّٰهُ**: خشيَتهُ وامتثال أوامره واجتناب نواهيه.

عَادَاكَ مِنْ حَسَدٍ

١ كُلُّ العَدَاوَةِ قَدْ تُرْجٰى مَوَدَّتُهَا — إِلَّا عَدَاوَةُ مَنْ عَادَاکَ مِنْ حَسَدِ

ہر عداوت کے بعد محبت کی امید کی جاسکتی ہے — سوائے اس عداوت کے جسکی بنیاد حسد پر قائم ہو

تشریح: حسد بدترین جرم؛ نا قابل علاج مرض اور حسنات کو کھا جانے والا مہلک ترین گناہ ہے، حاسد حسد کر کے؛ دنیوی ہلاکت کا نیز تقدیر خداوندی پر اعتراض کر کے؛ اخروی گرفت کا بھی مستحق بن جاتا ہے، حسد حاسد کو حق تلفی، دشمنی، آبرو ریزی حتی کہ قتل وغارت گری جیسے جرائم تک پہونچا دیتا ہے، پھر یہ عداوت چونکہ بے جا اور بلا وجہ ہوتی ہے؛ کبھی بھی ختم ہونیکا نام نہیں لیتی ؛ یہاں تک کہ نسلاً بعد نسلاً اسکا سلسلہ جاری وساری رہتا ہے۔ یہود کی حسد کی بنیاد پر مسلمانوں سے ہونے والی عداوت کو قرآن کریم نے ”لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِيْنَ امَنُوا اليَهُودَ“(المائدۃ: ٨٢) سے تعبیر کیا ہے، جو فی الواقع نہ آج سے پہلے ختم ہوئی؛ نہ آج ختم ہونیکا نام لیتی ہے؛ نہ آج کے بعد ختم ہونیکے آثار نظر آتے ہیں۔ کیونکہ اسکی بنیاد بھی حسد وکینہ پر ہے۔ حسد کی اسی ہلاکت خیزی کی وجہ سے حسد کو ”داء الأمم قبلکم“ کہکر اگلی امتوں یعنی یہود کی طرف منسوب کیا گیا ہے، ایک حدیث شریف کا مضمون ہے ” دبّ إليكم داء الأمم قبلكم؛ الحسد والبغضاء، هی الحالقة، لا أقول تحلق الشعر، ولكن تحلق الدّين “ (رواه احمد والترمذی)

امام شافعیؒ نے مذکورہ شعر میں اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا کہ جملہ اسباب کی بنیاد پر ہونے والی عدوتوں میں صلح وآشتی کی امید کی جاتی سکتی ہے؛ مگر حسد کی وجہ سے ہونے والی عداوت میں نہیں! اور وہ اس لئے کہ حسد میں حاسد کی عداوت کا؛ نفس کی جلن کے سوا دوسرا کوئی ایسا معقول سبب نہیں ہوتا؛ جسکو زائل کر کے عداوت کو محبت میں تبدیل کر دیا جائے، اور ایسی عداوت کو؛ جو محض جلن کی وجہ سے ہو دور کرنا ناممکن ہوتا ہے، ایسے ہی سبب کی بنیاد پر ایک حدیث میں بدظنی کو ”أکذب الحدیث“ کہا گیا ہے، الغرض ایک مؤمن کو، گناہ کبیرہ کی فہرست میں شامل؛ اس وبا سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے اور بجوائے حدیث دل میں پیدا ہونے والے وقتی وسوسہ کو بھی فوری طور پر سختی سے دور کر دینا چاہئے۔

١۔ **الحَسَدُ:** أن تتمنّى زوال نعمه المحسود إليک وفی الحسد قال النبی ﷺ ” إِيَّاكُم والحَسَدَ فَإِنَّ الحسدَ يأكُلُ الحَسَنَاتِ كما تَأْكُل النَّار الحطبَ.“(رواه أبوداود)

اللّٰهُ الوَاحِدُ

۱ فَیَا عَجَبِی کَیفَ یُعْصٰی الإِلٰه ... أَمْ کَیفَ یَجْحَدُهُ الجَاحِدُ

سمجھ میں نہیں آتا کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی کیسے کی جاتی ہے؟ یا مُنکر اسکی ذات کا انکار کیونکر کرسکتا ہے؟

۲ وَلِلّٰهِ فِی کُلِّ تَحْرِیْکَةٍ ... وَتَسْکِیْنَةٍ اَبَداً شَاهِدُ

حالانکہ ہر متحرّک کی حرکت میں اور ہر ساکن کے سکون میں وجود حق کی شھادت موجود ہے

۳ وَفِي کُلِّ شَیْئٍ لَهُ آیَةٌ ... تَدُلُّ عَلٰی أَنَّهُ وَاحِدُ

اور ہر چیز میں اسکی ایسی نشانی موجود ہے جو اسکی یکتائی پر دلالت کررہی ہے

تشریح: توحید جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا ماحصل اور کتب سماویہ کا بنیادی عقیدہ رہا ہے "لا إله الا اللّٰه" میں نفی اور اثبات کے ساتھ؛ اسی عقیدہ کا اقرار کروایا جاتا ہے، جسکو پڑھنے والا مؤمن، موحّد اور نہ پڑھنے والا کافر، مشرک کہا جاتا ہے، یہ وہ عقیدہ ہے جسکو قرآن کریم اور احادیث نبویہ نے مختلف دلائل اور مختلف شواہد سے جگہ جگہ ثابت کیا ہے، اور بے یقینی کو شرک سے تعبیر کیا ہے، قرآن کریم نے ایک جگہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے الٰہ نہ ہونے پر؛ ہر کس و ناکس کو سمجھ میں آنے والی؛ جامع دلیل دیتے ہوئے فرمایا ہے" لو کان فیھما اٰلھة الاّ اللّٰه لفسدتا " (الانبیاء: ۲۲) آج تک عالم کے نظام میں سرمو فرق نہ آنا؛ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کائنات کا نظام ایک قادر ہی کی قدرت سے چل رہا ہے۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں توحید کے عظیم الشان و اہم عقیدہ کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کون و مکان کی ایک ایک چیز؛ سوچنے والے کے سامنے؛ اللہ تعالیٰ کی توحید کو بیان کرتی ہے، ⇦

۱۔ **العَجَبُ:** حیرانی، تعجب، عَجِیبٌ، عُجَابٌ، وہ چیز جسپر تعجب کیا جائے، **العُجاب**، مبالغہ کے لئے یا تعجب کے حد سے بڑھ جانے کے لئے آتا ہے۔

۲۔ **تَحْرِیکَةٍ:** حرکت، سکون کی ضد۔ **تَسْکِینَةٍ :** سکون، حرکت کی ضد.

۳۔ **آیَةٌ :** علامت، عبرت، من الکتاب، قرآن کی ایک آیت، معجزہ، ج، آیٌ، آیاتٌ. آیَةُ الرَّجُلِ، آدمی کا وجود، کہا جاتا ہے، خَرَجَ القَوْمُ بِاٰیَاتِهِم، پوری کی پوری قوم نکلی۔

اردو کا ایک شاعر کہتا ہے۔

ہسٹری کی کیا ضرورت دین کی تعلیم کو　　　انجم و شمس وقمر کافی تھے ابراہیم کو

ماننے والے کے لئے دلیلیں ہزار ہیں اور نہ ماننے والا پھر بھی دور کی گمراہی میں مبتلا رہتا ہے، بقول شاعر،

فلسفی کو بحث میں ہرگز خدا ملتا نہیں　　　دوڑ تو سلجھا رہا ہے، پر سرا ملتا نہیں

ایک شاعر نے " وفی أنفسکم أفلا تبصرون" (الذاریات : ۲۱) کی تفسیر میں بہترین شعر کہا ہے۔

میری ہستی ہے خود شاہد وجود ذات باری کی　　　دلیل ایسی ہے یہ، جو عمر بھر رد ہو نہیں سکتی ۔
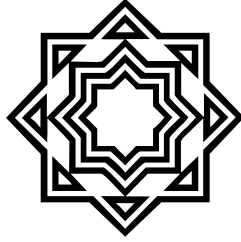
قَافِیَةُ الرَّاءِ

لَسُتُ بِخَاسِرِ

قال الإمام الشافعیؒ ، لو علم النّاس ما فی الکلام من الأهواء، لفرّوا منه کما یفرّون من الأسد:

١ وَجَدُتُ سُکُوتِی مَتُجَراً فَلَزِمُتُهُ — إِذَا لَمُ أَجِدُ رِبُحاً فَلَسُتُ بِخَاسِرِ

میں نے خاموشی کواچھا پیشہ سمجھ کراختیار کرلیا — اگر میں نفع حاصل نہیں کرسکونگا تو نقصان بھی نہ ہوگا

٢ وَمَا الصَّمُتُ إِلَّا فِی الرِّجَالِ مَتَاجِرُ — وَتَاجِرُهُ یَعُلُو عَلٰی کُلِّ تَاجِرِ

سکوت شریفوں کا بہترین سرمایہ ہے — اوراسکا تاجر دیگر تجاّر سے عزت دار مانا جاتا ہے

تشریح: امام شافعیؒ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو حتی الامکان خاموشی اختیار کرنی چاہئے؛اس میں بہت سارے فوائد ہیں،حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید آئی ہے ”من کان یؤمن بالله، فلیقل خیرا أو یصمت“(رواہ البخاری) خاموش رہنے والا بہت سے نقصانات سے بچ جاتاہے،اور بسیار گواپنی زبان کی لغزشوں کے باعث بہت سارے نقصانات میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

دل زپُر گفتن بمیرد دربدن — گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن۔

١۔ مَتُجَراً: المَتُجَرُ، سوداگری،سرمایا، المَتُجِرَةُ،منڈی، کہتے ہیں، ارضٌ مَتُجِرَة، تجارتی ملک، ج، مَتَاجِرُ.

خَاسِرٌ: خَسِرَ (س)خَسِراً وَخَسَارَةً وخُسُرَاناً، گھاٹا پانا،نقصان اٹھانا،گمراہ ہونا،ہلاک ہونا، صفت،خَاسِرٌ وَخَسِیُرٌ .

لَا اَدْرِی

جاَء فی معجم الأدباء عن أبی بکر ابن بنت الشافعیؒ قال؛ الشافعیؒ بمکة وقد أراد الخروج إلی مصر :

۱ لَقَدْ أَصْبَحَتْ نَفْسِی تَتُوقُ إِلٰی مِصْرِ — وَمِنْ دُونِهَا أَرْضُ الْمَهَامِهِ وَالْقَفْرِ

میرا دل ملک مصر جانے کو مشتاق ہے — مگر جنگلات اور چٹیل میدان بیچ میں حائل ہیں

۲ فَوَاللّٰهِ لاَ أَدْرِی أَلِلْفَوْزِ والغِنٰی — أُسَاقُ إِلَیْهَا أَمْ أُسَاقُ إِلٰی الْقَبْرِ

بخدا نہیں معلوم یہ اشتیاق فوز و فلاح کے لئے ہے — یا اسطرح میں موت کی متعین جگہ کی طرف لے جایا جارہا ہوں

تشــریــح : امام شافعیؒ کے زمانہ میں سفر کی موجودہ سہولتیں میسّر نہیں تھیں، اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کر کے؛ چٹیل میدانوں اور جنگلات سے گذرنا ہوتا تھا؛ کبھی سفر میں ڈاکوؤں کا سامنا ہوتا کبھی اور کوئی مصیبت آجاتی، اس لئے فرمارہے ہیں کہ میرا دل مصر کے سفر کا مشتاق ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ نتیجہ کیا ہوگا؟ ساتھ ہی موت وقبر کا استحضار بھی ہر وقت رہنا لازم ہے اسکی جانب بھی اشارہ فرمارہے ہیں۔

۱۔ **تَتُوقُ:** تَاقَ (ن) تَوْقاً وتَوَقَاناً وتِیَاقَةً، هُ، وإلیه، شائق ہونا، وتَتَوَّقَ، إلَی الشَّیْئِ، آرزومند ہونا، شائق ہونا، صفت تائقٌ. **المَهَامِهُ:** المَهْمَهُ و المَهْمَهَةُ کی جمع، لمبا چوڑا بیابان، بنجر ملک۔ **القَفْرُ:** زمین کا وہ حصہ جسمیں نہ گھاس ہو نہ پانی نہ آدمی، ج، قِفَارٌ، و قُفُورٌ، اَقْفَرَ الأَرْضُ او المَکَانُ، زمین یا جگہ کا بےآب وگیاہ ہونا۔ **مِصْرَ:** ایک عرب ریاست ہے، جسکا دارالحکومت قاہرہ ہے، اسکے شمال میں بحرابیض، مشرق میں فلسطین، جنوب میں سوڈان اور مغرب میں لیبیا واقع ہے۔ ۱۹۵۲ء میں اسنے ''جمهوریة مصر العربية'' کے نام کا اعلان کیا۔

۲۔ **أُسَاقُ:** سَاقَ، یَسُوقُ، سَوْقاً وَسِیَاقاً وَسِیَاقَةً، المَاشیة، جانور کو پیچھے سے ہانکنا، صفت، سائقٌ، ج، سَاقَةٌ وسُوَّاقٌ وسَائِقُونَ. سَاقَ الحَدِیث، بیان کرنا۔

إلّا .....

قال داعیاً إلی حفظ ماء الوجه وعدم الخضوع إلاَّ للباری العظیم:

١ وَ صُنِ الوَجْهَ أَنْ يَذِلَّ وَيَخْـ ... ضَعَ إِلَّا لِلَّطِيفِ الخَبِيرِ

اور اپنے آپکو کہیں اور جھکانے اور ذلیل ... کرنے سے بچا، سوائے لطیف وخبیر رب کے

فَوْقَ أَمْرِی

١ أُفَكِّرُ فِي نَوىٰ إِلْفِي وَصَبْرِي ... وَأَحْمَدُ هِمَّتِي وَأَذُمُّ دَهْرِي

میں محبوب کی دوری اور میرے صبر کو سوچتا رہتا ہوں ... اپنی ہمت کی قدر کرتا ہوں اور گردش ایام سے نالاں ہوں

٢ وَمَا قَصَّرْتُ فِي طَلَبٍ وَلٰكِنْ ... لِرَبِّ النَّاسِ أَمْرٌ فَوْقَ أَمْرِي

اور میں نے تلاش وجستجو میں کوئی کوتاہی نہیں کی لیکن ... لوگوں کے مالک کا فیصلہ میرے فیصلہ سے اوپر رہتا ہے

١۔ **صُنِ الوَجْهَ:** صَانَ (ن) صَوْناً وَصِيَانَةً ،حفاظت کرنا، **العِرْضَ أو الوَجْهَ**، آبروکوعیب لگانے والی چیزوں سے بچانا۔

اللّطيف: اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں سے ہے، بندوں پر احسان کرنے والا، باریک سے باریک بات کا جاننے والا، **اللّطيف من الكلام**، ایسا کلام جسکے معنی مخفی ہوں، **من الأجسام**، نازک جسم، **لَطُفَ**(ک) **لُطْفاً ولَطَافَةً**، باریک ہونا، چھوٹا ہونا، صفت، **لَطِيفٌ**، **كلامُهُ**، کلام کا نرم ہونا۔

١۔ **النَّوىٰ** : مصـ، دوری۔

الإِلْفُ: اَلِفَ(س) اَلْفاً، مانوس ہونا، محبت کرنا، صفت، **الإِلْفُ**، ج، **آلاف** و **اَلِيف**، ج، **الأُلُفُ** و **آلف**، ج، **آلاف** اوراسم ،**اُلْفَةٌ**، دوستی، محبت، اُنس۔

الإعْتِمَادُ عَلَى النَّفْسِ

١ مَـاحَكَّ جِلْدُكَ مِثْلَ ظِفْرِكَ　　فَتَـوَلَّ أَنْـتَ جَـمِيـعَ أَمْـرِكَ

تیری چمڑی کو تیرے ناخن جیسا کوئی کھجا نہیں سکتا　　اس لئے اپنے جملہ امور بذات خود انجام دے

٢ وَإِذَا قَـصَـدْتَ لِـحَـاجَـةٍ فَـاقْـ　　صِـدْ لِـمُـعْـتَـرِفٍ بِفَضْلِـكَ

اور اگر کسی ضرورت کے لئے کہیں جانا پڑے　　تو اسکے پاس جا جو تیرے فضل کا معترف ہو

تشـــریـــح: مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنا کام خود ہی بہتر طریقہ سے کرسکتا ہے، خود گھر بیٹھا رہے اور دوسرے اسکا کام کریں یہ بہت مشکل ہے، البتہ کبھی دوسرے کے تعاون کی ضرورت پڑتی ہے تو ایسے وقت ایسے شخص کی طرف رجوع کرنا چاہئے جو تم سے اچھا اعتقاد رکھتا ہو اور تمہاری بات کو خوشی سے قبول کرتا ہو، ورنہ غیر متعلق آدمی فوراً انکار کرکے رنجیدہ کردیگا اور اگر کام کریگا تو بادل ناخواستہ کریگا جسکا انجام کام کی خرابی اور بے جا احسان ہوگا۔

١۔ **حَكَّ:** حَكَّ (ن) حَكًّا، الشَّيْئُ بِالشَّيْئِ، اوعَلَيْهِ، رگڑنا، گھسنا، چھلکا اتارنا۔
ظِفْرُكَ: الظِفْرُ والظُفُرُ والظُفْرُ، ناخن، ج، اظْفَارٌ، جج، اَظَافِيرُ.
٢۔ **لِمُعْتَرِفٍ:** اِعْتَـرَفَ، اِعْتِرَافاً بالشيئ، اقرار کرنا، ذلیل ہونا، تابعدار ہونا، الضّالة، ملکیت ظاہر کرنے کے لئے اسکے اوصاف بتانا۔

لَمْ أَجِدْ لِی صَاحِباً

١ كُنْ سَائِراً فِی ذَا الزَّمَانِ بِسَیْرِهِ ۔ وَعَنِ الوَرٰی كُنْ رَاهِباً فِي دَیْرِهِ

زمانے کے ساتھ زمانہ کی رفتار سے چلو ۔ اور شریروں سے دَیر کے ساکن راہبوں کی طرح الگ رہو

٢ وَاغْسِلْ یَدَیْکَ مِنَ الزَّمَانِ وَأَهْلِهِ ۔ وَاحْذَرْ مَوَدَّتَهُمْ تَنَلْ مِنْ خَیْرِهِ

زمانہ اوراھل زمانہ سے امید لگانا چھوڑ دے ۔ اور کثرت اختلاط سے بچ تو انکی بھلائی پائیگا

٣ إِنِّی اطَّلَعْتُ فَلَمْ اَجِدْ لِی صَاحِباً ۔ أَصْحَبُهُ فِي الدَّهْرِ وَلاَ فِي غَیْرِهِ

میں تلاش کے باوجود نہیں پاسکا کوئی ایسا مخلص ۔ جسکو میں دائمی یا وقتی طور پر اپنا دوست بنا سکوں

٤ فَتَرَكْتُ أَسْفَلَهُمْ لِكَثْرَةِ شَرِّهِ ۔ وَتَرَكْتُ اَعْلاَهُمْ لِقِلَّةِ خَیْرِهِ

انجام کار میں نے اسفل کو کثرت شر کی وجہ سے ۔ اوراعلیٰ کو قلت خیر کی باعث چھوڑ دیا

تشریح: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ دنیا میں بھلے آدمیوں کی کمی ہے؛ اسلئے بہتر ہے کہ انسان اختلاط ناس سے پرہیز کرے، اپنے کاموں کی تکمیل کے بعد راہب کی طرح گھر کا کونہ پکڑ لے اور لوگوں سے امیدیں لگانا چھوڑ دے، فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سوں کو آزمایا مگر ان میں کوئی بھی دوستی کے قابل نہیں پایا، ان میں پست اخلاق کے لوگ تو اپنی برائیوں اور شرارتوں کے سبب قابل ترک ہیں اوراعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں بھی خیر کی قلت ہے؛ اسلئے ان کو بھی چھوڑنا مفید ہے۔

١۔ **راهِباً:** رَهِبَ (س) رَهْبَةً ورُهْبَاناً کا فاعل، لوگوں سے کنارہ کش ہوکر گرجا میں عزلت نشیں، ج، رُهْبَانٌ، مؤنث، رَاهِبَةٌ، ج، رَاهِبَاتٌ، رَوَاهِبُ.

الدَّیْرُ: رَاهب مرد وعورت کے رہنے کا مقام، ج، اَدْیِرَةٌ، اَدْیَارٌ، دُیُورَةٌ،نسبت، دَیْرَانِیٌّ.

٣۔ **اِطَّلَعْتُ:** طَلَعَ(ف،ن) وطَلِعَ(س) طُلُوعاً، عَلَی الأَمْرِ، جاننا، واطَّلَعَ، الأَمر وعَلَیْهِ، جاننا، اِطَّلَعَ، طِلْعَ العَدُوِّ، دشمن کے پوشیدہ حال سے واقف ہونا۔

هُنَاكَ وَهَا هُنَا

۱ هُنَاکَ مَظْلُومَةٌ غَالَتْ بِقِيْمَتِهَا   وَهَاهُنَا ظَلَمَتْ هَانَتْ عَلَى البَارِى

وہ ہاتھ جو ظلماً کاٹا گیا دیت کے اعتبار سے غالی ہو گیا   اور وہ ہاتھ جو سارق بنا حد نے اسے بے قیمت کر دیا

تشریح: پہلے مصرعہ میں مظلومہ سے مراد شریف آدمی کا وہ ہاتھ ہے جو بغیر کسی گناہ کے ظلما کاٹ دیا گیا ہو تو اس کی قیمت نصف دیت یعنی پانچ سو دینار ہوگی، اس لئے کہا گیا کہ اس کی قیمت بہت مہنگی ہوگئی اور دوسرے مصرعہ میں چور کا ہاتھ مراد ہے، جو دینار کے بدلہ میں بھی کاٹ دیا جاتا ہے گویا سرقہ کے سبب وہ بے قیمت ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا اچھا عمل انسان کو با قیمت اور برا عمل انسان کو بے قیمت بنا دیتا ہے، عقلمند آدمی وہ ہے جو عزت نفس کا خیال کر کے؛ عزت و وقار میں اضافہ کرنے والے اعمال کا پابند بنے اور بے وقوف ہے وہ آدمی جو اپنے ہی ہاتھوں اپنی ذات کو ہلاکتی و رُسوائی میں مبتلا کر دے۔

۱۔ **هَانَتْ:** هَانَ يَهُونُ هَوْناً، ذلیل و حقیر ہونا، اَهَانَهُ اِهَانَةً، حقیر و ہیچ جانا، تهاوَنَ به تَهَاوُناً، حقیر جاننا، مسخری کرنا، ہیچ سمجھنا.

غَالَتْ : غَلاَ، غَلاَءً، السِّعرُ، بھاؤ بڑھ جانا، نرخ مہنگا یا ستا ہونا، صفت، غَالٍ وَغَلِیٌّ.

لَیْسَ کَثِیْراً

قال الإمام الشافعیؒ ،علامة الصدیق أن یکون لصدیق، صدیقه صدیق:

١ وَأَکْثِرْ مِنَ الإِخْوَانِ مَااسْتَطَعْتَ إِنَّهُمْ　　بُطُونٌ إِذَا اسْتَنْجَدْتَّهُمْ وَظُهُورُ

حتی الوسع مخلص دوستوں کی تعداد بڑھا اسلئے کہ　　آڑے وقت وہ تیرے آگے پیچھے کھڑے ہو جائینگے

٢ وَلَیْسَ کَثِیْراً أَلْفُ لِوَاحِدٍ　　وَإِنَّ عَدُواً وَاحِداً لَکَثِیْرُ

دوست کی تعداد ہزار کو پہونچ جانا بھی کثیر نہیں ہے　　جبکہ ایک دشمن کا ہونا بھی کثیر مانا جائیگا

دِیَةُ الذَّنْبِ

١ قِیْلَ لِي قَدْ اَسیٰ عَلَیْکَ فُلَانٌ　　وَمُقَامُ الْفَتَیٰ عَلٰی الذُّلِّ عَارُ

مجھ سے کہا گیا کہ فلاں آدمی نے آپکی طرف عیب منسوب کیا　　اور شریف آدمی کا رسوائی برداشت کر لینا عار کی بات ہے

٢ قُلْتُ قَدْ جَاءَنِی وَأَحْدَثَ عُذْراً　　دِیَةُ الذَّنْبِ عِنْدَنَا الإِعْتِذَارُ

میں نے جواباً کہا کہ انہوں نے آکر معذرت پیش کر دی　　اور ایسے گناہ کی دیت ہمارے نزدیک اعتذار ہی ہے

تشریح: امام صاحبؒ کے پاس آکر کسی نے کہا فلاں شخص آپ کی بدگوئی کرتا ہے اور آپکے ساتھ برا سلوک کرتا ہے اور آپ خاموش رہتے ہیں؟ اس طرح ذلت پر خاموش رہنا باہمت آدمی کا کام نہیں، اس کے جواب میں امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اس شخص نے میرے پاس آکر اپنے قصور پر معذرت چاہی ہے اور یہ بات ہمارے نزدیک قتل کے معاف کرنے کے لئے خون بہا کی طرح ہے۔

١۔ **بُطُونٌ:** بَطَنَ (ن) بُطُوناً وبِطَانَةً، بفُلان ومِنهُ، کسی کے خواص میں سے ہونا، بَطْنٌ مِنَ القَومِ ،قوم کا وہ گروہ جو قبیلہ سے کم ہو، ج، بُطُونٌ وابْطُنٌ. **اِسْتَنْجَدْتَهُمْ:** نَجَدَ (ن) نَجْداً، مدد کرنا، غالب آنا، اِسْتَنْجَدَ، بہادر ہونا، فُلاناً وبِهِ، علیه، ڈرنے کے بعد کسی پر دلیر ہونا۔

١۔ **اَسیٰ عَلَیْکَ:** اَسَاءَ، اِسَاءَ ةً، الشيئ، خراب کرنا، إلیه، کسی کے ساتھ برائی کرنا، به الظَّنَّ، بدگمانی کرنا۔

الرِّضٰی بِحُکمِ الدّهرِ

١ وَمَا کُنتُ أَرضٰی مِنْ زَمَانِی بِمَا تَرَیٰ — وَلٰکنَّنِی راَضٍ بِمَا حَکَمَ الدَّھرُ
میں زمانے کے میرے ساتھ کے برتاؤ سے خوش نہیں ہوں — لیکن زمانے کے فیصلہ پر میں پھر بھی راضی ہوں

٢ فَإِنْ کَانَتِ الأَیَّامُ خَانَتْ عُھُودَنَا — فَإِنِّی بِھَارَاضٍ وَلٰکِنَّھَا قَھرُ
گو زمانے نے ہم سے وعدہ وفائی نہ کی — مگر میں اس زیادتی کے باوجود اس سے خوش ہوں

الحَذَرُ والقَدرُ والکَدَرُ

قال الإمام الشافعیؒ، یصف عوایق الإعتذار بأیّام الدّھر ولیالیه:

١ تَاهَ الأُعَیرِجُ بِهِ وَاسْتَعلٰی الخَطَرُ — فَقُلْ لَهُ خَیرُ مَااسْتَعمَلْتَهُ الحَذَرُ
جب زہریلا سانپ سر اٹھائے اور اسکا خطرہ بڑھ جائے — تو کہہ دو کہ اس سے دور رہنا ہی حفاظت کی بہترین تدبیر ہے

٢ أَحسَنْتَ ظَنَّکَ بِالأَیَّامِ إِذْ حَسُنَتْ — وَلَمْ تَخَفْ سُوءَ مَایَأْتِي بِهِ القَدَرُ
زمانہ کے حسن سلوک سے تو حسن ظن میں مبتلا ہو گیا — اور تقدیر کی ممکنہ آزمائش کا تو نے اندیشہ نہیں کیا

٣ وَسَالَمَتکَ اللَّیَالِي فَاغْتَرَرْتَ بِهَا — وَعِنْدَ صَفْوِ اللَّیَالِي یَحْدُثُ الکَدَرُ
زمانہ کی صلح سے تو دھوکہ میں مبتلا ہو گیا — حالانکہ صفائی کے بعد کدورت کا آنا متیقن ہے

٢۔ **خَانَتْ**: خَانَ (ن) خَوْناً وخِیَانَةً، فِی کَذَا، امانت میں خیانت کرنا، خَانَهُ الدَّھرُ، زمانہ کا کسی فراخی کی حالت کو تنگی میں بدل دینا۔ خَانَتْهُ رِجْلاهُ، نہ چل سکنا، صفت خَائِنٌ، ج، خُوَّانٌ۔ **قَھْرٌ**: قَھَرَهُ، قَھراً، غَلَبَهُ، أو أَذَلَّهُ فھو قَاھِرٌ وقَھّارٌ وذلک مقْھُورٌ، القَھرُ، الغَلَبَةُ.

١۔ **تَاه**: تَاهَ(ض) تَیھاً وتَیھَاناً، تکبّر کرنا، سرگشتہ پھرنا، گمراہ ہونا، صفت، تَیَّاه وتَیھَانٌ.
الأُعَیرِجُ: زہریلا سانپ، ج، الأُعَیرِجاتٌ، مؤنث نہیں آتا۔
٣۔ **سَالَمَتکَ**: سَالَمَهُ مُسَالَمَةً، مصالحت کرنا، خیر خواہی کرنا، سَلِمَ (س) سَلَامَةً من عیبٍ او آفةٍ، کسی عیب یا آفت سے نجات پانا۔ **صَفْوُ اللَّیَالِي**: الصَّفوُ، صَفَا، یَصفُو، صَفَاءً کا مصدر، محبت میں خلوص، الصَّفوةُ مِنْ کُلِّ شَیئٍ، خالص اور عمدہ چیز، صَفوُ اللَّیَالِی، ھَنَاءَ اللَّیَالِی وسُکُونھا. **الکَدَرُ**: ضِدُّ الصَّفوِ.

الدَّهرُ یومَانِ

قال الإمام الشافعیؒ ، فی تقلّب الدّهر بین الصّفو والکدر:

١ اَلدَّهرُ یَومَانِ ذَا أَمنٌ وَذَا خَطَرُ ۔۔۔ وَالعَیشُ عَیشَانِ ذَا صَفوٌ وَذَا کَدَرُ

زمانہ دو دنوں کا ہے ایک امن والا دوسرا خطر والا ۔۔۔ اور زندگی دو طرح کی ہے ایک راحت والی دوسری تکلیف والی

٢ أَمَا تَرَی البَحرَ تَعلُو فَوقَهُ جِیفٌ ۔۔۔ وَتَستَقِرُّ بِأَقصٰی قَاعِهِ الدُّرَرُ

کیا تو نہیں دیکھتا کہ مردہ لاشیں سمندر کے اوپر اُٹھتی ہیں ۔۔۔ اور موتیوں کی قرارگاہ سمندر کی گہرائی ہے

٣ وَفِی السَّمَاءِ نُجُومٌ لاَ عِدَادَ لَهَا ۔۔۔ وَلَیسَ یُکسَفُ إِلَّا الشَّمسُ وَالقَمَرُ

آسمان میں بے شمار ستارے ہیں مگر ۔۔۔ گہن تو آفتاب و ماہتاب ہی کو لگتا ہے

١۔ **الدّهرُ:** لمبا زمانہ، درازمدت، **دهر الانسان،** وہ زمانہ جسمیں انسان زندہ ہے، یہ عصر کے ہم معنی ہے، مَا ذَاکَ بِدهری، یہ میری عادت نہیں، ج، اَدْهُرٌ و دُهُورٌ.

٢۔ **جِیَفٌ:** الجِیفَةُ، سڑی مردہ لاش، ج، جِیَفٌ و اَجْیَافٌ.

اَقْصٰی القَاعَ: اَقْصٰی فُلاناً عَنهُ، کسی کو کسی چیز سے دور کرنا، اَقْصَی، الشَّیْئَ، کسی چیز کی انتہا کو پہونچنا، اَقْصَی القَاعِ، گہرائی کی انتہا، کہا جاتا ہے، نَزَلنَا مَنْزِلاً لایُقْصِیهِ البَصَرُ. ہم نے ایسی جگہ پڑاو کیا کہ نظر اسکی انتہاء کو نہیں پہونچ سکتی تھی۔

٣۔ **یُکْسَفُ:** کَسَفَ (ض) کَسفاً، اللّٰهُ الشَّمسَ والقَمَرَ، اللہ تعالی کا چاند یا سورج میں گرھن لگانا۔ الشَّمسُ النُّجُومَ، آفتاب کی روشنی کا ستاروں پر غالب آنا، الشیئ، ڈھانکنا۔

وَحُدَتِی أَلَذُّ

قال الإمام الشافعیؒ، فی وصف استئناسه بالوحدة:

١ إِذَا لَمْ أَجِدْ خِلًّا تَقِیاً فَوَحْدَتِی — أَلَذُّ وَأَشْهٰی مِنْ غَوِیٍّ أُعَاشِرُهُ

جب میں مخلص دوست نہیں پاتا تو تنہائی کو — گمراہ ساتھی کی صحبت سے زیادہ راحت ولذت دہ محسوس کرتا ہوں

٢ وَأَجْلِسُ وَحْدِی لِلْعِبَادَةِ آمِناً — أَقَرُّ لِعَيْنِی مِنْ جَلِيسٍ أُحَاذِرُ

اور تنہائی میں بیٹھکر امن سے اللہ کی عبادت کرنا — مجھے زیادہ راحت پہونچاتا ہے بنسبت بُروں کی صحبت کے

تشریح: اگر آدمی کو کسی پرہیزگار آدمی کی صحبت میسر نہ ہو تو تنہائی میں رہ کر کتابوں کا مطالعہ کرنا اور عبادت میں مشغول رہنا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ گمراہ اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے ساتھ صحبت رکھنے میں بہت زیادہ نقصان ہے، اللہ تعالی نے بھی صادقین کی صحبت اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِين" (التوبة: ١١٩)

١۔ **غَوِیٌّ:** غَوَی، يَغْوِی، غَيًّا وَغَوَايةً، گمراہ ہونا، ناکام ومحروم ہونا۔ ہلاک ہونا، الغَوِیُّ والغَوِی والغَيَّانُ، گمراہ، خواہش پرست۔

٢۔ **جَلِيسٌ:** والجِلْسُ، ج، جُلَسَاء وجُلَّاس، ہم نشیں۔

لَستُ أعْدمُ قُوتاً

قال الإمام الشافعيؒ، مخاطبا جبال سرندب، مقيّدا بهمّه القعساء:

١ أَمْطِرِيْ لُؤْلُؤاً جِبَالَ سَرَنْدِيبَ وَفِيضِي آبَارَ تَكْرُورَ تِبْراً

اے لنکا کے پہاڑتم چاہوتو موتی برساؤ اور تکرور کے کنوؤں کوسونے سے بھردو

٢ أَنَا إِنْ عِشْتُ لَسْتُ أَعْدَمُ قُوتاً وَإِذَا مِتُّ لَسْتُ أَعْدَمُ قَبْراً

اگر مجھے زندگی میں گذارے کا سامان میسر ہوجائے اور موت کے بعد قبر کی زمین مل جائے

٣ هِمَّتِي هِمَّةُ الْمُلُوكِ وَنَفْسِي نَفْسُ حُرٍّ تَرىٰ الْمَذَلَّةَ كُفْراً

تو میری بلند ہمتی بادشاہوں کی طرح اور میرا نفس شریفوں کی طرح ایسا مستغنی ہوجائے کہ پستی کفر سمجھے

٤ وَإِذَا مَا قَنِعْتُ بِالْقُوتِ عُمْرِي فَلِمَا ذَا أَزُوْرُ زَيداً وَعَمْراً

اور جب قوت لایموت پر قناعت کا میں عادی ہوجاؤں پھر کیوں مجھے زید وعمر کی خوشامد کرنی پڑے

تشــریح: جب انسان تھوڑے سے رزق پر قانع ہوتو پھر اسکی نظر سرندیپ کے جزیرہ میں اگر موتی برستے ہوں یا افریقہ کے علاقہ تکرور سونے سے لبریز؛ ہو اسکی طرف نہیں جاتی ۔شریف آدمی کسی چیز کی آرزو دل میں رکھکر مالداروں کے دروازوں پر جانے کو ذلت سمجھتا ہے اور وہ اسکے نزدیک کفر کے مانند برابر ہے، اسی لئے کہا گیا کہ جس نے قناعت اختیار کی وہ کبھی ذلیل نہیں ہوا۔

١ـ **سَرَنْدِيب:** أو سِيلاَن، ھندوستان کے جنوب مشرق میں واقع ایک جزیرہ، جسکو اھل عرب بلاد سرندیب کہا کرتے تھے ١٩٧٢ء سے وہ ''جمھوریۃ سری لنکا'' سے جانا جاتا ہے، جسکا دار السلطنت ''کولمبو'' ہے۔

تَكْرُور: بلاد مغرب کے جنوب میں، جہاں سودانی قبائل پر مشتمل لوگ آباد ہیں وہ علاقہ، یہ لوگ حبشیوں سے مشابہ ہیں اور بقول صاحب المنجد، بشیوں کا ایک گروہ جو بنغال اور غانا میں رہتا ہے۔

التِّبْرُ: تِبْرَةٌ کی جمع، سونے کا ڈھیلا جو ڈھلا ہوا نہ ہو یا سکہ کی شکل میں نہ ہو یا ابھی کان کی مٹی میں ہو۔

عِزّةُ النّفْسِ

لـمّـا أشخص الشافعیؒ إلی سرّ من رآهٗ، دخلها وعلیه أطمار رثّة، وطال شعرهٗ، فتقدم إلی مُـزیّـن، فـاستـقـذره لـمّـا نظر إلی رثاثته، فقال لهٗ المزیّن، تمضٰی إلی غیری، فاشتدّ علی الشـافعیؒ أمره، فـالتـفـت إلی غلام کان معه فقال: إیش معک من النفقة ؟ قال:عشرة دنانیر،فقال الشافعیؒ ، إدفعها إلی المزیّن،فدفعها الغلام إلیه، فولّی الشافعیؒ وهویقول:

۱ عَـلَـیَّ ثِیَـابٌ لَـوْ یُبَـاعُ جَـمِیـعُهَـا — بِـفَـلْـسٍ لَـکَـانَ الـفَلْسُ مِنْهُنَّ اَکْثَرَا

میرے بدن پر ایسے کپڑے ہیں کہ اگر ان تمام کوفروخت کیا جائے — صرف ایک پیسے کی عوض تو پیسہ مالیت میں بڑھ جائے

۲ وَفِیهِـنَّ نَـفْـسٌ لَـوْ تُـقَـاسُ بِبَعْضِهَـا — نُـفُوسُ الـوَرٰی کَـانَـتْ أَجَلَّ وَأَکْبَرَا

مگر اسمیں ایک روح ایسی ہے کہ اگر اسکے ایک جزء کا — کل مخلوقات کی روحوں سے مقابلہ کیا جائے تو وہ بھاری ثابت ہو

۳ وَمَـا ضَـرَّ نَـصْلُ السَّیْفِ إِخْلاَقُ غَمْدِهِ — إِذَا کَـانَ عَـضْبـاً أَیْـنَ وَجَّهْتَـهٗ فَـرٰی

تلوار کے پھل کو میان کا پرانا ہونا نقصان نہیں دیتا — جب تیز دھار ہوتی ہے تو جہاں بھی چلاؤ کاٹتی جاتی ہے

٤ فَـإِنْ تَـکُـنِ الأَیَـامُ أَزْرَتْ بِبـزَّتِـی — فَـکَـمْ مِـنْ حُسَامٍ فِي غِلاَفٍ تَکَسَّرَا

اگر زمانہ نے مجھے لباس سے ادنی سمجھا تو انکی غلطی ہے — اسلئے کہ بہت سے عمدہ تلواریں ٹوٹے ہوئے میان میں ہوتی ہیں

۱۔ **الفَلْسُ**: پیسہ، ج، اَفْلُسٌ ،وفُلُوسٌ ، الفَلَّاسٌ ، صرّاف، پیسے خرید وفروخت کرنے والا۔

۲۔ **الوَرٰی**: مخلوق، اَبوُالوَرٰی، زمانہ.

۳۔ **الـنَّـصْلُ**: تیر کا پیکان، نیزہ یا تلوار یا چھری کا پھل، کبھی خود تلوار کو بھی نصل کہتے ہیں، ج، نِـصَـالٌ وَانْصَلٌ ونُصُولٌ. **إِخْلاَقُ**: خَـلَقَ (ن)وخَلِقَ (س) وخَلُقَ (ک)خَلَقاً وَخُلوُقةً، واَخْلَقَ، الثَّوبُ، کپڑے کا بوسیدہ ہونا۔ اَخْلَقَ الشَّابُ، جوانی کا ختم ہونا۔

الغَمْدُ: تلوار کا میان،غلاف، ج، غُمُودٌ، اَغْمَادٌ. **عَضْباً**: تیز تلوار، چرب زبان، عَضَبَ(ض) عَضْباً، قطع کرنا. **فَرٰی**: فَرَی وفَرَّی الشَّیُٔ، کاٹنا، پھاڑنا، چیرنا.

٤۔ **أَزْرَتْ**: زَرَی (ض)زَرْیاً وزِرَایةً،علیه عمله، عیب لگانا، کسی کام پر عتاب کرنا،اَزْرٰی بِهِ واَزْراهُ، بدگوئی کرنا،حق کم کرنا۔ **بِزَّةٌ**: کپڑے ہتھیار، ہیئت، البَزُّ، کتّان یا روئی کے کپڑے، ہتھیار، ج، بُزوزٌ.

حُسَامٌ : تیز کاٹنے والی تلوار، حُسَام السَّیفِ،تلوار کی دھار۔

تشریح: ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ذکر کیا ہے کہ جب امام شافعیؒ سُرّ من رأی نامی شہر میں پہونچے تو طویل سفر کے سبب آپ کے جسم پر کپڑے میلے اور بال لمبے ہو گئے تھے، آپ ایک بال کاٹنے والے کے پاس گئے تو اس نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر کہا کہ میاں کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ، امام صاحبؒ کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی آپ نے خادم سے پوچھا تمہارے پاس کتنا پیسہ بچا ہے؟ اس نے کہا کہ دس دینار آپ نے فرمایا اس مزیّن (حجام) کو دے دو۔ آپ وہاں سے واپس چلے گئے اور یہ اشعار پڑھے، بعض لوگوں نے اور قصے لکھے ہیں۔

بہرحال امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر میرے جسم کے کپڑوں پر نظر کرو گے تو وہ اتنے معمولی ہیں، کہ ایک ٹکہ بھی اس کی قیمت زیادہ سمجھی جائیگی مگر ان کپڑوں میں جو جان ہے وہ بہت قیمتی ہے؛ اگر ساری مخلوق کی جانوں کو اس کے بعض حصہ پر قیاس کرو گے تو بھی زیادہ قیمتی ثابت ہوگی، پھر ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ اگر تلوار عمدہ قسم کی ہو؛ اسکی دھار تیز ہو تو پھر اسکو چاہے جتنی پرانی میان میں رکھو گے کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ ضرورت کے وقت جہاں اسکو استعمال کرو گے کاٹتی چلی جائیگی، اسی طرح آدمی علم وفضل کا مالک ہو تو اسکے جسم کے معمولی کپڑے اس کو نقصان نہیں دیتے، وہ ٹاٹ میں رہ کر بھی ریشم پہننے والوں پر بھاری ہوگا، اصل چیز انسان کے ذاتی اوصاف ہیں ظاہری شکل وصورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے امام شافعیؒ کو علم وفضل، ذکاوت وفہم کے جس بلند مرتبہ پر پہنچایا تھا یہ دیکھتے ہوئے آپ کا اس طرح کہنا سزاوار ہے، انکی ذات گرامی واقعی لاکھوں انسانوں پر بھاری تھی۔ "رحمه الله رحمة واسعة"
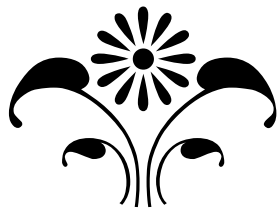
الإِعتِذَارُ

۱ إِقْبَلْ مَعَاذِيرَ مَنْ يَأْتِيكَ مُعْتَذِراً	إِنْ بَرَّ عِنْدَكَ فِيمَا قَالَ أَوفَجَرَا
معذرت کرنے والے کی معذرت کوقبول کرلے	چاہے تمہارے خیال میں وہ بھلا ہو یا برا ہو
۲ لَقَدْ أَطَاعَكَ مَنْ يُرْضِيكَ ظَاهِرُهُ	وَقَدْ أَجَلَّكَ مَنْ يَعْصِيكَ مُسْتَتِراَ
ظاہر میں تجھے راضی رکھنے والا تیرا مطیع ہے	اور جرم کرتے وقت تجھ سے گبھرانے والے کے دل میں تیرا احترام ہے

تشریح: مطلب یہ ہے کہ عذرخواہ کے اعذار کو قبول کر لینا چاہیئے ،اس نے صحیح غلط جو بھی بات پیش کی ہو۔ مگر وہ جب تمہارے سامنے آیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تمہیں راضی کرنا چاہتا ہے اور جو آدمی تمہارے حکموں کی علی الاعلان حکم عدولی نہیں کرتا، چھپ کرنا فرمانی کرتا ہے؛ گویا تمہارا خیال اس کے دل میں ہے اور وہ تمہارا اکرام کررہا ہے، ورنہ بے ادب انسان تو سامنے ہی اختلاف کرتا ہے۔

۱۔ **مَعَاذِيرُ:** المِعْذَارُ، عذر، بہانہ، ج، مَعَاذِيرُ، عَذَرَ(ض)عُذْراً، عُذُراً ومَعْذِرَةً،علی أو فیما صنع، عذرقبول کرنا، الزام سے بری کرنا، العُذْرُ، ج، اَعْذَارٌ، حجت کی بناپرعذرکیا جائے۔
۲۔ **اَجَلَّکَ:** من الإجلال وهو الاحترام والتعظيم، التجلّة، الجلال والعظمة.

الفِرْدَوْسُ

قال الإمام الشافعیؒ ،واعظا داعيا إلى العمل الصّالح، لأنَّهُ السّبيل إلى جنان الخلد:

۱ يَـامَـنْ يُـعَـانِقُ دُنْيَا لاَ بَقَاءَ لَهَا ... يُـمْسِي وَيُصْبِحُ فِي دُنْيَاهُ سَفَّاراً

اے وہ شخص جوفانی دنیا کو گلے لگا رہا ہے ... اور صبح وشام اسی کے چکّر میں سرگرداں ہے

۲ هَلاَّ تَرَكْتَ لِذِي الدُّنْيَا مُعَانَقَةً ... حَتَّى تُعَانِقَ الفِرْدَوْسَ أَبْكَاراَ

تو نے دنیاداروں کو گلے لگانا کیوں نہ چھوڑا؟ ... تاکہ کل جنت الفردوس کی دوشیزاؤں کو گلے لگا سکے

۳ إِنْ كُنْتَ تَبْغِي جِنَانَ الخُلْدِ تَسْكُنُهَا ... فَيَنْبَغِي لَکَ أَنْ لاَ تَأْمَنَ النَّارَا

اگر تو جنت الخلد میں سکونت چاہتا ہے ... تو ضروری ہیکہ تو نارجہنم سے مطمئن نہ ہو جائے

تشریح: مطلب یہ کہ دنیا فانی ہے، اس کے ساتھ محبت کرنے؛ اس کو گلے لگانے اور اس کے لئے دنیا بھر کے سفر کرنے کا کیا فائدہ؟ یہ کام تو دنیا داروں کے لئے چھوڑ دینا چاہئے تا کہ آخرت کے کاموں میں مشغول رہ کر؛ جنت میں حوروں سے ملاقات کر سکے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

عشق بامردہ نہ باشد پائدار ... عشق را باحیّ وقیّوم دار

اگر آدمی ہمیشہ کی جنت کا خواہش مند ہے تو اسکو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور جہنم کی آگ سے ڈرتے رہنا چاہئے؛ تاکہ گناہوں سے بچ کر؛ خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کر سکے۔

۱۔ **يُعانِقُ:** عَانَقَهُ مُعَانَقَةً بغل گیر ہونا، گلے لگانا۔

۲۔ **الفِرْدَوْسُ:** جنت کا نام۔قرآن میں ہیں ﴿كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾. باغ، سرسبز وادی، مذکر مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے۔قرآن میں دوجگہ اسکا ذکر ہے.

اَبْكَاراً: البِكْرُ، کی جمع، کنواری، جوان گائے، ماں باپ کا پہلا بچہ، ہر چیز کا اول۔وهنا مأخوذ من قوله تعالىٰ ﴿فَجَعَلْنَاهُنَّ اَبْكَارًا﴾.

تَعَلَّمْ

۱ تَعَلَّمَ مَا استَطَعتَ تَکُنْ اَمِیْراً — وَلاَ تَکُ جَاهِلًا تَبْقٰی أَسِیْرَا

حصول علم میں محنت کرو وہ تجھے سرداری عطا کریگا — جاہل نہ رہ ورنہ ماتحتی اختیار کرنی پڑیگی

۲ تَعَلَّمْ کُلَّ یَوْمٍ حَرْفَ عِلْمٍ — تَرَیٰ الْجُهَّالَ کُلُّهُمْ حَمِیْرَا

روزانہ کم ازکم کوئی ایک بات سیکھ لیا کر — اس لئے کہ جاہلوں کی زندگی مثل حمار گذرتی ہے

تشریح: علم حاصل کرنے والا قیادت کے منصب پر ہوتا ہے اور بلند مقام پر رہ کر دوسروں سے کام لیتا ہے جبکہ جاہل قیدی یعنی غلامی کی زندگی گذارتا ہے، اسکو اپنے آقا اور مولیٰ کی بات کی اطاعت کرنی پڑتی ہے؛ وہ جب تک جاہل رہیگا نوکری کی قید میں رہیگا، روزانہ تھوڑا تھوڑا علم حاصل کر کے آدمی بہت کچھ حاصل کرسکتا ہے، اگر اس طرح تھوڑا بہت علم حاصل کرلیا تو چین کی زندگی گذاریگا، ورنہ جاہل رہ کر گدھے کی طرح بوجھ لادتا پھریگا۔

مِنَ الشَّقَاوَةِ

۱ وَمِنَ الشَّقَاوَةِ أَنْ تُحِبَّ — وَمَنْ تُحِبُّ یُحِبُّ غَیْرَکَ

محرومی یہ بھی ہیکہ تو جس سے محبت کرے — وہ تجھے چھوڑ کر دوسرے سے محبت کرے

۲ أَوْ أَنْ تُرِیْدَ الْخَیْرَ لِلإِنْسَانِ وَهُوَ یُرِیْدُ ضَیْرَکَ

یاتم تو کسی انسان کی بھلائی چاہو — اور وہ تمہارے نقصان کا خواہاں ہو

۲۔ حَمِیراً: والأَحْمِرَةُ وحُمُرٌ، الحِمَارُ واحد کی جمع، گدھا، حِمَارُ الوَحْشِ، نیل گائی۔

۱۔ الشَّقَاوَةُ: شَقَا، یَشْقُوا شَقْواً وشَقِیَ یَشْقٰی شَقَاوَةً، بدبخت ہونا، صفت، شَقِیٌّ، ج، اَشْقِیَاءُ.

۲۔ الضَّیْرُ: نقصان، تنگی، سختی، قرآن کریم میں ہیں، ﴿قَالُوا لاَ ضَیْرَ إِنَّا إِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ﴾.

كَشَفتُ حَقَائِقَهَا

جاء في معجم الأدباء، حدّث الحسين بن محمد قال، سئل الشافعيؒ عن مسئلة، فأجاب عنها ثم أنشد يقول:

١ إِذَا الـمُشْكِلاتُ تَصَدَّيْنَ لِي ... كَشَفْتُ حَقَائِقَهَا بِالنَّظَرِ

جب مجھے کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے ... تو غور وفکر کر کے اسکی حقیقت معلوم کر لیتا ہوں

٢ لِسَانِی كَشَقْشَقَةِ الأَرْحَبِیِّ ... أَوْ كَالحُسَامِ اليَمَانِیِّ الذَّكَرُ

میری زبان ارحبی خطباء کی طرح فصیح ہے ... اور عمدہ لوھے سے بنی تیز دھار لمبی تلوار کی طرح ہے

٣ وَلَسْتُ بِإِمَّعَةٍ فِي الرِّجَالِ ... أُسَائِلُ هَذَا وَذَا مَا الخَبَرُ

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جسکی اپنی کوئی رای نہ ہو ... اور ادھر ادھر پوچھتا پھروں کہ مسئلہ کیا ہے؟

٤ وَلٰكِنَّنِی مِدْرَهُ الأَصْغَرَيْنِ ... وَجُلَّابُ خَيْرٍ وَفَرَّاجُ شَرُّ

بلکہ میں زندہ دل اور فصیح زبان کا مالک ہوں ... جو خیر کے حصول اور شر کے دفاع پر خوب قادر ہے

١۔ **تَصَدَّيْنَ**: تَصَدّٰی لَهٗ، درپے ہونا، سامنے آنا، لِلأَمرِ، کسی معاملہ کے لئے متوجہ ہونا۔

٢۔ **الشَّقْشَقَةُ**: شَقْشَقَ، شَقْشَقَةً، الجَمَلُ، اونٹ کا بلبلانا۔ الطَّیرُ، پرندے کا آواز نکالنا، الشِقْشِيقَةُ، اونٹ کا جھاگ جو بوقت مستی نکالتا ہے۔ يُقَالُ فُلاَنَ شَقْشَقَهُ قَوْمِهِ، وہ اپنی قوم میں شریف اور فصیح ہے، اپنی قوم کی زبان ہے۔ یہ لفظ مجازا خطباء کے لئے بولا جاتا ہے۔ **الأَرْحَبِیِّ**: یہ نسبت یمن کے بادشاہ ارحب بن دعام کی طرف ہے، جسکی نسل میں بہت سارے امراء، شعراء اور فصحاء گذرے ہیں۔ **الذَّكَرُ**: مرد، مِنَ الحَدِيْدِ، اچھا عمدہ لوھا، مِنَ النَّحَاسِ، وہ سخت تانبا جو کوٹا نہ جاسکے۔ سَیْفٌ ذَكَرٌ، وہ تلوار جو عمدہ لوہے کی بنی ہو۔

٣۔ **الإِمَّعَةُ**: والإِمَّعُ، ہر ایک کی رائے کی پیروی کرنے والا، بن بلائے دعوت میں جانے والا، ج، اِمَّعُون، اِمَّعٌ کی اصل إِنِّی مَعَكَ ہے اور إِمَّعَةٌ میں تاء تانیث کی نہیں بلکہ مبالغہ کی ہے۔

٤۔ **مِدْرَهُ**: التَّدْرَأةُ والتُدْرَأُ، وہ شخص جو عزت وشوکت کا مالک ہو، اور دشمن کو دفع کرنے والا ہو۔

الأَصْغَرَيْنِ: دل اور زبان، اسی لئے کہا جاتا ہے "المَرأُ بِأَصْغَرَيْهِ" آدمی کی قدر و منزلت اسکی دو چھوٹی چیزوں، دل اور زبان سے ہوتی ہے۔

صِفَةُ المُنَاظَرَةِ

وَقال الشافعیؒ یدعو إلی التّناظر الهادئ ،و ینهی عن اللّجاجة و المکابرة، و کان یقول، ماناظرت أحدا إلاّ علی النّصیحة :

١ إِذَا مَا كُنْتَ ذَا فَضْلٍ وَعِلْمٍ — بِمَا اخْتَلَفَ الْأَوَائِلُ وَالْأَوَاخِرُ

اگرتو صاحب علم وفضل ہےاور — متقدمین ومتأخرین کےاختلاف سے واقف ہے

٢ فَنَاظِرُ مَنْ تُنَاظِرُ فِی سُكُونٍ — حَلِیْمًا لَا تُلِحُّ وَلَا تُكَابِرُ

تو مناظر کےساتھ سکون سے گفتگو کر — حلم سے کام لےاور باطل پر جمنے والا اورحق کا منکر نہ بن

٣ یُفِیدُكَ مَا استَفَادَ بِلَا امْتِنَانٍ — مِنَ النُّكَتِ اللَّطِیْفَةِ وَالنَّوَادِرُ

توایسا کریگاتو وہ بلا امتنان تجھے — اسکے پاس موجود لطائف ونوادرات سے فائدہ پہونچائیگا

٤ وَإِیَّاكَ اللَّجُوجَ وَمَنْ یُرَائِي — بِأَنِّی قَدْ غَلَبْتُ وَمَنْ یُفَاخِرُ

اور بچ تو سخت جھگڑالو، اپنی جیت کا غلط — مظاہرہ کرنے والے، اور متکبر سے مناظرہ کرنے سے

٥ فَإِنّ الشَّرَّ فِي جَنَبَاتِ هَذَا — یُمَنِّی بِالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرُ

اس لئے کہ وہ شر جو اسکے دل میں ہے — تقاطع وتدابر کی طرف لے جاتا ہے

تشریح: فرماتے ہیں کہ ذی علم آدمی جسکوسلف کے اقوال واحوال سے واقفیت ہو وہ مناظرہ میں نہ تو غیض وغضب اور طعنہ وتشنیع کرتا ہے اور نہ ہی اپنی بات پر اصرار کرتا ہے بلکہ سکون کے ساتھ دلائل کا جواب، دلائل سے دیتا ہے اور درمیان گفتگو لطیفوں اور نادر حکایتوں سے فائدہ بھی اٹھاتا ہے، وہ مناظرہ میں فخر کرنے اور قابلیت کے اظہار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور جو آدمی مناظرہ میں اسطرح کا ارادہ کرکے آیا ہو اسکے ساتھ مناظرہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

٢۔ **تُلِحُّ**: اَلَحَّ فِی السُّؤال، سوال میں اصرار کرنا۔ **تُكابِرُ**: تَکَابَرَ الرَّجُلُ، اپنے آپ کو بڑا اور بلند مرتبہ ظاہر کرنا۔

٣۔ **النُّكَتُ**: و النُّکَاتُ، کلام کی باریکی، حکمت سے بھری بات، وہ دقیق علمی مسئلہ جہاں تک غایت تحقیق کے بعد رسائی ہو۔ النُّکتَةُ، کی جمع۔ **النَّوَادِرُ**: النَّادِرَةُ کی جمع، نَوَادِرُ الکَلامِ، عجیب وغریب کلام، فصیح وعمدہ کلام۔

٤۔ **اللَّجُوجَ**: اللَاجُّ واللَّجُوجُ، بڑا جھگڑالو، لَجَّ (ض،س) لَجَاجاً ولَجَاجَةً، ضد سے جھگڑنا، دشمنی میں مداومت کرنا۔

٥۔ **التَّدَابُرُ**: تَدَابَرَ القَوْمُ، آپس میں دشمنی رکھنا، اختلاف کرنا، تعلقات توڑلینا۔

یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ

١ یَـا رَاقِـدَ الـلَّـیْـلِ مَـسْـرُوراً بِـأَوَّلِـهِ — إِنَّ الْـحَـوَادِثَ قَـدْ یَـطْـرُقْنَ اَسْحَارَا

اے رات کی ابتدا میں مطمئن سونے والے — حوادثات سحری کے وقت دروازہ پر دستک دیتے ہیں

٢ أَفْـنَـتْ قُـرُوْنَ الـلَّـتِـی کَـانَـتْ مُنَعَّمَةً — کَـرُّ الـجَـدِیْـدَیْـنِ إِقْبَالاً وَإِدْبَارَا

آسائش میں رہنے والی بے شمار قوموں کو — گردش لیل ونہار نے فنا کردیا

٣ کَـمْ قَـدْ أَبَـادَتْ صُـرُوفُ الـدَّهْـرِ مِنْ مَلِکٍ — قَـدْ کَـانَ فِـي الـدَّهْـرِ نَفَّاعـاً وَضَرَّارَا

حوادثات زمانہ نے کئی ایسے بادشاہ ہلاک کردئے — جو اپنے زمانے میں لوگوں کو نفع نقصان پہونچایا کرتے تھے

تشـــریح: آدمی کو اپنی زندگی میں کبھی کبھی مطمئن ہوکر غافل نہیں رہنا چاہئے ،اگر آج اسکا اچھا وقت ہے تو کل برا وقت بھی آسکتا ہے۔دنیا میں بہت سی قومیں جو صاحب قوت واقتدار تھیں زمانہ کی گردش نے ان کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔قرآن مجید میں ایسی بہت سی قوموں کا ذکر آیا ہے بہت سے بادشاہ؛ جن کا حکم نافذ ہوتا تھا اور جوامر ونہی کے مالک تھے؛تخت سے اتار کر تختۂ دار پر لٹکا دئے گئے،تاریخ نے ایسے بہت سے فرمارواؤں کی داستانیں اپنے صفحات میں محفوظ کر رکھی ہیں۔ **فـاعتبـروا یـا أولـی الابصار.**

١۔**رَاقِدٌ:** رَقَدَ (ن) رُقُوداً ورُقَاداً، سونا،صفت ،راقِدٌ، ج،رُقُودٌ ورُقَّدٌ، عَنِ الأَمْرِ ،کام سے غافل ہونا، عَنِ الضَّیْفِ، مہمان کی خبر گیری نہ کرنا۔

یَطْرُقْنَ: طَرَقَ (ن) طَرْقاً، البَابَ، کھٹکھٹانا، القَوْمَ ،رات کے وقت آنا۔

٢۔**الکَرُّ:** کَرَّ (ن) کُرُوراً، لوٹنا،واپس آنا۔مڑنا، اللَّیْلُ والنَّهَارُ،رات دن کا باری باری آنا۔

الـجَدِیْدَیْن: والـجَدِیدَانِ والأَجِدَّانِ، دن رات،تثنیہ والی شکل میں انکا استعمال ہے،تنہا دن یا رات کے لئے جَدِیْدٌ یا اَجِدٌ نہیں بول سکتے۔

ثَوُبُ القَنَاعَةِ

١ تَـدَرَّعْـتُ ثَـوْبـاً لِـلْـقُـنُـوعِ حَـصِـيـنَـةً ۔۔۔ أَصُـونُ بِـهَـا عِـرْضِـي وَأَجْـعَلُهَا ذُخْـراً

میں نے قناعت کا مضبوط لباس پہن لیا ہے ۔۔۔ جس سے میں اپنی آبرو بچاتا ہوں اور جسکو میں ذخیرہ مانتا ہوں

٢ وَلَـمْ أَحْـذَرِ الـدَّهْـرَ الـخَـؤُونَ فَإِنَّمَا ۔۔۔ قُـصَـارَاهُ أَنْ يَـرْمِـي بِـيَ الـمَوْتَ والفَقْرَا

میں خائن زمانہ سے نہیں ڈرتا کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ ۔۔۔ مجھے موت یا فقر کی طرف دھکیل سکتا ہے

٣ فَـأَعْـدَدْتُ لِـلْـمَـوْتِ الإِلٰـهَ وَعَـفْـوَهُ ۔۔۔ وَأَعْـدَدْتُ لِـلْـفَـقْـرِ الـتَّـجَـلُّدَ والصَّبْرَا

موت کے لئے اللہ کا عفو و کرم میرا سہارا ہے ۔۔۔ اور فقر کی صورت میں بلند ہمتی اور صبر میرا ہتھیار رہے

تشریح: فرماتے ہیں کہ میں نے قناعت پسندی کی صفت بہت مضبوطی سے اختیار کر رکھی ہے؛ جو میسر آئے اس پر اکتفا کر لیتا ہوں چنانچہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی نوبت نہیں آتی اور میری عزت آبرو محفوظ رہتی ہے اور یہی قناعت میرا طریقہ ہے۔ زمانہ کی گردشوں سے میں خوف زدہ نہیں ہوں اس لئے کہ یہ گردشیں زیادہ سے زیادہ مجھے فقر میں مبتلا کریگی اور میں پوری ثابت قدمی سے اس پر صبر کرونگا، اگراسی حالت میں موت آجائے تو اللہ کی ذات اور اس کی صفت عفو پر میرا اعتماد ہے، یہی مؤمن صادق کا طریقہ ہے۔

١۔ **تَدَرَّعْتُ:** تَدَرَّعَ وادَّرَعَ ،زرہ پہننا، الدِّرْعُ، زرہ، مؤنث ہے کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے، ج، دُرُوعٌ وَاَدْرُعٌ. **حَصِيْنَةً:** الحَصِيْنُ مِنَ الأَمَاكِنِ، مضبوط جگہ، دِرْعٌ حَصِيْنٌ، مضبوط زرہ، حِصْنٌ حَصِيْنٌ، مضبوط قلعہ۔ **ذُخْراً:** ذَخَرَ کا اسم، وہ چیز جسے آڑے وقت کے لئے ذخیرہ کیا جائے، ج، أَذْخَارٌ.

٢۔ **الخَؤُوْن:** والخَوَّانَةُ، بہت بڑا خائن۔ **قُصَارَاهُ:** القَصْرُ والقُصَارُ والقُصَارٰى، کوشش وانتہا، عربی میں محاورہ ہے قُصَارَاکَ أَنْ تَفْعَلَ كَذَا، تیری انتہائی کوشش یا آخری حد یہ ہے کہ تو ایسا کرے۔

الرَّزِيَّةُ

١ لَعَمْرُكَ مَا الرَّزِيَّةُ هَدْمُ دَارٍ — وَلاَ شَاةٌ تَمُوتُ وَلاَ بَعِيرُ

تیری زندگی قسم گھر کا گر جانا یا — اونٹ بکری کا مرجانا حقیقی مصیبت نہیں ہے

٢ وَلٰكِنَّ الرَّزِيَّةَ فَقْدُ حُرٍّ — يَمُوتُ بِمَوتِهِ خَلْقٌ كَثِيرُ

لیکن حقیقی مصیبت کسی ایسے شریف کی موت ہے — جسکی موت خلق کثیر کو متاثر کرتی ہے

البَلاَءُ

١ إِنِّي بُلِيتُ بِأَرْبَعٍ يَرْمِينَنِي — بِالنَّبْلِ عَنْ قَوسٍ لَهُنَّ صَرِيرُ

میں ایسے چار دشمنوں کی زد میں آگیا ہوں — جو مجھ پر سخت تیراندازی کررہے ہیں

٢ إِبْلِيسَ، والدُّنيَا وَنَفْسِي وَالهَوٰى — أَنّٰى يَفِرُّ مِنَ الهَوٰى نِحْرِيرُ

شیطان، دنیا، نفس اور خواہشات — شریف آدمی کے لئے ان حملوں سے بچنا کتنا مشکل ہے

١ـ**الرَّزِيَّةُ:** والرَّزِيئَةُ، ج، رَزَايَا، بڑی مصیبت۔
الشَّاةُ : بکرا، بکری، ج، شَاءٌ، شِيَاهٌ تصغیر، شُوَيَّةٌ، شُوَيْهَةٌ.
البَعِيرُ: چارسالہ یا نوسالہ اونٹ یا اونٹنی، ج، بُعْرانٌ واَبْعِرَةٌ، جج، اَبَاعِرُ واَبَاعِيرُ.
١ـ**النَّبْلُ:** تیر، ج، نِبَالٌ واَنْبَالٌ ونُبْلاَنٌ.
صَرِيرُ: صَرَّ (ض) صَرِيراً وصَرَراً، الشَّيئُ، چوں چوں کرنا، الاُذُنُ، کان بجنا، الأَسْنَانُ، دانت بجنا۔
٢ـ**نِحْرِيرُ:** حاذق، سمجھدار، عقلمند، ج، نَحَارِيرُ.

صُنْ وَجْهَكَ

١ كُلْ بِمِلْحِ الجَرِيشِ خُبْزَ الشَّعِيرِ وَاعْتَقِبْ لِلنَّجَاةِ ظَهْرَ البَعِيرِ

پیسے ہوئے نمک کے ساتھ جَو کی روٹی کھالے اور نجات کے لئے اونٹ کی سواری تیار رکھ

٢ وَجُبِ المَهْمَةَ المَخُوفَ إِلىٰ طَنْجَةَ أَوْ خَلْفَهَا إِلَى الدُّرْدُرُورِ

اور طنجہ شہر تک خطرناک جنگل پار کرتا جا یا اس سے آگے مقام دُردُرور تک

٣ وَصُنِ الوَجْهَ أَنْ يَذِلَّ وَيَخْضَعَ إِلَّا إِلىٰ اللَّطِيفِ الخَبِيرِ

اور چہرے کو جھکانے یا رسوا کرنے سے بچا علیم وخبیر ذات کے علاوہ کسی اور کے سامنے

١۔**الجَرِيشُ**: والمجْرُوشُ، دلا ہوا غلّہ، الجَارُوشُ والجَاروشَةُ، غلّہ ،دلنے کی ہاتھ کی چکّی ،جَوَارِيشُ.

٢۔**جُبْ**: جَابَ(ن) جَوْباً وتَجْوَاباً، البِلادَ، ملک کو طے کرنا،عبور کرنا، الصَّخْرَةُ، چٹان میں سوراخ کرنا یا تراشنا، الثَّوبُ، کپڑا کاٹنا۔ **المَهْمَهُ**: والمَهْمَهَةُ، لمبا چوڑا بیابان، بنجر ملک، ج، مَهَامِهُ.

طَنْجَةَ: مدينة فى المملكة المغربية، على مضيق جبل طارق، كانت مركزا تجاريا للفيقيين، ثم مستعمرة رومانية.

دُرْدُرُورِ: موضع فى سواحل بحر عمان مضيق بين جبلين يسلكه الصّغار من السفن.

٣۔ **صُنْ**: صَانَ(ن) يَصُونُ صَوْناً وصِيَاناً،صِيَانَةً، حفاظت کرنا، بچانا،صفت مفع ، مَصُونٌ ومَصُؤُونٌ، صَانَ،الثوب او العرض، کپڑے یا سامان کو عیب لگانے والی چیزوں سے بچانا۔

اَلْسُنِ النّاسِ

قال الإمام الشافعیؒ، ماارتدی أحد بالكلام فأفلح:

١ وَ مَا أَحَدٌ مِنْ أَلْسُنِ النَّاسِ سَالِماً وَلَوْ أَنَّهُ ذَاکَ النَّبِیُّ الْمُطَهَّرُ

لوگوں کی زبان سے کوئی بچ نہیں سکتا — اگر کوئی بچتا تو پاک باز نبیؐ اسکے زیادہ اھل تھے

٢ فَإِنْ كَانَ سِكِّيتاً يَقُولُونَ أَبْكَمُ وَإِنْ كَانَ مِنْطِيقاً يَقُولُونَ أَهْذَرُ

اگر کوئی کم گو ہوتو لوگ اسکو گونگا کہتے ہیں — اگر کوئی باتونی ہو تو کہتے ہیں کہ بڑبڑاتا رہتا ہے

٣ وَإِنْ كَانَ صَوَّاماً وَبِاللَّيْلِ قَائِمًا يَقُولُونَ زَرَّاقٌ يُرَائِئ وَيَمْكُرُ

اور اگر کوئی تہجد گذار اور روزے دار ہو — تو کہینگے کہ ریا کار اور دھوکے باز ہے

النَّظْرَةُ

١ يَقُولُونَ لاَ تَنْظُرْ وَتِلْكَ بَلِيَّةٌ أَلاَ كُلُّ ذِی عَيْنَيْنِ لاَ بُدَّ نَاظِرُ

لوگ کہتے ہیں مت دیکھ حالانکہ یہ ایک آزمائش ہے — اس لئے کہ جسکے پاس دو آنکھیں ہوں وہ دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا

٢ وَلَيْسَ اِكْتِحَالُ الْعَيْنِ بِالْعَيْنِ رِيبَةً إِذَا عَفَّ فِيمَا بَيْنَ ذَاکَ الضَّمَائِرُ

حالانکہ آنکھوں سے دیکھنا اسوقت قابل ملامت نہیں — جبکہ مخفی ناجائز امور سے پرہیز کیا جائے

١۔ **المُطَهَّرُ:** طَهَرَ (ن،ک) طُهراً وَطَهارَةً، پاک ہونا، صفت، طَاهِرٌ، طَهَّرَهُ، پاک کرنا۔

٢۔ **سِكِّيتاً:** السَّكْتُ والسِّكِيتُ، کم گو، خاموش طبیعت۔ **مِنْطِيقاً:** والنِّطِيقُ، خوش بیان۔

أَهْذَرُ: هَذَّرَ البَعِيرُ، اونٹ کا بڑبڑانا، الهَذَّارُ، بہت گرجنے والا بادل۔

٣۔ **زَرَّاقٌ:** زَرَقَ (ض،ن) زَرْقاً، زَرَقَتْ عَيْنُهُ نَحْوِی، اسنے میری طرف کنکھیوں سے دیکھا۔ الرَّجُلَ بِبَصَرِهِ، کسی کو گھورنا۔

قَافِيَةُ السِّينِ

قَلِيْلُ الحَمْلِ لِلدَّنَسِ

قال الشافعیؒ، يدعو من جعل نفسه واعظا للناس أن يصون نفسه من العيب والدّنس... وهو يقول، الخيرفی خمسة، غِنی النّفس ،وكفّ الأذیٰ، وكسب الحلال، والتّقویٰ، والثّقة بالله:

١ يَاوَاعِظَ النَّاسِ عَمَّا أَنْتَ فَاعِلُهُ ۔۔۔ يَامَنْ يُعَدُّعَلَيْهِ العُمْرُ بِالنَّفَسِ

اے لوگوں کوایسے امور کی نصیحت کرنے والے جسمیں تو خود مبتلا ہے ۔۔۔ اے وہ آدمی جسکی زندگی کا شمار ایک ایک پل سے ہوتا ہے

٢ إِحْفَظْ لِشَيْبِکَ مِنْ عَيْبٍ يُدَنِّسُهُ ۔۔۔ إِنَّ البَيَاضَ قَلِيلُ الحَمْلِ لِلدَّنَسِ

اپنے بڑھاپے کو دھبّہ لگانے والے عیب سے بچا ۔۔۔ اس لئے کہ سفیدی میل کم برداشت کرتی ہے

٣ کَحَامِلٍ لِثِيَابِ النَّاسِ يَغْسِلُهَا ۔۔۔ وَثَوبُهُ غَارِقٌ فِي الرِّجْسِ والنَّجِسِ

اس دھوبی کی طرح جولوگوں کے کپڑے صاف کرتا ہے ۔۔۔ مگر اسکے اپنے کپڑے ناپاک اور گندے ہوتے ہیں

٤ تَبْغِي النَّجَاةَ لَمْ تَسْلُکْ طَرِيْقَتَهَا ۔۔۔ إِنَّ السَّفِيْنَةَ لاَتَجْرِي عَلیٰ اليَبَسِ

تو نجات کا طالب ہے مگر نجات کی راہ پر نہیں چلتا ۔۔۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ کشتی خشکی پر نہیں چلتی

٥ رُکُوبُکَ النَّعْشَ يُنْسِيکَ الرُّكُوبَ عَلیٰ ۔۔۔ مَاكُنْتَ تَرْکَبُ مَنْ بَغْلٍ وَمِنْ فَرَسِ

تیرا سریر میت پر سوار ہونا بھولا دیگا ۔۔۔ تیری خچّر اور گھوڑے کی سواری کو

٦ يَوْمَ القِيَامَةِ لاَمَالٌ وَلاَ وَلَدٌ ۔۔۔ وَضَمَّةُ القَبْرِ تُنْسِي لَيْلَةَ العُرْسِ

قیامت کے دن نہ مال کام آئیگا نہ اولاد ۔۔۔ اور قبر کا بھینچنا شبِ زفاف کی لذتیں بھولا دیگا

٢۔ **يُدَنِّسُهُ:** دَنِسَ (س) دَنساً ودَنَاسَةً،عِرْضُهُ اوثوبُهُ او خُلُقُهُ، عزت واخلاق کا عیب دار ہونا، کپڑے کا میلا ہونا،صفت،دَنِسٌ،ج، اَدْنَاسٌ ومَدَانِيسُ.دَنَّسَهُ، میلا کرنا، دنَّسَهُ سُوءُ خُلُقِه، اسکی بدخلقی نے اسکو بدنام کردیا۔

٦۔ **ضَمَّةُ القَبْرِ:** قبر کا بھینچنا۔ **لَيْلَةُ العُرْسِ:** العُرْسُ والعُرُوسُ، زفاف،طعام ولیمہ،ج،اَعْرَاسٌ وعُرُسَاتٌ، لَيْلَةُ العُرْسِ، شب زفاف۔

قَرِيْبٌ مِن عَدُوٍّ

وقال الإمام الشافعیؒ، فی الصّدیق الصّدوق، ودوره فی أوقات الشّدة والحاجة للتآسي:

١ صَدِيقٌ لَيْسَ يَنْفَعُ يَوْمَ بُؤْسٍ ۔۔۔ قَرِيْبٌ مِنْ عَدُوٍّ فِي القِيَاسِ

وہ دوست جومصیبت میں کام نہ آئے ۔۔۔ دشمن سے قریبی مشابہت رکھتا ہے

٢ وَمَا يَبْقَى الصَّدِيقُ بِكُلِّ عَصْرٍ ۔۔۔ وَلَا الإِخْوَانُ إِلَّا لِلتَّآسِي

حالانکہ ہر زمانہ میں دوست کو دوست اور بھائی کو بھائی ۔۔۔ اسکی غم خواری ہی کی وجہ سے مانا جاتا رہا ہے

٣ عَبَرْتُ الدَّهْرَ مُلْتَمِساً بِجُهْدِي ۔۔۔ أَخَاثِقَةٍ فَأَلْهَانِي التِمَاسِي

میں نے عمر طویل کسی مخلص دوست کی تلاش میں گذار دی ۔۔۔ مگر میری جستجو نے مجھے عاجز کر دیا

٤ تَنَكَّرَتِ البِلَادُ وَمَنْ عَلَيْهَا ۔۔۔ كَأَنَّ أُنَاسُهَا لَيْسُوا بِنَاسِ

اب تو وطن اور اہالیٔ وطن اجنبی سے لگتے ہیں ۔۔۔ گویا یہاں کے لوگ میرے اپنے لوگ نہیں ہیں

١۔ **البُؤْسُ**: شدت، محتاجگی، ج، اَبْؤُسٌ والبَأسَاءُ والبُوسٰی، یَوْمُ البُؤْسِ، ایام مصیبت۔

القِيَاسُ: قَاسَ (ض) قِیاساً کا مص۔ ھذا قِيَاسُ ذَاكَ، یہ اسکے مشابہ ہے۔ القِيَاسُ فِی عِلْمِ المَنطق، چند قضیوں سے مرکب قول جسکو تسلیم کرنے سے ایک اور قول لامحالہ تسلیم کرنا پڑے مثلاً " الطائر له جناحان وللعصفور جناحان، فالعصفور طائرٌ".

٢۔ **التّآسِي**: تآسی القوم، ایک دوسرے کو تسلی دینا، تأَسّی، صبر کرنا۔ تسلّی کرنا، التأسَاءُ۔ تعریف، تسلّی۔

٣۔ **أَلْهَانِي**: جعلنی أَلْهُو، اَلْهَاهُ، اِلْهَاءً، فلانا الشيئ، عاجزی سے چھوڑ دینا۔

٤۔ **تَنَكَّرَتْ**: تنکّرَ، الرَّجُلُ، اچھی حالت سے نکل کر بدحال ہونا، بھیس بدلنا، لفلانٍ، اجنبی ہونا، فُلانٌ، بدخلق ہونا۔ نکَّرَهٗ، تبدیل کرنا، نکَّرَ الاسم، اسم کو نکرہ بنانا۔

اَللّٰهُ ذُوالآلاءِ

قال الإمام الشافعیؒ، یسأل اللّٰه الیقین والعون فی الدّنیا والآخرة:

١ قَلْبِي بِرَحْمَتِکَ اللّٰهُمَّ ذُوْأُنُسِ ... فِي السِّرِّ والجَهْرِ والإِصْبَاحِ والغَلَسِ

اے اللہ تیری رحمتوں سے میرا دل مانوس ہے ... جو مجھ پر ظاہری، باطنی اور رات دن ہوتی رہتی ہیں

٢ وَمَا تَقَلَّبْتُ مِنْ نَوْمِي وَفِي سِنَتِي ... إلاَّ وَذِکْرُکَ بَيْنَ النَّفْسِ والنَّفَسِ

اور میں نینداور اونگھ میں پہلو نہیں بدلتا ... مگر تیرا ذکر میرے دل اور سانس میں جاری ہوتا ہے

٣ لَقَدْ مَنَنْتَ عَلٰى قَلْبِی بِمَعْرِفَةٍ ... بِأَنَّکَ اللّٰهُ ذُو الآلاءِ والقُدُسِ

تو نے میرے قلب پر اس معرفت کا القاء کر کے احسان فرمایا ... کہ آپ ہی نعمتوں کے مالک اور پاکیزہ صفات رب ہیں

٤ وَقَدْ أَتَيْتُ ذُنُوباً أَنْتَ تَعْلَمُهَا ... وَلَمْ تَکُنْ فَاضِحِي فِيها بِفِعْلِ مُسِی

میرے کئے ہوئے گناہ آپ بخوبی جانتے ہیں ... مگر پھر بھی آپ نے ان گناہوں کے بسبب مجھے رسوا نہیں کیا

٥ فَامْنُنْ عَلَيَّ بِذِکْرِ الصَّالِحينَ ولاَ ... تَجْعَلْ عَلَيَّ إذاً فِي الدِّينِ مِنْ لَبَسِ

بس اے اللہ تو صالحین میں میرا شمار کر کے مجھ پر کرم فرما ... اور دین کا کوئی امر مجھ پر ملتبس نہ فرما

٦ وَکُنْ مَعِي طُولَ دُنْيَایَ وآخِرَتِي ... وَيَومَ حَشْرِي بِمَا أَنْزَلْتَ فِی عَبَسِ

اور اے اللہ، عمر بھر اور آخرت میں کرم کا معاملہ فرمانا ... اور حشر میں سورۃ عبس کی آیت والا اچھا معاملہ فرمانا

١۔ **أُنُسُ:** الاُنَسُ والاُنُسَةُ، انْسِيت، اَنِسَ (س) اَنُسَ (ک) اَنَس (ض) اَنْساً، مانوس ہونا، به وإليه، کسی سے محبت کرنا، دل لگنا۔

٢۔ **السَّنَةُ:** اونگھ، غفلت، ابتداء نوم، وَسِنَ (س) وَسْناً وَسِنَةً، اونگھنا، نیند سے جاگنا، اضداد میں سے ہے، صفت، وَسِنٌ، وَسْنَانٌ، مذکر، وَسِنَةٌ، مؤنث۔

٣۔ **الآلاَءُ:** الألٰى والأُلٰى والأَلَي، کی جمع، نعمت، مہربانی، فضل.

القُدُسُ: قَدُسَ (ک) قُدْساً وقُدُساً، پاک ہونا، بابرکت ہونا، قدَّسَ الرَّجُلُ اللّٰهَ، خدا کے مقدس ہونے کا اقرار کرنا، القُدُّوسُ والقَدُّوسُ، ہر نقص وعیب سے پاک، اللہ پاک کا صفاتی نام.

٥۔ **لَبَسِ:** لَبِسَ (س) لُبساً، عَلَيْهِ الأَمْرُ، خلط ملط کرنا، کسی امر کو مشتبہ بنانا.

٦۔ **عَبَسِ:** اشارة إلی الآیتین الکریمتین فی سورة عبس ﴿وُجُوهٌ يَومَئِذٍ مُسْفِرَةٌ، ضَاحِکَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ﴾.

عِزَّةُ النَّفْسِ

وقال الإمام الشافعیؒ، یصف وطأة السؤال علٰی نفس العزیز الأبیّ، وقال لا یکمل الرّجل إلاّ بأربع: بالدّیانة، والأمانة، والصّیانة والرّزانة:

١ لَقَلْعُ ضِرسٍ وضَرْبُ حَبْسٍ ۔۔۔ وَنَزْعُ نَفْسٍ وَرَدُّ أمْسِ

داڑھ کا اکھاڑنا اور قید خانہ میں مارا جانا ۔۔۔ جان کا نکلنا اور گذرے دن کا واپس آنا

٢ وَقَرُّ بَرْدٍ وَقَوْدُ قِرْدٍ ۔۔۔ وَدَبْغُ جِلْدٍ بِغَيْرِ شَمْسِ

اور سخت سردی برداشت کرنا اور بندر ہنکانا ۔۔۔ اور چمڑے کو دھوپ کے علاوہ سے دباغت دینا

٣ وَنَفْخُ نَارٍ وَحَمْلُ عَارٍ ۔۔۔ وَبَيْعُ دَارٍ بِرُبْعِ فِلْسِ

اور آگ دھونکنا اور عار برداشت کرنا ۔۔۔ اور چار آنے میں گھر فروخت کر دینا

٤ وَأكْلُ ضَبٍّ وَصَيْدُ دُبٍّ ۔۔۔ وَصَرْفُ حَبٍّ بِأرْضِ خَرْسِ

اور گوہ کھانا اور ریچھ کا شکار کرنا ۔۔۔ اور بنجر زمین میں بیج ڈالنا

٥ أهْوَنُ مِنْ وَقْفَةِ الْحُرِّ ۔۔۔ يَرْجُو نَوَالاً بِبَابِ نَحْسِ

آسان ہے بنسبت اسکے کہ کوئی شریف آدمی ۔۔۔ کسی منحوس کے دروازے پر بخشش کی امید میں کھڑا رہے

تشریح: امام شافعیؒ نے اشعار میں کئی مشکل چیزوں کا شمار کروایا اور آخر میں فرمایا؛ کہ یہ ساری دشوار اور تکلیف دہ چیزوں کا تحمل کر لینا؛ شریف انسان کے لئے آسان ہے؛ بہ نسبت اس کے کہ اسے کسی بدبخت انسان کے دروازہ پر بخشش کی امید میں کھڑا رہنا پڑے۔ شریف انسان تکلیفیں برداشت کر سکتا ہے مگر ایسی ذلت برداشت نہیں کر سکتا۔

١۔ **القَلْعُ:** قَلَعَ (ف)قَلْعاً وقَلَّعَ واقْتَلَعَ، الشيئی، جڑ سے اکھاڑنا۔ **الضِرْسُ:** داڑھ، دانت، ج، اَضْراسٌ، وضُرُوسٌ. **نَزْعُ النَّفْسِ:** نَزَعَ (ض)نَزْعاً، المَرِيض ،قریب المرگ ہونا، نَزْعُ الحَيَاةِ، حالت نزع، موت کے قریب کی حالت۔ ٢۔ **قَرٌّ:** قَرَّ (ن،ض،س)قَرًّا، اليَوْم، دن کا ٹھنڈا ہونا، قَرَّ الكَلامَ فِي أُذُنِيهِ، کسی کے کان میں منہ لگا کر بات کہنا۔ **الدَّبْغُ:** دَبَغَ(ف،ن،ض) دَبْغاً ودِباغَةً، الجِلْدُ، چمڑا رنگنا۔ ٤۔ **الدُبُّ:** ریچھ، ج، اَدْبابٌ، دِبَبَةٌ، مؤنث، دُبَّةٌ، رَكِبَ دُبَّ فُلاَنٍ، فلاں کا طریقہ اختیار کیا۔

الخَرْسُ: والخِرْسُ، ج، خُرُوسٌ، نا قابل کاشت زمین۔

٥۔ **النَّحْسُ:** نَحَسَ (ف) نَحساً ونَحُسَ (ک) نُحُوسَةً کا مصدر، نامبارک، ج، نُحُوسٌ.

العِلْمُ

وقال الإمام الشافعیؒ ،كنت أقرئ النّاس وأنا إبن ثلاث عشرة سنة، وحفظت المؤطا قبل أن أحتلم، يصف الإمام قيمة العلم فی حياة الإنسان ويدعو، إلى نيله بالهمّة العالية ،والإرادة الثّابتة والتّضحية:

١ العِلْمُ مَغْرِسُ كُلِّ فَخْرٍ فافْتَخِرْ وَاحْذَرْ يَفُوتُكَ فَخْرُ ذَاكَ المَغْرَسِ

علم جملہ اسباب عزت کی جائے پیدائش ہے تو بھی اسے حاصل کر اورحصول عزت کے اس سبب کے فوت ہونے سے ڈرتارہ

٢ واعْلَمْ بِأنَّ العِلْمَ لَيْسَ يَنالُهُ مَنْ هَمُّهُ فِي مَطْعَمٍ أومَلْبَسِ

اور جان لے کہ علم وہ آدمی حاصل نہیں کرسکتا جسکی توجہ کھانے پینے میں ہو

٣ إلاَّ اَخُو العِلْمِ الَّذِی يُعْنٰی بِهِ فِي حَالَتَيْهِ عَارِياً أَوْ مُكْتَسِي

ہاں مگر وہ علم دوست آدمی جوعلم میں فقیری اورامیری دونوں حالت میں منہمک رہتا ہو

٤ فَاجْعَلْ لِنَفْسِكَ مِنْهُ حَظاًّ وافِراً وَاهْجُرْ لَهُ طِيْبَ الرُّقَادِ وعَبَّسِ

توعلم سے وافرمقدارحاصل کر اوراسکے لئے میٹھی نینداور چہرہ بگاڑنا چھوڑ دے

٥ فَلَعَلَّ يَوماً إنْ حَضَرْتَ بِمَجْلِسٍ كُنْتَ الرَّئِيْسَ وَفَخْرَذَاكَ المَجْلِسِ

توایک دن ایسا آئیگا کہ توجس مجلس میں بھی پہونچ جائیگا علم کے سبب فخرمجلس اورصدرنشیں توہی ہوگا

١۔**المَغْرِسُ**: پودہ لگانے کی جگہ، ج، مَغَارِسُ، غَرَسَ(ض)غَرْساً وغِرَاسَةً، الشَّجَرَ، درخت لگانا۔

٣۔**عَارِياً**: عَرِیَ ،يَعْرٰی، عُرْيَةً، عُرْياً،مِنْ ثِيَابِهِ، ننگا ہونا،صفت عَارٍ وعُرْيَانٌ، ج، عُرَاةٌ.

مُكْتَسِي: كَسٰی يَكْسِی وكُسِی كساً، الثوب، کپڑا پہننا،اِكْتَسٰی،لباس پہننا، اِكْتست الأرض بالنّبات، زمین کا پودوں سے چھپ جانا۔

٤۔**الرُّقَادُ**: رَقَدَ(ن) رَقْداً ورُقُوداً ورُقَاداً، سونا،صفت،رَاقِدٌ، ج،رُقُودٌ ورُقَّدُ.

عَبَّسِ: عَبَسَ(ض) عَبْساً وعُبُوساًوعَبَّسَ، الوَجْهُ، ترشروئی کرنا،تیوری چڑھانا،چیں بہ جبیں ہونا۔

تشـــــریـح: (جب تو علم حاصل کرلیگا) تو شاید کسی دن کسی مجلس میں صدر مجلس اور فخر مجلس ہوگا۔امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی بھی قابل فخر کارنامہ علم کے بغیر انجام نہیں دیا جاسکتا، اسلیئے آدمی کو اس فخر کے حصول میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے، ہاں علم کے طالب کی پوری توجہ ہر حال میں حصول علم کی طرف ہونی چاہیئے، جو طالب علم کھانے پینے، عمدہ کپڑے پہننے اور بناؤ سنگار کی فکر میں لگا رہےگا وہ کبھی بھی علم حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا، علم کے لئے میٹھی نیند بھی قربان کرنی ہوگی اور جدّ وجہد میں مسلسل مشغول رہنا ہوگا اور جب ان مشقتوں کو برداشت کرےتو عالم بن جائیگا تو پھر انشاء اللہ جس مجلس میں بھی جائیگا تو ہی میرِ مجلس ہوگا۔

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

پئے علم چوں شمع باید گداخت　　　　که بے علم نتواں خدا را شناخت

قَافِيَةُ الصَّادِ

تَرْكُ المَعَاصِي

وقال الإمام الشافعیؒ ، حفظت القرآن وأناابن سبع سنين، وحفظت المؤطّا وأنا إبن عشر، ورغم هذايذكرشكواه إلى المحدّث وكيع إبن الجرّاح الذى دعاه إلى ترك المعاصى:

امام شافعیؒ نے اپنے جلیل القدر استاذ المحدث وکیع بن جرّاح الروٴاسیؒ سے اپنے کمزور حافظہ کی شکایت کی۔

امام وکیعؒ کی کنیت ابوسفیان تھی دوسری صدی ہجری کے مشہور محدث تھے،کوفہ میں ۱۲۹ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۹۷ھ میں وفات پائی،تقوی کے بلند مقام پر فائز تھے۔قضاء پیش کیا گیا تو معذرت کردی (رحمه الله رحمة واسعة)۔ ڈاکٹر عمر فاروق نے آپ کی وفات کوفہ میں لکھی ہے حالانکہ آپکی قبر مبارک قاہرہ میں موجود ہیں۔

١ شَكَوْتُ إلٰى وَكِيعٍ سُوءَ حِفْظِي ... فَأَرْشَدَنِي إلٰى تَرْكِ المَعَاصِي

میں نے حضرت وکیعؒ سے کمزور حافظہ کی شکایت کی ... تو آپ نے مجھے ترک معاصی کی نصیحت فرمائی

٢ وَأَخْبَرَنِي بِأَنَّ العِلْمَ نُورٌ ... وَنُورُ اللّٰهِ لاَ يُهْدٰى لِعَاصِي

اور یہ بتایا کہ علم نور خداوندی ہے ... اور نور خداوندی گناہ گار کو نہیں دیا جاتا

١۔ وَكِيع: پورا نام، وکیع بن جرّاح بن ملیح الروٴاسی ہے۔کنّیت ابوسفیان ہے۔قرن ثانی کے حافظ الحدیث؛ محدث ہیں۔ ۱۲۹ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔صائم الدھر اور پرھیز گار تھے۔کوفہ کا عھدۂ قضا تقوی ہی کی وجہ سے قبول نہیں کیا۔تفسیر،حدیث،تاریخ اور تصوّف میں قابل قدر آپکی تصنیفات ہیں۔

اَرْشَدَنِي: رَشَّدَهُ وارْشَدَهُ،إلَى كَذَا وَعَلَيْهِ وَلَهُ، ھدایت کرنا،اِسْتَرْشَدَ، لِاَمْرِهِ، راہ راست پر ہونا. ۵،ھدایت طلب کرنا.

الإِیمَانُ وَذِکْرُ الخُلَفَاء

وقال الإمام الشافعیؒ، یذکر بعض ارکان الإسلام، ویمتدح الخلفاء الراشدین:

١ شَهِدْتُ بِأَنَّ اللّٰهَ لا رَبَّ غَیْرُهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ البَعْثَ حَقٌّ وأُخْلِصُ

میں گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا رب نہیں ہے اور میں سچے دل سے مانتا ہوں کہ بعث بعد الموت برحق ہے

٢ وَأَنَّ عُرَی الإِیمَانِ قَوْلٌ مُبَیِّنٌ وَفِعْلٌ زَکِیٌّ قَدْ یَزِیدُ وَیَنْقُصُ

اور یہ کہ ایمان کی بنیاد کلمۂ طیبہ ہے اور بے داغ عمل ہے اور وہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے

٣ وَأَنَّ أَبَا بَکْرٍ خَلِیْفَةُ رَبِّهِ وَکَانَ أَبُو حَفْصٍ عَلَی الخَیْرِ یَحْرِصُ

اور یہ کہ ابوبکرؓ رب کے برحق خلیفہ ہیں اور عمر فاروقؓ اعمال خیر کے بے حد حریص تھے

٤ وَأُشْهِدُ رَبِّي أَنَّ عُثْمَانَ فَاضِلٌ وَأَنَّ عَلِیاً فَضْلُهُ مُتَخَصِّصُ

اور میں رب کو گواہ بناتا ہوں عثمانؓ کی فضیلت پر اور اس بات پر کہ حضرت علیؓ کا فضل مخصوص تھا

٥ أَئِمَّةُ قَوْمٍ یُهْتَدَی بِهُدَاهُمُ لَحَی اللّٰهُ مَنْ إِیَّاهُم یَتَنَقَّصُ

یہ ہمارے ایسے امام ہیں جنکی پیروی کی جاتی ہے انکی تنقیص کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو

تشریح: بہت سے حاسدوں نے امام صاحبؒ پر رافضی ہونے کا الزام لگایا تھا؛ ان اشعار میں انہوں نے خلفاء اربعہؓ کے بارے میں اپنے عقیدہ کا اظہار کیا اور پانچ نمبر کے شعر میں فرمایا کہ یہ ائمہ اربعہؓ ہدایت کے مینار تھے، انکے نقش قدم پر چل کر ہی راہ راست مل سکتی ہے اور جو شخص ان کے بارے میں زبان درازی کرے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو۔

١۔ عُرَی: و العُرْوَةُ، دستہ، قابل اعتماد چیز، نفیس مال، گنجان درخت جسکے پتے جاڑے میں نہ گریں.
٢۔ لَحَی: لَحَی یَلْحَی لَحْیاً، الشَّجَرَة، درخت چھیلنا، فلاناً، ملامت کرنا، صفت، لاحٍ، لَحَا اللّٰهُ فُلاَناً، اللہ تعالیٰ فلاں پر لعنت کرے۔

الحَسُودُ

۱ وَذِی حَسَدٍ یَغْتَابُنِي حَیْثُ لا یَرَی مَكَانِي وَیُثْنِی صَالِحاً حَیْثُ اَسْمَعُ

اورحاسد میری عدم موجودگی میں میری غیبت کرتا ہے اور میرے سامنے میری تعریف کرتا ہے

۲ تَوَرَّعْتُ أَنْ اغْتَابَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَمَا هُوَ إِذْ یَغْتَابُنِي مُتَوَرِّعُ

میں اسکی غیرحاضری میں اسکی غیبت سے پرہیز کرتا ہوں اوروہ میری غیبت کرنے سے پرہیز نہیں کرتا

تَرْكُ الشَّرِّ

۱ لَقَدْ أَسْمَعُ القَولَ الَّذِی كَادَ كُلَّمَا تُذَكِّرُنِیهِ النَّفْسُ قَلْبِي یُصَدَّعُ

کبھی کبھی میں ایسی بات سنتا ہوں کہ جب جب بھی میرا نفس وہ یاد دلاتا ہےتو دل پارہ پارہ ہوجاتا ہے

۲ فَأُبْدِي لِمَنْ أَبْدَاهُ مِنِّي بَشَاشَةً كَأَنِّی مَسْرُورٌ بِمَا مِنْهُ أَسْمَعُ

پھر بھی میں اسکے قائل کے سامنے بشاشت کا اظہار کرتا ہوں گویا کہ میں اس سے سنی ہوئی بات پرخوش ہوں

۳ وَمَا ذَاکَ مِنْ عُجْبٍ بِهِ غَیْرَ أَنَّنِي أَرٰی تَرْکَ بَعْضِ الشَّرِّ لِلشَّرِّ اَقْطَعُ

اور یہ عجب کی بنیاد پرنہیں کرتاہاں مگر میں بعض شر کے ترک کو دیگر شرور کے لئے قاطع مانتا ہوں

۱۔ **الحَسُودُ:** مذکرومؤنث، وہ شخص جسکی طبیعت میں حسد ہو، ج، حُسُدٌ، حَسَدَ(ن،ض) حَسَداً وحَسَادَةً فُلاناً نِعْمَهُ وَ عَلَی نِعْمَتِهِ، کسی کی نعمت کے زوال اورخوداپنے لئے اسکے حصول کی تمنّا یا آرزوکرنا،صفت، حَاسِدٌ، ج، حُسّادٌ وَحَسَدَة.

۱۔ **یُصَدَّعُ:** صَدَّعَ، الشَّیْئَ، پھاڑنا، تَصَدَّعَ،القَوْمَ، متفرق ہونا، الشَّیْئُ، پھٹنا، تصَدَّعَتِ الأَرْضُ بفُلان، وہ شخص زمین میں کہیں غائب ہوگیا۔ اَنْصَدَعَ الصَّبَاحُ،صبح کا روشن ہونا۔
۲۔ **بَشَاشَةً:** بَشَّ (س)بَشَاشَةً، ہنس مکھ ہونا۔خندہ پیشانی والا، بالصّدیق، دوست کودیکھکر خوش ہونا،صفت، بَشٌّ، بَاشٌّ، بَشُوشٌ وَبَشَّاشٌ.

القَنَاعَةُ

١ عَزِيزُ النَّفْسِ مَنْ لَزِمَ القَنَاعَهْ — وَلَمْ يَكْشِفْ لِمَخْلُوقٍ قِنَاعَهْ

باعزت رہتا ہے وہ آدمی جو قناعت کو لازم پکڑتا ہے — اور جو مخلوق کے سامنے اپنی مٹھی نہیں کھولتا

٢ أَفَادَتْنِي التَّجَارِبُ كُلَّ عِزٍّ — وَهَلْ عِزٌّ أَعَزُّ مِنَ القَنَاعَهْ

زندگی نے مجھے اسباب عزت بتادئے — اور قناعت سے بڑھکر اور کوئی سبب عزت نہیں

٣ فَصَيِّرْهَا لِنَفْسِكَ رَأْسَ مَالٍ — وَصَيِّرْ بَعْدَهَا التَّقْوٰى بِضَاعَهْ

پس تو قناعت کو اپنا رأس المال سمجھ — اور تقوی کو بھی اپنی پونجی بنا

٤ وَلَا تُطِعِ الهَوٰى وَالنَّفْسَ وَاعْمَلْ — مِنَ الخَيْرَاتِ قَدْرَ الإِسْتِطَاعَهْ

اورنفس اور خواہشات کی اتباع نہ کر — اور حتی المقدور اعمال خیر کرتا رہ

١۔ قَنِعَ: قَنِعَ (س) قَنْعاً وقَنَاعَةً، جو کچھ حصہ میں آئے اسپر صبر کرنا، صفت، قَانِعٌ، ج، قَانِعُونَ وقُنَّعُ.
القِنَاعُ: اوڑھنی، دوپٹہ، کھانا رکھنے کا برتن، ٹرے یا طشت، ج، اَقْنَاعٌ واَقْنِعَةٌ، كَشْفُ القِنَاعَ عَنِ الشَّيْئِ، کسی چیز کو کھول کر بیان کرنا، راز فاش کرنا۔
٢۔ التّجَارُبُ: جَرَّبَهُ، تَجْرِيباً وتَجْرِبَةً، آزمانا، تجربہ کرنا، امتحان لینا۔
٣۔ رَأسُ المال: پونجی، تجارت کا اصلی مال۔ بِضَاعَة: تجارت کا سامان، سرمایہ، پونجی، ج، بَضَائِعُ.

قَافِيَةُ الضَّادِ

حُبُّ آلِ مُحمَّدٍ

حدّث ربیع بن سلیمان قال، حججنا مع الشافعیؒ، فما ارتقی شرفا، ولاهبط وادیا، إلّا وهو یبکی، وینشد:

١ يَارَاكِباً قِفْ بِالْمُحَصَّبِ مِنْ مِنٰى ۔ وَاهْتِفْ بِقَاعِدِ خَيْفِهَا وَالنَّاهِضِ

اے سوار منیٰ کی وادئ محصب میں ذرا ٹھہر جا ۔ اور خیف بنی کنانہ میں ہر قاعد وقائم کو آواز دے

٢ سَحَراً إِذَا فَاضَ الحَجِيجُ إِلٰى مِنٰى ۔ فَيْضاً كَمُلْتَطِمِ الفُرَاتِ الفَائِضِ

سحری کے وقت جبکہ حاجی لوٹ رہے ہوں منیٰ کی طرف ۔ دریائے فرات کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی موجوں کی طرح

١۔ **المُحَصَّبُ**: موضع فیما بین مکّة ومنیٰ، وَهُوإلی منی أقرب، وهوبطحاء مکّة، وهو خیف بنی کنانة، وحدّه من الحجون ذاهباً إلی منی، سمّی بالمحصّب، من الحصب وهی الرّمی بالحجارة، چونکہ منی میں کنکریاں ماری جاتی ہیں اس مناسبت سے اسکا نام محصّب رکھا گیاہے۔

منیٰ: بلدة قریبة من مکّة وعرفات، فیها مرمی الحجار، وقربها غار حراء الذی کان رسول الله ﷺ یتحنّث فیه قبل الوحی.

٢۔ **الحجیجُ**: والحُجَّاجُ، ج، مقامات مقدسہ کی وقت مخصوص میں زیارت کرنے والے، مفرد، حاجٌّ۔

فَاضَ: أَفَاض الحجّاج من عرفات إلی منی، انصرفوا إلیها بعد انقضاء الموقف.

كَمُلْتَطِمِ: التطمت الأمواج، ضرب بعضها بعضا.

الفُرات: نهر نبعه فی أرمینیا، یجری فی ترکیا مخترفا جبال طوروس وسوریة والعراق، حیث تتسرب منه میاه کثیرة إلی الأراضی المنخفضة المجاورة فتظهر بحیرات، ثم یلتقی بنهر دجلة عند القرنة فیکونان شط، العرب الصّالح للملاحة (المنجد فی الاعلام)

٣ إِنْ كَـانَ رَفْـضـاً حُـبُّ آلِ مُـحَمَّدٍ فَـلْـيَشْهَـدِ الثَّـقَلانَ أَنِّـى رَافِـضِـي

اگر آل محمدؐ سے محبت کرنا رفض ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں

٤ وَأَخْبِـرْهُـمْ أَنِّـى مِـنَ الـنَّـفَرِ الَّـذِى لِـوَلاءِ أَهْـلِ البَيْـتِ لَيْـسَ بِـنَـاقِـصِ

اورانہیں بتادے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اھل بیت کی محبت کے عہد کو توڑ نہیں سکتا

تشـریـح: امام صاحبؒ کومخالفین بار بار رافضی ہونیکا طعنہ دیتے تھے،آپ نے کئی بار اپنے عقائد مختلف انداز میں ظاہر فرمائے پھر بھی بعض حاسد شر پھیلاتے تھے،اس پر یہ اعلان فرمارہے ہیں کہ دنیا بھر کے حجاج جب مزدلفہ سے منی واپس آئیں؛ تو بلند آواز سے اعلان کردو کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے محبت رکھنے کا نام رفض ہے؛تو بے شک میں رافضی ہوں،خلفاء اربعہؓ کے بارے میں آپ کے اشعار گذشتہ اوراق میں گذر چکے ہیں،سحر کے وقت اعلان اسلئے کروارہے ہیں کہ وہ سکون کا وقت ہوتا ہے۔

٣ـ **الرَّفْضُ:** والرّافضة، ج، الرَّوافض، فرقة من الشيعة تستحلّ الطّعن فى الصّحابةؓ، وسمُّوا بالرّافضة، لأنهم رفضوا إمامهم، زيد بن على،لمّا نهاهم عن سبّ أبى بكر وعمر بن الخطّاب رضى الله عنهما (معجم لغة الفقهاء)

٤ـ **النَّفَرُ:** سارے لوگ، تین سے لیکر دس تک کی جماعت،ج، اَنْفَارُ، ثلثة نفر ،تین آدمی،یوم النّفر أو النَّفِير ،بارھویں ذی الحجہ،جسمیں حاجی منی سے مکہ معظّمہ کی طرف رخ کرتا ہے۔

مِنْ عَادَةِ الأَيَّام

وقال الإمام الشافعیؒ، يحذر من تجهّم الأيّام، وإعراض الدّنيا، بعد الإقبال، داعياإلى الجود والعطاء:

١ إِذَا لَمْ تَجُودُوا وَالأُمُورُ بِكُمْ تَمْضِى ... وَقَدْ مَلَكَتْ أَيْدِيكُمُ البَسْطَ والقَبْضَا

اگرتم سخاوت نہ کرواسوقت جبکہ امورتم سے انجام پاتے ہوں ... اورتمہارے ہاتھ قبض وبسط کے مالک ہوں

٢ فَمَاذَا يُرَجّٰى مِنْكُمُ إِنْ عُزِلْتُمُ ... وَعَضَّتْكُمُ الدُّنْيَا بِأَنْيَابِهَا عَضاًّ

پھرتم سے معزولی کے بعدکیاامیدکی جاسکتی ہے؟ ... جبکہ دنیااپنے مضبوط دانتوں سے تمہیں نوچ ڈالے

٣ وَتَسْتَرْجِعُ الأَيَّامُ مَاوَهَبْتُكُمُ ... وَمِنَ عَادَةِ الأَيَّامِ تَسْتَرْجِعُ القَرْضَاَ

جبکہ زمانہ اپنی عطاتم سے واپس طلب کریگا ... اورقرض کامطالبہ کرنازمانہ کی عادت ہے

تشریح: امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ عقلمند آدمی کو جب اللہ تعالیٰ خوش حالی نصیب فرمادے اوروہ اس پوزیشن میں ہوکہ کسی کوکچھ دے سکتا ہے یا منع کرسکتا ہے؛اس وقت سخاوت کرلینی چاہیئے، کیونکہ اگراس حالت میں تبدیلی آگئی اورمن جانب اللہ تم اس حالت سے نیچے اتاردیئے گئے اور دنیا کی مصائب نے تم کوتنگ کردیا پھرکسی خیرکی امیدنہیں رکھی جاسکتی،زمانہ تم سے دیاہواعطیہ کبھی نہ کبھی واپس لیگا اور یہ زمانہ کا دستوراوراسکی عادت ہے کہ دیاہواقرض واپس لیتاہے؛اسلئے عیش کے وقت انسان کو کارخیرکرلیناچاہیئے۔

١۔ **تَجُودُوا:** جَادَ فُلان، سن وبذل وتكرّم، وجاد بماله، تكرّم. **البَسْطُ:** نقيض القبض، وبَسَطَ اللّه الرّزق، وسَّعه وكثره.

القَبْضُ: ضدّ البسط، وقبض يده عن الصّدقة أو نحوها، بخل وامتنع عن ادائها.

٢۔ **عضَّتكمْ:** العَضُّ، الإمساك بالأسنان.

أَنْيَابِهَا: وَانْيُبٌ ونُيُوبٌ واَنَايِيبُ، السّن بجانب الرُّبَاعية، واحد، النَّابُ، کچلی،دانت۔

٣۔ **القِرْضُ:** ج،قُروضٌ، وہ مال جومقررہ میعادکے بعدواپسی کی شرط پردیاجائے۔

عُدْتُ بَالوُدِّ

وقال الشافعیؒ، یصف رعایته الصّدیق وحرصه علی حفظ ودّه وصونه بالتّواصل وعدم الجفاء:

١ لَسْتُ مِمَّنْ إِذَا جَفَاهُ أَخُوهُ — أَظْهَرَ الذَّمَّ أَوْتَنَاوَلَ عِرضاً

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو بھائی کی جفا کا بدلہ — برائی یا بھائی کی آبروریزی سے دے

٢ بَلْ إِذَا صَاحِبِي بَدَا لِی جَفَاهُ — عُدْتُ بِالوُدِّ وَالوِصَالِ لِیَرْضَی

بلکہ میرے ساتھ دوست جب جفا کا معاملہ کرتا ہے — تو میں وصل ومحبت شروع کرتا ہوں تاکہ وہ راضی ہوجائے

٣ کُنْ کَمَا شِئْتَ لِیْ فَإِنِّی حَمُولٌ — وَأَوَّلُ مَنْ عَنْ مَسَاوِیکَ أَغْضٰی

تو چاہے جیسا برتاؤ کر میں تو بردبار ہوں — اور تیرے عیوب سے چشم پوشی کرنے والا پہلا شخص ہوں

تشریح: امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ اگر میرا دوست یا بھائی میرے ساتھ بدسلوکی کرے تو میں بھی اس کے ساتھ برائی کرنے لگوں ؛ یا اسکی مذمت شروع کردوں ؛ بلکہ میرا تو معمول ہے کہ میں اسکے ساتھ اور زیادہ محبت کا برتاؤ کرتا ہوں اور اسکی ملاقات کرتا ہوں ؛ تاکہ وہ راضی ہوجائے اور کوئی رنجش ہو تو دور ہوجائے ؛ میرا معمول تو یہ کہ......

برائی کا بدلہ برائی سے توبہ — میں وہ ہوں کہ سب کا بھلا چاہتا ہوں

١۔ جفاه: قاطعه وخاصمه، جفا فلان، اغلظ طبعه، قال رسول الله ﷺ '' من سکن البادیة جَفَا، ومن اتّبع الصّید غفل''.

٢۔ الوُدُّ: الحبّ. الوِصَالُ: ضدّ الھجران.

٣۔ مَسَاوِیکَ : المعایب والنّقائض، ویقابلھا المحاسن. حَمُولٌ: صابر، بردبار۔

أَغْضٰی : أعضی الرّجل علی الأمر ، سکت وصبر، وتغاضی عنه، تغافل .

قَافِيَةُ العَيْنَ

دُعَاءُ المَظْلُومِ

وقال الإمام الشافعیؒ ، يحذر من عواقب الظّلم ودعاء المظلوم:

١ وَرُبَّ ظَلُومٍ قَدْ كُفِيتَ بِحَرْبِهِ فَأَوْقَعَهُ المَقْدُورُ أَیَّ وُقُوعِ

بہت سارے ظالموں کے مقابلے سے تو بچالیا گیا — تقدیر خداوندی ہی نے انہیں بری طرح پچھارا

٢ فَمَا كَانَ لِیَ الإِسْلَامُ إِلَّا تَعَبُّداً وَأَدْعِيَةً لاَ تُتَّقٰی بِدُرُوعِ

اسلام نے مجھے نہیں تعلیم دی مگر فرماں برداری کی — اور ایسی دعاؤں کی جسمیں زرہیں بھی کام نہیں آسکتی

٣ وَحَسْبُكَ أَنْ يَنْجُو الظَّلُومُ وَخَلْفَهُ سِهَامُ دُعَاءٍ مِنْ قِسِیِّ رُكُوعِ

تو سمجھتا ہیکہ ظالم چھوٹ جائیگا حالانکہ اسکے پیچھے — رکوع کرنے والے کی کمان سے نکلے دعا کے تیر ہیں

١۔ رُبّ: حرف جر ہے۔نکرہ پر داخل ہوتا ہے اور زائد کے حکم میں ہوتا ہے، تقلیل کا فائدہ دیتا ہے مثلا '' ربّ منيّة فی أمنية'' اور تکثیر کا بھی فائدہ دیتا ہے جیسے ''يا ربّ كاسية فی الدّنيا عارية يوم القيامة''.

ظلوم: الظَلَّام والظَلِيمُ والظَلُومُ، بڑا ظالم، بڑا بے انصاف۔

٢ ۔ دُرُوعٌ: واحد ، دِرْعٌ ،مؤنث ہے کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے،ج، دِرَاعٌ، اَدْرُعٌ، دُرُوعٌ، تصغير، دُرَيعٌ، زرہ، دِرْعُ المرأة، عورت کا وہ کپڑا جو گھر میں پہنتی ہے، قمیص، کرتا۔

٣ ۔ قِسِیٌّ : قُسِیٌّ وَاَقْوَاسٌ وقِيَاسٌ، کمان،مؤنث ہے کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے، واحد، القَوسُ، کبھی تخصیص کے لئے قوس کی اضافت کردیتے ہیں جیسے قَوسُ نبلٍ ، تیر کی کمان، قَوسُ قُزَح، قوسُ الرَّجُل، جھکی ہوئی پیٹھ۔

٤ مُـرَیَّشَةً بِـالهُـدُبِ مِنْ کُـلِّ سَاهِـرٍ مُـنْهَـلَّةً أَطْـرافُهَـا بِـدُمُـوعِ

جن پرشب بیداری کی پلکوں کے پر لگے ہیں جسکے کنارے اشکہائے مظلوم سے تر ہیں

تشریح: امام شافعیؒ ان اشعار میں ظلم کے انجام سے ڈرا رہے ہیں اور مظلوم کی دعا کی تاثیر بتلا رہے ہیں کہ مظلوم کی آنکھوں سے نکلے ہوئے آنسوں وہ تیر ہیں جس سے کوئی زرہ نہیں بچاسکتی، اس لئے ظالم اگر ظلم کرتا ہے تو دعا کا ہتھیار مؤمن کے لئے کافی ہیں۔

فارسی میں کہا گیا ہے،

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درِحق بہر استقبال می آید

کسی عربی شاعر نے کہا ہے،

تَنَامُ عَیْنَاکَ وَالْمَظْلُومُ مُنْتَبِهٌ یَدْعُوا عَلَیْکَ وَعَیْنُ اللّٰهِ لَمْ تَنَمْ

٤۔ **مُرَیَّشَةً** : الـمَرِیشُ والمُرَیَّشُ من السّهام، پرلگا ہوا تیر، الرِّیشُ، پرندے کے پر، واحد، رِیشَةٌ، ج، رِیاشٌ واَرْیَاشٌ. **الهُدبُ**: پلک ج، اَهْدابٌ، مریّشة بالهدب ، کنایة عن لصق شعر الاهداب فیها، کـمـا یـلصق الشّعر علی مأخرة السهم، لتزید سرعته والمعنی، أنها کأنّ ریشها هدب العیون، ومـددهـا دمـوع عین المظلوم. **مُنهَلَّةٌ** : مرتدیة ، نَهِلَتْ،س، نَهْلاً ومَنْهَلاً، الابل، پہلی بارکا پینا، المَنْهَلُ، گھاٹ، چشمہ، راستہ پر پانی پینے کی جگہ۔

إِنَّ المُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعُ

وقال الإمام الشافعیؒ ، يندّد بالنّفاق والمنافقين، اللّذين لا يتورّعون عن التّظاهر بحبّ الله وهم غارقون فی العصيان والمعاصي:

۱ تَعْصِی الإِلٰـهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ — هَذَا مُحَالٌ فِي القِيَاسِ بَدِيعُ

تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے پھر بھی محبت کا دعویدار ہے — یہ محال ہے اور قانون محبت کی رو سے بھی عجیب ہے

۲ لَوكَانَ حُبُّکَ صَادِقاً لَأَطَعْتَهُ — إِنَّ المُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعُ

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو اسکی اطاعت کرتا — کیونکہ ہر مُحب یقیناً اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے

۳ فِي كُلِّ يَومٍ يَبْتَدِيکَ بِنِعْمَةٍ — مِنْهُ وَأَنْتَ لِشُكْرِ ذَاکَ مُضِيعُ

وہ روزانہ بلا استحقاق تجھے نعتیں دیتا ہے — تو شکرگذاری کا فریضہ بالکل انجام نہیں دیتا ہے

تشریح: امام صاحبؒ ان اشعار میں ان لوگوں کا ذکر کرتے ہیں؛ جو ظاہر میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعوٰی کرتے ہیں حالانکہ ان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہیں، ایسے منافقین سے خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ دعوائے محبت اور نافرمانی یہ خلاف عقل بات ہے، محبّ تو اپنے محبوب کی اطاعت میں خوشی محسوس کرتا ہے، ہر روز اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے ہم کو نوازتے ہیں اور ہم اسکی نافرمانی کرکے بجائے اسکی شکرگذاری کے ناشکری کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۱۔ بَدِيعُ: فا، بدع الشيئ بدعا، أحدثه على غير مثال سابق وهو بديعُ.

۳۔ يَبْتَدِيکَ بِنِعْمَةٍ: يبدأ بنشر نعمه جلّ جلاله.

دَ وَا ءُ الهَویٰ

روی یاقوت الحَمَوی فقال ، بلغنی أنّ رجلا، جاء إلی الشافعیؒ برقعة فیها:

١ سَلِ المُفْتِیَ المَکِّیَّ مِنْ آلِ هَاشِمٍ　　إِذَا اشْتَدَّ وَجْدٌ بِأَمْرِیءٍ کَیْفَ یَصْنَعُ

آل ھاشم کے مفتیٔ مکہ سے میرا یہ سوال ہے کہ　　کہ جب کسی عاشق پر فراق کی تکلیف سخت ہو تو کیا کرے؟

قال : فکتب الشافعیؒ ، تحته:

٢ یُدَاوِي هَوَاهُ ثُمَّ یَکْتُمُ سِرَّهُ　　وَیَصْبِرُ فِی کُلِّ الْأُمُورِ وَیَخْضَعُ

وہ اپنی محبت کا علاج کرائے اور راز کو چھپائے　　اور ہر معاملہ میں صبر کے ساتھ سر جھکا تا رہے

فأخذ صاحبها بها، ثم جاء وقد کتب تحت هذا البیت الذی هو الجواب:

٣ فَکَیْفَ یُدَاوِي والهَویٰ قَاتِلُ الفَتَی　　وَ فِي کُلِّ یَوْمٍ غُصَّةٌ یَتَجَرَّعُ

وہ کیسے علاج کرے جبکہ عشق اسکے لئے قاتل بن چکا ہے　　اور وہ روزانہ غم کے تلخ گھونٹ پی رہا ہے

فکتب الشافعیؒ :

٤ فَإِنْ هُوَ لَمْ یَصْبِرْ عَلٰی مَا أَصَابَهُ　　فَلَیْسَ لَهُ شَیئٌ سِوَی المَوتِ أَنْفَعُ

اگر وہ اپنی اس حالت کا صبر سے مقابلہ نہیں کرسکتا　　تو سوائے موت کے اور کوئی چیز اسکے لئے نافع نہیں ہے

تشریح: ادب کی بعض کتابوں میں یہ اشعار الفاظ کے ذرا سے تغیر کے ساتھ اصمعی کی طرف منسوب ہیں اس میں پہلا شعر اسطرح ہے۔

اَلا اَیُّهَا العُشَّاقُ بِاللّٰهِ خَبِّرُوا　　إِذَا نَزَلَ العِشْقُ بِالفَتَی فَمَاذَا یَصْنَعُ

١۔**الوَجْدُ:** الحُبُّ الشّدِید.

٣۔**الغصَّةُ :** ج، **غُصَصٌ** ، جس کا پھندا گئے ،گلوگیر، اندوہ۔غم۔ **تجرّع :تَجَرَّعَ، الماء،** پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پینا، **الغَیْظَ**، غصہ پینا۔

حُبُّ الصَّالِحِين وأَدَبُ النُّصحِ

١ أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ — لَعَلِّي أَنْ أَنَالَ بِهِمْ شَفَاعَهْ

میں صالحین سے محبت کرتا ہوں حالانکہ میں اس زمرے کا نہیں ہوں — شاید کہ اس محبت کے بدلے ان کی شفاعت پالوں

٢ وَأَكْرَهُ مَنْ تِجَارَتُهُ الْمَعَاصِي — وَلَوْ كُنَّا سَوَاءً فِي الْبِضَاعَهْ

میں گناہوں کے تاجر کو ناپسند کرتا ہوں — اگرچہ پونجی میں ہم دونوں برابر ہیں

٣ تَعَمَّدْنِي بِنُصْحِكَ فِي انْفِرَادِي — وَجَنِّبْنِي النَّصِيحَةَ فِي الْجَمَاعَهْ

تو مجھے تنہائی میں نصیحت کیا کر — اور لوگوں کے سامنے ٹوکنے سے پرہیز کر

٤ إِنَّ النُّصْحَ بَيْنَ النَّاسِ نَوْعٌ — مِنَ التَّوْبِيخِ لَا أَرْضَى اسْتِمَاعَهْ

لوگوں کے سامنے نصیحت ایک قسم کی — ڈانٹ ہے جسکو میں نہیں سن سکتا

٥ وَإِنْ خَالَفْتَنِي وَعَصَيْتَ قَوْلِي — فَلَا تَجْزَعْ إِذَا لَمْ تُعْطَ طَاعَهْ

اگر تو نے میری یہ بات نہیں مانی — تو تیری فرماں برداری نہ کئے جانے پر خفا نہ ہونا

۱۔ **شَفَاعَة** : شَفَعَ (ف)شَفَاعَةً، لِفُلَانَ او فيه إلى زيد، سفارش کرنا، الشَّفِيعُ، سفارش کرنے والا، ج، شُفَعَاءُ، المُشَفَّعُ، وہ شخص جسکی سفارش مقبول ہو، المُشَفِّعُ، سفارش قبول کرنے والا۔

۲۔ **البِضَاعَة**: تجارت کا سامان، سرمایہ، پونجی، ج، بَضَائِعُ.

۳۔ **النَّصِيحَةُ**: اخلاقی خیرخواہی، ج، نَصَائِحُ.

٤۔ **التَّوبِيخُ**: التأنيب و اللؤم، جھڑکنا، عار دلانا، ملامت کرنا۔

٥۔ **تَجْزَعُ** : الجَزْعُ، فقد الصَّبر على ما أصابه، فهو جازِعٌ وجَزُعٌ وجَزُوعٌ (للمبالغة) وفى القرآن، ﴿إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا﴾.

الوَرُعُ

وقال الإمام الشافعیؒ ،لأن یلقی اللّه العبد بکلّ ذنب إلاَّ الشّرک، خیرٌ من أن یلقاه بشیئ من الأهواء، وقال یجدّد دور الورع، فی صرف صاحبه، عن الاشتغال بعیوب النّاس:

۱ المَرْءُ إنْ کَانَ عَاقِلاً وَرِعاً　　أَشْغَلَهُ عَنْ عُیُوبِ غَیْرِهِ وَرَعُهُ

انسان اگر عاقل اور متقی ہوگا　　تو اسکا تقوی اسے دوسروں کے عیوب سے بے پروا کردیگا

۲ کَمَا العَلِیلُ السَّقِیمُ أَشْغَلَهُ　　عَنْ وَجْعِ النَّاسِ کُلِّهِمْ وَجْعُهُ

جیسے کہ بیمار آدمی کو اسکا اپنا درد　　لوگوں کے درد کی طرف متوجہ ہونے نہیں دیتا

تشریح: مطلب یہ کہ جس طرح تکلیف میں مبتلا مریض اپنے ہی دکھ اور درد میں ایسا مشغول رہتا ہے کہ دوسرے مریضوں کی تکلیف کی طرف اس کی توجہ نہیں ہوتی، اس طرح صاحب تقوی اپنے گناہوں کی طرف نظر کرتا ہے اور دوسروں کے عیوب کی طرف اس کی نظر نہیں جاتی۔

۱۔ **أَشْغَلَهُ:** شَغَلَهُ (ف)شَغْلاً و شُغْلاً و اَشْغَلَهُ، بکذا، مشغول کرنا، کام میں لگانا، عنه، غافل کرنا۔

الذُّلُّ في الطَّمَعِ

وقال الإمام الشافعیؒ ،ينهٰی عن الطّمع وعواقبه:

۱ حَسْبِی بِعِلْمِي أَنْ نَفَعْ	مَاالذُّلُّ إِلاَّ فِي الطَّمَعْ
میرا یہ بات جان لینا میرے لئے مفید ثابت ہوا	کہ لالچ جیسی ذلت اور کسی چیز میں نہیں ہے
۲ مَنْ رَاقَبَ اللّٰهَ رَجَعْ	عَنْ سُوءِ مَاكَانَ صَنَعْ
جسکو حق تعالی کا استحضار ہوتا ہے	وہ برائیوں سے رجوع کر لیتا ہے
۳ مَاطَارَ طَيْرٌ وارْتَفَعْ	إِلاَّ كَمَاطَارَ وَقَعْ
کوئی پرندہ پرواز کر کے اوپر نہیں اٹھتا	مگر بلند ہونیکے بعد اسے نیچے آنا ہی پڑتا ہے

تشریح: امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی کا علم نفع بخش ہو تو اسکو جان لینا چاہئے کہ لالچ میں انسان کی ذلت ہے، اس لئے حرص ولالچ سے دور رہنا چاہئے اور فرماتے ہیں، جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کا دھیان رہتا ہے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے وہ گناہوں کے راستوں سے رجوع کریگا۔

آخری شعر میں فرماتے ہیں کہ پرندہ بلند پرواز کے بعد جس طرح نیچے آتا ہے اسی طرح انسان بلند مقام سے پھر کبھی نہ کبھی نیچے آئیگا اسکا خیال رہنا چاہئے۔ ”ہر کمال راز والے است“ آدمی کو گھمنڈ میں نہیں رہنا چاہئے۔

۱۔ **الطَّمُعُ** : طَمَعَ (س)طَمُعاً کا مص،خواھش،حرص،لالچ،صفت،طَامِعٌ وطَمِعٌ وطُمُعٌ ،ج،طُمَعَاءُ وطَمِعُونَ واَطْمَاع.

لَا تَطْمَعْ

۱ العَبْدُ حُرٌّ إنْ قَنِعْ	والحُرُّ عَبْدٌ إنْ طَمِعْ
غلام اگر قناعت پسند ہوتو وہ آزاد جیسا ہے	اور آزاد اگر لالچی ہوتو مثل غلام ہے
۲ فَاقْنَعْ وَلاَ تَطْمَعْ فَلاَ	شَيْئٌ يَشِينُ سِوَى الطَّمَعْ
پس تو قناعت اختیار کر اور لالچی نہ بن کیونکہ	انسان کو عیب دار کرنے والی لالچ جیسی اور کوئی چیز نہیں

ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے اپنے ایک دوست کو جس کے ساتھ خط وکتابت رہتی تھی؛ لکھا۔

إنّ الأفئدة مزارع الأنس، فازرع الكلمة الكريمة، فأنّها إن لم تنبت كلّها نبت بعضها، وأنّ من النّطق ماهو أشدّ من الصّخر؛ وأنفذُ من الإبر وأمرّ من الصّبر، وأدورُ من الرّحى وأَحدّ من الأسنّة، وربما اغتفرتُ حُراً على حرارته مخافة أن يكون أحرّ وأمرّ وأنكر منه.

تشریح: بعض مرتبہ آدمی ایسی باتیں دوسروں سے سنتا ہے جو دل کو رنج پہنچانے والی ہوتی ہیں مگر پھر بھی تحمل کر کے اس کو ہنس کر دل سے نکال دیتا ہے اور اسکو اہمیت نہیں دیتا اس لئے کہ بعض شر کو چھوڑنے سے بڑے شر سے آدمی محفوظ ہوتا ہے، ورنہ بعض مرتبہ ناگواری کے اظہار سے بات بڑھ جاتی ہے اور جنگ وجدال کو تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔

قَافِيَةُ الفَاءِ

ذِئَابُ خِرَافُ

۱ وَدَعِ الَّذِينَ إِذَا أَتَوکَ تَنَسَّکُوا	وَإِذَا خَلَوْا فَهُمْ ذِئَابُ خِرَافِ
ان لوگوں کو چھوڑ دے جو تیرے سامنے پارسائی کا اظہار کریں	اور تنہائی میں بھیڑوں میں بھیڑیے کا رول ادا کریں

تشـــریـح: مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں دیندار متقی بن کر رہیں مگر جب موقع ملے گناہوں کا ارتکاب کرنے میں دریغ نہ کریں اور لوگوں کے اموال میں اسطرح معاملہ کریں جس طرح بھڑیا بکریوں کے ریوڑ میں تباہی مچاتا ہے۔

۱۔**تَنَسَّکُو:** نَسَکَ (ن) نَسْکاً وَنُسْکاً وَمَنْسَکاً،الرَّجُلَ، زاہد بننا، تَنَسَّکَ، زہادت کا اظہار کرنا۔
خِراف: الخَرُوف، بکری کا بچہ، ج، خِرَافٌ، خِرْفَانٌ، اَخْرِفَةٌ.

كَيْفَ الوُصُولُ

قال الإمام الشافعيؒ ،يصف هول الطّريق قبل الوصول إلى سعاد، ويغلب على شعره هنا الإيماء والرّمز:

۱ كَيْفَ الوُصُولُ إِلٰى سُعَادَ وَدُونَهَا قُلَلُ الجِبَالِ وَدُونَهُنَّ حُتُوفُ

محبوب حقیقی تک رسائی کیسے ہو جبکہ بیچ میں پہاڑوں کی چوٹیاں اور سامان موت حائل ہے

۲ وَالرِّجْلُ حَافِيَةٌ وَلَا لِيَ مَرْكَبٌ والكَفُّ صِفْرٌ والطَّرِيقُ مَخُوفُ

اور پیر ننگے ہیں، سواری بھی نہیں ہے ہاتھ خالی ہے اور راستہ بھیانک ہے

العُقَابُ والذُّبَابُ

۱ اَكَلَ العُقَابُ بِقُوَّةٍ جِيَفَ الفَلَا وَجَنَى الذُّبَابُ الشَّهْدَ وَهُوَ ضَعِيفُ

عقاب باوجود قدرت کے مردار کھاتا ہے اور مکھی باوجود کمزوری کے شہد حاصل کرتی ہے

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بعض مرتبہ طاقتور انسان بھی معمولی چیزوں پر گذارہ کرتا ہے اور کمزور کو اللہ تعالیٰ بے حساب رزق عطا فرماتا ہے، یہ مقدر کی بات ہے۔

۱۔ **سُعَاد:** كنى الإمام الشافعيؒ بسعاد،عن محبوبه الأكبر وهو اللّٰه جلّ جلاله .

قُلَلٌ: سب سے اوپر کا حصہ ،قُلَّةُ السَّيْفِ تلوار کے قبضہ پر چاندی یا لوھے کی زینت کی چیز۔ قُلَّةُ وقِلابَةُ الجَبَلِ، پہاڑ کی چوٹی، ج، قُلَلٌ، قِلَالٌ.

حُتُوفٌ: الحَتْفُ، موت، کہا جاتا ہے،مَاتَ حَتْفَ اَنْفِهِ،طبعی موت مرا، ج، حُتُوفٌ.

۲۔ **المَخُوفُ:** خوفناک، طريقٌ مَخُوفٌ، خوفناک راستہ۔

۱۔ **العُقَابُ :** ایک شکاری پرندہ، ج، عِقْبَانٌ واَعْقُبٌ، جج، عَقَابِينُ.

الشَّهْدُ: والشُهْدُ، وہ شہد جو موم سے صاف نہ کیا گیا ہو، ج، شُهَادُ.

سَلَامٌ عَلٰی الدُّنیَا

قال الإمام الشافعیؒ،یصف جوهر الصّداقة ویکشف أهداء اللّذین یتصنّعون الإخاء أو یتظاهرون بالمودّة، وقال، لیس إلی السّلامة من النّاس سبیل، فانظر الذی فیه صلاحک فالزمه:

١ إِذَا الْمَرْءُ لَایَرْعَاکَ إِلَّا تَکَلُّفاً ۔ فَدَعْهُ وَلَا تُکْثِرْ عَلَیْهِ التَّأَسُّفَا

جب کوئی تیرے ساتھ بناوٹی دوستی کرے ۔ تو ایسے دوست کو بلا افسوس چھوڑ دے

٢ فَفِی النَّاسِ أَبْدَالٌ وَفِي التَّرْکِ رَاحَةٌ ۔ وَفِی الْقَلْبِ صَبْرٌ لِلْحَبِیبِ وَلَوجَفَا

دوست اور بھی مل جائینگے انکو چھوڑ کر راحت حاصل کر ۔ ہاں مخلص دوست جفا کرے تو بھی صبر سے کام لے

٣ فَمَا کُلُّ مَنْ تَهْوَاهُ یَهْوَاکَ قَلْبُهُ ۔ وَکُلُّ مَنْ صَافَیْتَهُ لَکَ قَدْ صَفَا

ضروری نہیں کہ ہر وہ جسے تو چاہے وہ بھی تجھے چاہے ۔ اور ہر وہ جس سے تو پر خلوص تعلق رکھے تیرے ساتھ مخلص ہو

٤ إِذَا لَمْ یَکُنْ صَفْوُ الوِدَادِ طَبِیْعَةً ۔ فَلَا خَیْرَ فِي وُدٍّ یَجِیْئُ تَکَلُّفَا

جب محبت فطری اور خالص نہ ہو ۔ تو بناوٹی محبت میں کوئی خیر نہیں ہوتی

٥ وَلَا خَیْرَ فِي خِلٍّ یَخُونُ خَلِیلَهُ ۔ وَیَلْقَاهُ مِنْ بَعْدِ الْمَوَدَّةِ بِالجَفَا

اور بد عہد دوست کی دوستی میں کوئی خیر نہیں ۔ جو اظہار محبت کے بعد جفا سے کام لیتا ہو

٦ وَیُنْکِرُ عَیْشاً قَدْ تَقَادَمَ عَهْدُهُ ۔ وَیُظْهِرُ سِراًّ کَانَ بِالأَمْسِ قَدْ خَفَا

اور گذرے ہوئے دنوں کے اچھے تعلقات کو بھلا دے ۔ اور ایام ماضیہ کے پوشیدہ رازوں کا افشا کر دے

٧ سَلَامٌ عَلَی الدُّنیَا إِذَا لَمْ یَکُنْ بِهَا ۔ صَدِیقٌ صَدُوقٌ صَادِقُ الوَعدِ مُنصِفاً

دنیا کو ”سلامٌ علیکم“ کہہ دے جبکہ نہ ہو اسمیں ۔ کوئی انصاف پسند، مخلص اور وفادار دوست

٢۔ اَبْدَالٌ: البدْلُ و البَدَلُ و البَدِیلُ، بدل،عوض، جانشیں، ج،اَبْدَالٌ و بُدَلآءُ، الأَبْدَالُ، وہ مقدس لوگ جن سے دنیا کبھی خالی نہیں رہتی، جب کوئی ان میں سے اٹھتا ہے تو دوسرا اسکے قائم مقام ہو جاتا ہے۔اسی لئے انکو ابدال کہا جاتا ہے۔

٤۔ الطَّبِیعَةُ: فطرت،مزاج،فطری عادت، ج،طَبَائِعُ.

إِمَامُ المُسلِمِينَ أَبُوحَنِيفَةَؒ

قال الإمام الشافعیؒ ،یذکر مناقب الإمام أبی حنیفةؒ مترحّماً علیه:

١ لَقَدْ زَانَ البِلادَ وَمَنْ عَلَيْهَا — إِمَامُ المُسْلِمِينَ أَبُوحَنِيفَهْ

دنیااور دنیاوالوں کوزینت بخشی — مسلمانوں کےامام ابوحنیفہؒ نے

٢ بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وفِقْهٍ — كَآيَاتِ الزَّبُورِ عَلَى الصَّحِيفَهْ

شرعی احکام،احادیث نبویہاورفقہ حنفی سے — جس طرح تقدیس کی آیات نےصحیفۂ داؤدکوزینت بخشی

٣ فَمَا بِالمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَظِيرُ — وَلَا بِالمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوفَهْ

نہ مشرقین میں آپکی کوئی نظیر ہے — نہ مغربین میں اور نہ ہی کوفہ میں

٤ فَرَحْمَةُ رَبِّنَا أَبَداً عَلَيْهِ — مَدَى الأَيَّامِ مَاقُرِءَ تْ صَحِيفَهْ

پس ہمارے پروردگار کی دائمی رحمت ہوآپ پر — اس وقت تک جب تک کہ کتاب پڑھی جاتی رہے

١۔ **زَانَ**: زَانَهُ، يَزِينُهُ،زَيْناً، زینت دینا، الشَّیْئُ، خوبصورت بنانا،آراستہ کرنا.

أَبُوحَنِيفَةؒ: نعمان بن ثابت التّيمی الكوفیؒ، ائمۂ اربعہ میں کےایک امام ہیں،انکافقہ اکثر بلاد میں رائج ہوا، انکے فقہ کوفقہ حنفی اور متبعین کواحناف کہاجا تاہے۔کوفہ میں ٨٠ھ میں ولادت ہوئی اور ١٥٠ھ میں وفات پائی۔امام شافعیؒ انکے بارے میں فرماتے ہیں ”اَلنّاسُ عِيَالٌ فِی الفِقْهِ عَلَى أَبِی حَنِيفَةَؒ“.

٢۔ **الزَّبُورُ**: فرشتہ،گروہ، کتاب،ج، زُبُرٌ،حضرت داؤدعلیہ السلام پرنازل شدہ کتاب۔

٤۔ **مَدَى**: المَدَىٰ والمِيدَاء والمُدْيَةُ،غایت،حد،فاصلہ۔

الضِّدَّانِ المُفْتَرِقَانِ

١ فَإِذَا سَمِعْتَ بِأَنَّ مَجْدُوداً حَوٰى — عُوداً فَأَثْمَرَ فِي يَدَيْهِ فَصَدِّقِ

جب تو سنے کہ کسی خوش نصیب نے ایک ٹہنی پکڑی — اور وہ اسکے ہاتھ میں پھلدار ہوگئی تو مان لینا

٢ وَإِذَا سَمِعْتَ بِأَنَّ مَحْرُوماً أَتَى — مَاءً لِيَشْرَبَهُ فَغَاضَ فَحَقِّقِ

اور جب سنے کہ کوئی نصیب کا مارا پانی کے گھاٹ پر — پہونچا مگر پانی تہ میں چلا گیا تو یقین کر لینا

٣ لَوْ كَانَ بِالحِيَلِ الغِنٰى لَوَجَدْتَنِى — بِنُجُومِ أَقْطَارِ السَّمَاءِ تَعَلُّقِي

اگر مالداری تدبیر سے حاصل ہوتی تو اے مخاطب — تو مجھے آسمان کے ستاروں سے متعلق پاتا

٤ لٰكِنْ مَنْ رُزِقَ الحِجٰى حُرِمَ الغِنٰى — ضِدَّانِ مُفْتَرِقَانِ اَىَّ تَفَرُّقِ

لیکن عقل والے کو غنٰی سے محروم کر دیا جاتا ہے — یہ دونوں ضدیں ہیں جنمیں بیّن فاصلہ ہے

٥ وَأَحَقُّ خَلْقِ اللّٰهِ بِالْهَمِّ أَمْرُأٌ — ذُو هِمَّةٍ يُبْلٰى بِرِزْقٍ ضَيِّقِ

خلق خدا میں غم خواری کا زیادہ مستحق وہ آدمی ہے — جو بلند ہمت ہے مگر ضیق عیش میں مبتلا ہے

٦ وَمِنْ الدَّلِيلِ عَلٰى القَضَاءِ وَحُكْمِهِ — بُؤْسُ اللَّبِيبِ وَطِيبُ عَيْشِ الأَحْمَقِ

اور قضائے الٰہی اور تقدیر کی واضح دلیل — عقلمند کی غربت اور احمق کی خوش عیشی ہے

٧ إِنَّ الَّذِى رُزِقَ اليَسَارَ فَلَمْ يَنَلْ أَجْراً — وَلاَ حَمْداً لَغَيْرُ مُوَفَّقِ

وہ آدمی جسکو مالداری دی گئی پھر بھی — اسنے قابل اجر و حمد کام نہ کئے تو وہ بے توفیق ہے

٨ وَالجَدُّ يُدْنِي كُلَّ أَمْرٍ شَاسِعٍ — وَالجَدُّيَفْتَحُ كُلَّ بَابٍ مُغْلَقِ

نصیب ہر دور کی چیز کو قریب کر دیتا ہے — اور اچھی تقدیر ہر بند دروازے کو کھول دیتی ہے

١۔ **مَجْدُوداً:** جَدَّ (س) جَداً وَجُدَّ، صاحب نصیب ہونا، صفت، مَجْدُوداً، کہتے ہیں، جُدِدْتَ یافُلاَن، تم خوش قسمت ہو۔

حَوٰى: حَوَى (ض) حَوَايَةً وَحياً، الشَّيْئُ، جمع کرنا، حَوَّاهُ، تَحْوِيَةً، قبضہ کرنا۔

٤۔**الحِجٰى:** عقل، سمجھ، ج، اَحْجَاء.

حَلَاوَةُ العِلْمِ

قال الإمام الشافعیؒ یصف استمتاعه ولذّته فی مذاکرة العلم، وتنقیح العلوم :

١ سَهَرِي لِتَنْقِيحِ العُلُومِ أَلَذُّ لِي ... مِنْ وَصْلِ غَانِيَةٍ وَطِيبِ عِنَاقِ

تنقیح علوم کے لئے شب بیداری مجھے زیادہ لذیذ ہے ... فطری حسینہ کی ملاقات اور معانقہ کی لذت سے

٢ وَصَرِيرُ أَقْلَامِي عَلَىٰ صَفَحَاتِهَا ... أَحْلَىٰ مِنَ الدَّوْكَاءِ والعُشَّاقِ

اور کاغذ پر چلنے والے قلم کی آواز مجھے زیادہ پیاری ہے ... عاشقوں کے خوشبو پیسنے کے پتھر کی آواز سے

٣ وَأَلَذُّ مِنْ نَقْرِ الفَتَاةِ لِدُفِّهَا ... نَقْرِي لِأُلْقِي الرَّمْلَ عَنْ أَوْرَاقِي

اور کسی دوشیزہ کی دف پر چلنے والی انگلیوں سے زیادہ ... میری کاغذ سے ریت صاف کرنے والی انگلیاں مجھے پسند ہیں

٤ وَتَمَايُلِي طَرَباً لِحَلِّ عَوِيصَةٍ ... فِی الدَّرْسِ أَشْهَىٰ مِنْ مُدَامَةِ سَاقِ

اور میرا درس میں کسی مسئلہ کو حل کرتے ہوئے خوشی سے ... جھومنا مجھے ساقی کی شراب سے زیادہ پسند ہے

٥ وَأَبِيتُ سَهْرَانَ الدُّجَی وَتَبِيتُهُ ... نَوْماً وَتَبْغِي بَعْدَ ذَاكَ لِحَاقِي

میں شب بیداری کرتا ہوں اور تو آرام سے سوتا ہے ... اور پھر بھی درجہ میں مجھے پانے کی خواہش کرتا ہے

---

١ ـ **التَّنْقِيحُ:** معنیٰ کی وضاحت کے ساتھ الفاظ کا اختصار۔ نَقَّحَ و انْقَحَ الکلام، کلام کی اصلاح ودرستگی۔ تَنقِيحُ العُلُوم، علوم کی تحقیق وترتیب۔

الغَانِيَةُ: طبعی حسن وجمال کی وجہ سے زینت وآرائش سے بے نیاز عورت، شادی شدہ عورت، ج، غَانِيَاتٌ وغَوَان. **عِنَاقِ:** عَانَقَهُ، مُعَانَقَةً وَعِنَاقاً، بغل گیر ہونا، گلے سے لگانا، معانقہ کرنا۔

٢ـ **الدَّوْكَاءُ:** حجرٌ أو أداةٌ لسحق الطِّيب.

نَقْرٌ: نَقَرَ (ن) نَقْراً، مارنا، العُود او الدُّفّ، باسندی یا ڈھول بجانا، فی النَّاقُورِ، بگل بجانا، فُلانٌ، چٹکی بجانا، زبان کو تالو سے لگا کر آواز نکالنا۔

٤ـ **العَوِيصَةُ:** العَوِيصُ کا مؤنث، دشوار، من الکلام، جسکا سمجھنا دشوار ہو۔

المُدَامَةُ : والمُدامُ، شراب، مسلسل بارش۔

التَّغَرُّبُ

یدعو الإمام الشافعیؒ فی هذه الأبیات إلی الارتحال عن موطن الضّیم والذّل، مبیّنا کیف أن الجوهر رخیص فی أرضه لکنّه یغلو إذا تغرّب:

١ إِرْحَلْ بِنَفْسِکَ مِنْ أَرْضٍ تُضَامُ بِهَا — وَلاَ تَکُنْ مِنْ فِرَاقِ الْأَهْلِ فِي حُرَقِ

ذلت ورسوائی کی جگہ سے کوچ کرجا — اور گھر والوں کے فراق پر افسوس نہ کر

٢ فَالعَنبَرُ الخَامُ رَوْثٌ فِي مَوَاطِنِهِ — وَفِي التَّغَرُّبِ مَحْمُولٌ عَلَى العُنُقِ

عنبر مچھلی کا غیر مدبوغ چمڑا گندا اور بدبودار ہوتا ہے — مگر اس سے بنی دھال گردن پر اٹھائی جاتی ہے

٣ والکُحْلُ نَوعٌ مِنَ الأَحْجَارِ تَنْظُرُهُ — فِي أَرْضِهِ وَهُوَ مَرْمِیٌّ عَلٰی الطُّرُقِ

جیسے سرمہ اصلا ایک پتھر ہوتا ہے — جو اسکے پیدا ہونیکی جگہ میں راستے پر پھینک دیا جاتا ہے

١۔ تُضَامُ: ضَام یَضِیمُ ضَیماً، ظلم کرنا، دباؤ ڈالنا، ضَامَهُ واِسْتَضَامَهُ، حقَّهُ، کسی کا حق کم کر لینا، الضَّیمُ، ج، ضُیُومٌ، ظلم۔ ضِیْمُ الجبَل، پہاڑ کا کنارہ.

حُرَقِ: الحَرَقُ و الحَرْقُ، مصدر، جلنا، والحُرْقَة، والحَرْقَةُ، حرارت، جلن، حَرَقَهُ (ن) حَرْقاً، بِالنّار، آگ سے جلانا، بالمبرد، ریتی سے رگڑنا، الشیئ، بعض کو بعض سے رگڑنا۔

٢۔ العَنْبَرُ: من الطّبوب، وفی کتاب الحیوان للجاحظ، أنّ العنبر روث سمک، وهو ما أشار إلیه الشافعیؒ، ومن قائل بأن العنبر مادّة دهینة، تقذفها عیون قائمة فی قاع البحر، وإذا طافت جمدت، وألقتها الأمواج علی الشاطئ.

الخَامُ: الجلد لم یدبغ، والثوب لم یقصر، الخام، سوتی کپڑا، ج، أَخْوامٌ.

رَوْثٌ: الرَّوثُ، لید، ج، أَرْواثٌ، راث (ن) رَوْثاً، الفَرَسُ، گھوڑے کا لید کرنا۔

٣۔ الکُحْلُ: سنگ سُرمہ، ہر وہ چیز جو آنکھوں میں شفا یا زینت کے لئے ڈالی جائے، مال کثیر، أَکْحَلُ، پیدائشی آنکھوں کا سُرمگیں ہونا، الکِحَالُ، سنگ سُرمہ۔

٤ لَمَّا تَغَرَّبَ حَازَ الفَضْلَ أَجْمَعَهُ فَصَارَ يُحْمَلُ بَيْنَ الجفْنِ والحَدَقِ

جب وہ وطن سے جدا ہوا تو باعزت ہو گیا اب اسے پلکوں اور آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے

٥ مَنْ ذَلّ بَيْنَ أَهَالِيهِ بِبَلْدَتِهِ فَالإغتِرَابُ لَهُ مِنْ أَحْسَنِ الخُلُقِ

جسکو اپنے وطن میں رُسوائی سے سابقہ ہو اسکے لئے ترک وطن حصول عزت کا بہترین طریق ہے

٤۔ حَازَ: حَازَ (ن) حَوْزاً وَحِيَازَةً،اِحْتَازَ، اِحْتَيَازاً،الشيئ ، اکٹھا کرنا،جمع کرنا،اپنے لئے مخصوص کرنا۔
الجَفْنُ: مصدر، آنکھ کا اوپر نیچے کا پپوٹا،ج، اَجْفَانٌ وَجُفُونٌ واَجْفُنٌ.
الحَدُقُ: الحَدَقَةُ، آنکھ کی سیاہی،ج،حَدَقٌ وحَدَقَاتٌ واَحْدَاقٌ وحِداقٌ، کہا جاتا ہے هُم رُمَاةُ الحَدَقِ، وہ ماہر تیر انداز ہیں، تكلمت على حدق القوم، میرے خطاب میں لوگوں کی نظریں مجھ پر جمی ہوئیں تھیں۔

تَوَكَّلْتُ عَلٰى اللّٰهِ

قال الإمام الشافعیؒ، یصف توکّله علی اللّٰه فی الرّزق، غیر شاکّ بفضل الله مقسّم الأرزاق للعباد، ویقول، ما فزعت من الفقر قطّ:

١ تَوَكَّلْتُ فِي رِزْقِي عَلٰى اللّٰهِ خَالِقِي وَأَيْقَنْتُ أَنَّ اللّٰهَ لاَ شَکَّ رَازِقِي

میرا روزی کے معاملے میں اپنے خالق پر بھروسہ ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ اللہ یقیناً میرا رازق ہے

٢ وَمَا يَکُ مِنْ رِزْقِي فَلَيْسَ يَفُوتُنِي وَلَو كَانَ فِی قَعْرِ البِحَارِ العَوَامِقِ

اور میرے مقدر کی روزی مجھ سے فوت نہیں ہوسکتی چاہے وہ گہرے سمندر کی تہہ میں ہو

٣ سَيَأْتِي بِهِ اللّٰهُ العَظِيمُ بِفَضْلِهِ وَلَولَمْ يَكُنْ مِنِّي اللِّسَانُ بِنَاطِقِ

مقدر کی روزی اللہ اپنے فضل سے پہونچائیگا اگرچہ میری زبان سے اسکا مطالبہ نہ ہو

٤ فَفِي أَيِّ شَيءٍ تَذْهَبُ النَّفْسُ حَسْرَةً وَقَدْ قَسَمَ الرَّحْمٰنُ رِزْقَ الخَلاَئِقِ

پھر کس وجہ سے نفس حسرت کرتا ہے جبکہ قسّام ازل نے روزی خود ہی تقسیم فرمادی ہے

٢ـ **القَعْرُ:** القَعْرُ من كل شيئ، ہر چیز کی گہرائی، پست زمین، قعر الفم، منھ کا اندرونی حصہ۔
العَوَامِقُ: عَمُقَ (ک) عُمْقاً وعُمُقاً، البئرُ ونحوها، گہرا ہونا، صفت، عَمِيقَةٌ، ج، عَمَائِقُ.
٤ ـ **الحَسْرَةُ:** شدّة التلهّف و الحزن وأشدّ النّدم، ج، حَسَرَاتٌ، ومنه وَاحسرتا ویَا حسرتا، وفی القرآن "يَا حَسْرَتَا على مَافَرَّطْتُ فِی جَنْبِ اللّٰه" (الزّمر: ٥٢)

تَبْقَى بِلاَ صَدِيقٍ

يدعو الإمام الشافعيؒ،في هذه الأبيات إلى تقبّل عثرات النّاس، حتى لايبقى أحدنا بلا صديق :

١ وَلاَ تَأْخُذْ بِعَثْرَةِ كُلِّ قَومٍ — وَلٰكِنْ قُلْ هَلُمَّ إِلَى الطَّرِيقِ

لوگوں کی لغزشوں پر انکی گرفت نہ کر — بلکہ انکو سیدھی راہ چلنے کی دعوت دے

٢ فَإِنْ تَأْخُذْ بِعَثْرَتِهِمْ يَقِلُّوا — وَتَبْقَى فِي الزَّمَانِ بِلاَ صَدِيقِ

اگر تو گرفت کریگا تو دوست گھٹتے جائینگے — اور ایک دن تو لوگوں میں بے یار ہو جائیگا

تشریح: یعنی نکتہ چینی کرنے سے پرہیز کرو ورنہ دوست احباب تنگ ہوکر چھٹ جائیں گے اور تم تنہا رہ جاؤ گے بقول شاعر۔

ہم چلے تھے ساتھ ملکر جانب منزل مگر — لوگ سب چھٹتے گئے اور میں اکیلا رہ گیا۔

١۔ هَلُمَّ: چلے آؤ، لازم ہوتا ہے کبھی متعدی بھی آتا ہے، جیسے هَلُمَّ شُهَدَائُكُمْ، اپنے گواہوں کو حاضر کرو۔ مؤنث، هَلُمِّي، تثنیہ، هَلُمَّا، ج، هَلُمُّوا وهَلُمُمْنَ، هَلُمَّ إلى الطّريق، دعوةٌ إلى طريق العمل.

٢۔ العَثْرَةُ : لغزش، جہاد، لڑائی، گرنا، ج، عَثَراتٌ، عَثَرَ (ن، ض) عَثِرَ، (س) عَثُرَ (ک) عَثْراً وعَثِيراً وعِثَاراً، گرنا، الفرس، گھوڑا پھسلا، عَثَرَبِهِمُ الزَّمَانُ، زمانے نے ان پر تباہی ڈالی۔

عِلْمِی مَعِی

یقول الإمام الشافعیؒ،أن العلم هو الذی تعیه الصّدور، لاالدّفاتر أو الکتب في الخزائن والصّنادیق ، وأنّ العلم النّافع یصحب صاحبه أینما حلّ:

۱ عِلْمِی مَعِي حَیْثُمَا یَمَّمْتُ یَنْفَعُنِي — قَلْبِي وِعَاءٌ لَهُ لاَ بَطْنُ صُنْدُوقِ

میں جہاں بھی جاؤں میرا علم ساتھ رہکر مجھے فائدہ دیتا ہے — وہ میرے دل میں محفوظ ہے اسے صندوق کی حاجت نہیں

۲ إِنْ کُنْتُ فِی البَیْتِ کَانَ العِلْمُ فِیهِ مَعِي — أَوْ کُنْتُ فِي السُّوقِ کَانَ العِلْمُ فِی السُّوقِ

میں گھر میں رہوں تو علم گھر میں میرے ساتھ ہوتا ہے — اور بازار جاؤں تو وہاں بھی وہ میرے ساتھ ہوتا ہے

الرِّزْقُ مَقْسُومٌ

۱ لَو کُنْتَ بِالعَقْلِ تُعْطٰی مَاتُرِیدُ، إِذَنْ — لَمَاظَفِرْتَ مِنَ الدُّنْیَا بِمَرْزُوقِ

اگر انسان کی خواہش عقل کی بنیاد پر پوری کی جاتی — تو دنیا میں رزق والا تو کوئی نہ پاتا

۲ رُزِقْتَ مَالاً عَلٰی جَهْلٍ فَعِشْتَ بِهِ — فَلَسْتَ أَوَّلَ مَجْنُونٍ وَمَرْزُوقِ

تجھے جہالت کے باوجود خوش عیشی نصیب ہے — اور بدون عقل روزی پانے والا تو پہلا شخص نہیں ہے

تشریح: یعنی رزق کا تعلق صرف عقل سے نہیں بہت سے جاہل لوگوں کو اور بے عقلوں کو بھی قضا وقدر کے فیصلے کے مطابق رزق ملتا رہتا ہے۔

۱۔ **یَمَّمْتُ** : قصدت وذهبت وتوجّهتُ أی أن الإمام الشافعیؒ یحفظ العلم فی ذهنه وقلبه، ولایحتاج إلی استخدام الکتب. **الوِعَاءُ** : والوُعَاءُ ، برتن،ج،اَوْعِیَةٌ ،جج، اَوَاعٍ. وَعَی، یَعِی، وَعْیاً، جمع کرنا، الحدیث، قبول کرنا،غور کرنا، یاد کرنا، الأذن،سننا۔

۱۔ **العَقْلُ** : روحانی نور جس سے غیر محسوسات کا ادراک ہوتا ہے، دل، دیت، ج، عُقُولٌ.

۲۔ **الجَهْلُ** : جَهِلَ (س) جَهْلاً وجَهَالَةً، نہ جاننا، ان پڑھ ہونا،صفت، جَاهِلٌ، ج، جُهَّلٌ وجُهَّالٌ وجُهَلاَءُ وجَهَلَةٌ. الجَهُولُ، ناتجربہ کار، ج، جُهَلاَءُ.

الغَرِيبُ

يصف الإمام الشافعيؒ، مشاعر الغريب وحنينه للأهْلِ والوطن:

۱ إِنَّ الغَرِيبَ لَهُ مَخَافَةُ سَارِقٍ وَخُضُوعُ مَدْيُونٍ وَذِلَّةُ مُوثَقِ

بیشک پردیسی سارق جیسا سہما رہتا ہے اور مدیون جیسا شرمندہ اور غلام جیسا تابع فرمان ہوتا ہے

۲ فَإِذَا تَذَكَّرَ أَهْلَهُ وَبِلَادَهُ فَفُؤَادُهُ كَجَنَاحِ طَيْرٍ خَافِقِ

جب اسکو اھل وعیال اور وطن کی یاد ستاتی ہے تو اسکا دل پھڑ پھڑانے والے پرندے کی طرح ڈھڑکتا ہے

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اجنبی اور پردیسی آدمی پرائے ملک میں اس شعور کے ساتھ رہتا ہے کہ جیسے اسے کسی کا قرض ادا کرنا ہے یا وہ کسی کا تابعدار ہے اور غلامی کی ذلت اٹھا رہا ہے۔

۱۔ **الغَرِيبُ** : وطن سے دور، ج، غُرَبَاءُ، عجیب، غیر مانوس، من الکلام، دور از فہم کلام، مؤنث، غَرِيبَةٌ، ج، غَرَائِبُ.

المَوْثَقُ : اَوْثَقَهُ اِيثَاقاً، رسّی سے مضبوط باندھنا، المُوثَقُ، المُقَيَّدُ.

۲۔ **خَافِقٍ** : خَفَقَهُ (ن،ض) خَفْقاً، بالسّيف، تلوار سے آہستہ ضرب لگانا۔

الفُؤَادُ : دل کا دھڑکنا، الرَّايَةَ، جھنڈے کا ہلنا، البَرْقَ، بجلی کا کوندنا، النَّجْمَ، ستارے کا غروب ہونا، الطَّائِرَ، پرندے کا اڑنا، اللّيلَ، رات کا اکثر حصہ گذرنا۔

الأَحُمَقُ مِنَ النَّاسِ

قال الإمام الشافعیؒ،محذّرا من عواقب إفشاء السرّ:

١ إذَا الـمَـرُءُ أَفُشٰی سِرَّهُ بِلِسَانِـهِ وَلامَ عَـلَیـهِ غَیُـرَهُ فَهُوَ أَحُـمَـقُ

جب انسان بذات خود اپنا راز فاش کردے پھر دوسروں کو ملامت کرے تو وہ احمق آدمی ہے

٢ إِذَا ضَاقَ صَدُرُ المَرُءِ عَنُ سِرِّ نَفُسِهِ فَـصَـدُرُ الَّـذِی یَسُتَـوُدِعُ السِّـرَّ أَضیقُ

جب انسان کا اپنا سینہ راز چھپانے میں تنگ ثابت ہوا تو جسکو راز حوالے کررہا ہے اسکا تو اور بھی تنگ ثابت ہوگا

تشـریح: یعنی جب انسان خود اپنا راز چھپانے پر قادر نہ ہو اور اس کو ظاہر کردے تو پھر دوسرا شخص ظاہر کردے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

المَکُرُ والمَلَقُ

قال الإمام الشافعیؒ،مندّدا بطبائع المکر والملق فی النّاس:

١ لَـمُ یَبُـقَ فِی النَّاسِ إِلاَّ المَکُرُوَالمَلَقُ شَـوُکٌ إِذَا لَـمَسُـوا، زَهُرٌ إِذَا رَمَقُوا

لوگوں میں مکر وتملق کے علاوہ کچھ نہیں رہا قریب جاؤ تو کانٹے ہوتے ہیں حالانکہ دور سے پھول نظر آتے ہیں

٢ فَـإِنُ دَعَتُکَ ضَـرُوراتٌ لِعِشُرَتِهِمُ فَـکُـنُ جَـحِیـماً لَعَلَّ الشَّوکَ یَحُتَرِقُ

اگر چار و ناچار ایسے لوگوں سے معاملہ کرنا ہی پڑے تو آگ کی طرح گرمی سے کام لے ممکن ہے کانٹا جل جائے

١ـ **الـمَـرُءُ** : انسان،آدمی،ج،رِجـالٌ مـن غیـر لـفظـه، مرؤُون بھی سنا گیا ہے،نسبت کے لئے مَـرئِیٌّ، مؤنث،امُرَأَةٌ،ج، نِسَاءٌ، وَنِسُوةٌ مـن غیـرلفظها. **الأَحُمَقُ** : حَـمِـقَ(س) حَـمُقَ (ک) حُمُقاً وحَمَاقَةً، بےوقوف ہونا،صفت،الأَحُمَقُ،مؤنث، حُمَقَاءُ، ج،حُمُقٌ وحُمُقٰی وحَمَاقَی وحُمَاقیٰ.

١ـ **المَکُرُ**:الإحتیال والخداع وأن تصرف غیرک عن مقصده، بحیلة.

المَلَقُ :التّودّد والتلطّف وأن تعطی باللّسان مالیس فی قلبک،خوشامد،چاپلوسی.

الشَّـوُکُ : مصدر،کانٹا،ج،اَشُـوَاکٌ،واحد، شَـوکَةٌ، ایک کانٹا۔بچھو کا ڈنک۔سُرخ پھنسی،طاقت وجنگ،ہتھیار اور اسکی تیزی۔ **رَمَقُوا** : رَمَقَ(ن) رَمُقاً،نظر ڈالنا،دیر تک دیکھنا۔

٢ـ **الجَحِیمُ** : دوزخ،گھڑے میں سخت دہکتی ہوئی آگ،سخت گرم جگہ۔ جُحُمَةُ النّار،آگ کی بھڑک۔

مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ

قال الإمام الشافعیؒ،إيَّاکَ وَمخالطة السُّفهاء، و من لا ينصفک:

١ رَامَ نَفْعاً فَضَرَّ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ   وَمِنَ البِرِّ مَايَكُونُ عُقُوقاً

اس نے فائدہ سوچا مگر بے ارادہ نقصان پہونچا دیا   اسی طرح کچھ نیکیوں کا شمار نافرمانی میں ہوگا

تشریح: یعنی بعض دوست نفع پہنچانا چاہتے ہیں مگر نادانی سے بجائے نفع کے نقصان پہنچا دیتے ہیں جیسے کہ بعض آدمی احسان اور بھلائی کرتے ہیں مگر عدم طاعت اور نافرمانی کے ساتھ۔

أَدَبُ الأَسْفَارِ

١ إِذَا رَافَقْتَ فِي الأَسْفَارِ قَوماً   فَكُنْ لَهُمْ كَذِي الرَّحِمِ الشَّفِيقِ

جب سفر چند احباب کے ساتھ ہو رہا ہو   تو دوران سفر انکے ساتھ شفیق ذی رحم جیسا برتاؤ کر

٢ بِعَيْبِ النَّفْسِ ذَا بَصَرٍ وَعِلْمٍ   وَأَعْمَى العَيْنِ عَنْ عَيْبِ الرَّفِيقِ

اپنے عیوب کی تو خوب نگرانی کر   اور رفیق کے عیب سے چشم پوشی کر

١ـ **رَامَ :** رَامَ (ن)رَوْماً ومَرَاماً، الشيئَ، ارادہ کرنا،صفت،رَائِمٌ،ج، رُوَّمٌ ورُوَّامٌ، المرَامُ،مقصد، مطلب،ج،مَرَامَاتٌ.

عُقُوقًا : عَقَّ الوَلَدَ أَبَاه، عَقًّاوَعُقُوقًا، عَصَاهُ، وشَقَّ عَصَا طَاعَتِهِ، وقَطَعَهُ وترک الإحسان إليه، فهو عاقّ وهى عَاقَّةٌ، قال رسول الله ﷺ''لا يدخل الجنة عاقٌّ، ولامُدْمِنُ خَمرٍ'' (اخرجه أحمدفی مسنده)

١ـ **كَذِىُ الرَّحِمَ :** الرَّحِمُ والرِحْمُ ،مؤنث ،بچہ دانی،رشتہ داری، ذو الرَّحِم، قرابت والا،رشتہ دار،ج، اَرْحَامٌ، رَحِمَهُ، رَحْمَةً وَ مَرْحَمَةً،ترس کھانا،رحم دل ہونا،مہربانی اور شفقت کرنا،معاف کرنا،مغفرت کرنا۔

٢ـ **العَيْبُ:** مصدر،برائی،ج، عُيُوبٌ، صفت،فاعلی عَائِبٌ،صفت مفعولی مَعِيْبٌ، مَعْيُوبٌ.

كِتَابَةُ العِلْمِ

۱ العِلْمُ صَيْدٌ وَالكِتَابَةُ قَيْدُهُ قَيِّدْ صُيُودَكَ بِالحِبَالِ الوَاثِقَهْ

علم شکار ہے اور کتابت اس شکار کو باندھنے کا آلہ ہے تو بھی اپنے اس شکار کو مضبوط رسّیوں سے باندھے رکھ

۲ فَمِنَ الحَمَاقَةِ أَنْ تَصِيدَ غَزَالَةً وَتَتْرُكَهَا بَيْنَ الخَلَائِقِ طَالِقَهْ

یہ حماقت ہے کہ تو ہرنی کا شکار کرے اور پھر لوگوں کے بیچ اسے آزاد چھوڑ دے

تشریح: یعنی آدمی کو صرف اپنے حفظ پر اعتماد نہ کرنا چاہئے ؛علمی مسائل کو لکھ کر محفوظ کرنا چاہئے ؛ ورنہ مرورِ زمانہ سے وہ ذہن سے نکل جائیں گے ۔اس لئے جس طرح شکاری اپنے شکار کو مضبوط رسی سے باندھ رکھتا ہے تم بھی علم کو محفوظ کرو۔

۱۔ **العِلْمُ** : مصدر، حقیقت شيئ کا ادراک، یقین، معرفت، ج، عُلُومٌ.
قَيِّدْ : القَيْدُ، وہ رسّی یا زنجیر جو جانور کے پیر میں باندھی جاتی ہے تا کہ بھاگ نہ جائے، ج، قُيُودٌ وَ اَقْيَادٌ، قَيْدُ الأَسْنَان، مسوڑھے۔
۲۔ **الغَزَالَةُ** : ہرنی، الغَزَالُ، ہرن کا بچہ، ہرن، ج، غِزْلَةٌ وغِزْلَانٌ.
طَالِقَهْ : طَلَقَتْ (ن) طَلَاقاً، المرأة من زوجها، عورت کا شوہر سے جدا ہونا، صفت، طَالِقٌ، ج، طُلَّقٌ وطَالِقَةٌ، النّاقة، اونٹنی کا پائے بند سے کھولنا۔

قَافِیَۃُ الکَافِ

فَسَادُ کَبِیُرٌ

قال الإمام الشافعیؒ، فی تھتّک العالِمِ وفساده :

١ فَسَــادٌ کَبِیُــرٌ عَــالِـمٌ مُتَھَتِّکٌ — وَأَکُبَـرُ مِـنُـهُ جَـاهِـلٌ مُتَنَسِّکُ

بدچلن عالم بڑافساد ہے — اور جاہل صوفی کا فساد اس سے بھی بڑھا ہوا ہے

٢ هُـمَـا فِتُـنَۃٌ فِـی الـعَـالَمِیُنَ عَظِیُمَۃٌ — لِـمَـنُ بِهِـمَـا فِی دِیـنِـهِ یَتَـمَسَّکُ

یہ دونوں ہی عالمین میں بڑے فتنے ہیں — اس آدمی کے لئے جو دین میں انکی اتباع کرتا ہے

١ــ **المُتَهَتِّکُ** : تَهَتَّکَ وانُهَتَکَ، السّتر ونحوه، پردہ پھٹنا، تَهَتَّکَ فُلاَنٌ، ذلیل ورسواہونا،فی البطالة، وہ بےکاررہا۔ المُتَهَتِّکُ الذی لا یبالی أن یفضح ستره.

المُتنَسِّکُ : المُتَزَهّد والعابد، نَسَکَ (ن)نَسُکاً ومَنُسَکاً، الرَّجل ،زاہدبنا،درویش بنا،لِلّٰهِ، خدا کے لئے قربان کرنا۔

٢ـ **یَتَمَسَّکُ** : المُتمسِّکُ، متعلقٌ بشدة، تَمَسَّکَ به، إِعتصم.

القَنَاعَةُ رَأسُ الغِنٰی

قال الإمام الشافعیؒ، أصل العلم التثبّت، وثمرته السّلامة ، وأصل الصّبر الحزم،وثمرته الظّفر، وأصل الورع القناعة، وثمرته الرّاحة، وأصل العمل التّوفيق، وثمرته النّجاح، وغاية كلّ أمُر الصّدق:

١ رَأَيْتُ القَنَاعَةَ رَأسَ الغِنٰی ۔۔۔ فَصِرْتُ بِأَذْيَالِهَا مُمْتَسِکُ

میں نے مالداری کا سرا قناعت کو پایا ۔۔۔ پس میں نے اسکا دامن تھام لیا

٢ فَلاَ ذَا يَرَانِي عَلٰی بَابِهِ ۔۔۔ وَلاَ ذَا يَرَانِي بِهِ مُنْهَمِکُ

اب نہ کوئی مجھے اپنے دروازے پر کھڑا پاتا ہے ۔۔۔ اور نہ ہی کوئی مجھے اسکی ذات میں مشغول پاتا ہے

٣ فَصِرْتُ غَنِياًّ بلاَ دِرْهَمٍ ۔۔۔ أَمُرُّ عَلٰی النَّاسِ شِبْهَ المَلِکُ

میں اب بغیر دراہم کے بھی ایک مالدار آدمی ہوں ۔۔۔ اور میں لوگوں کے بیچ شاہوں کی طرح رہتا ہوں

نوٹ: زعفرانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری والدہ محترمہ مجھے تیل کا سالن کھلایا کرتی تھیں، حالانکہ میں بچہ تھا، میں نے عرض کیا امی جان! اس تیل نے تو میرے جگر کو خاک کر دیا تو کہنے لگی بیٹا کھاتے رہو یہ مبارک چیز ہے اس پر یہ شعر کہا گیا۔

١۔ **اَلْقَنَاعَةُ** :رضا الإنسان بما قسّم له، قال رسول الله ﷺ " القناعة مال لا ينفد" (الدّر المنثور).
أَذْيَالِهَا : الذَيلُ ، چیز کا آخر، ذَيل الثّوب، کپڑے کا دامن، ذيلُ الفرس، گھوڑے کی دم، ج، اَذْيَالٌ و ذُيُولٌ و اَذْيُلٌ، اَذْيَالُ النّاس، ادنی درجہ کے لوگ۔
٢۔ **مُنْهَمِکُ** : اسم فاعل من انهمک فی العمل، أی جدّ فيه، و دأب عليه، و انشغل.

قَافِيَةُ اللَّامِ

طَالِبُ الحِكْمَةِ

قال الإمام الشافعیؒ فی موضوع الحكمة و كيفية إدراكها:

١ لاَ يُدْرِكُ الحِكْمَةَ مَنْ عُمْرُهُ — يَكْدَحُ فِي مَصْلَحَةِ الأَهْلِ

وہ آدمی دانائی وحکمت نہیں پاسکتا — جسے اہل وعیال کے خاطر محنت شاقہ کرنی پڑے

٢ وَلاَ يَنَالُ العِلْمَ إلاَّ فَتىً — خَالٍ مِنَ الأَفْكَارِ وَالشُّغْلِ

اور علم حاصل نہیں کرسکتا مگر وہ آدمی — جو افکار ومشاغل سے فارغ ہو

٣ لَوْ أَنَّ لُقْمَانَ الحَكِيمَ الَّذِي — سَارَتْ بِهِ الرُّكْبَانُ بِالفَضْلِ

اگر وہ لقمان حکیم جسکے — فضل کی شہرت ہر چہار سمت ہوئی

٤ بُلِيَ بِفَقْرٍ وَعَيَالٍ لَمَا — فَرَّقَ بَيْنَ التِّبْنِ والبَقْلِ

محتاجی اور بال بچوں کی فکر میں مبتلا کیا جاتا — تو بھی وہ بھوسہ اور سبزی میں فرق نہ کرسکتا

١ـ **يَكْدَحُ** : كَدَحَ (ف) كَدْحاً، فی العمل ،کام میں بہت محنت کرنا، كَدَحَ وِاكْتَدَحَ لعياله ،اہل وعیال کے لئے کمانے میں مشقت کرنا۔

٣ـ **لُقْمَانُ** : حكيم عربيّ ،تنسب إليه طائفة من الامثال والأخبار والأقاصيص، ورد ذكره فی القرآن، وبأسمه سورة تحمل اسمه رقمها فی ترتيب المصحف (٣١) قال تعالى فی سورة لقمانُ ﴿ وَإِذْقَالَ لُقْمَانُ لِإِبْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰہِ﴾

سَارَتْ بِهِ الرُّكْبَانُ : عرفه النّاس اللذين يركبون الدوابّ، أو وصلت شهرته إلى البلاد، بواسطة الرّكبان والقوافل.

مَنْ طَلَبَ العُلٰی

قال الإمام الشافعیؒ، علی طالب المجد أن یکدح ویجدّ ویؤدّب،وإلاّ ما تحقّق له مطمح، ولاحاز من المجد شیئاً، وهو یقول:

۱ بِقَدْرِ الکَدِّ تُکْتَسَبُ المَعَالِي ... وَمَنْ طَلَبَ العُلاَ سَهِرَ اللَّيَالِي

محنت کی بقدر ہی درجات میں ترقی ہوتی ہے ... سر بلندی کے طالب پر شب بیداری لازم ہے

۲ وَمَنْ رَامَ العُلاَ مِنْ غَيْرِ کَدٍّ ... أَضَاعَ العُمْرَ فِي طَلَبِ المُحَالِ

اور جسنے بلامحنت بلند مقام حاصل کرنا چاہا ... اسنے امر محال کے حصول میں عمر ضائع کردی

۳ تَرُومُ العِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيْلاً ... يَغُوصُ البَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِي

تو رات بھر سوکر عزت حاصل کرنا چاہتا ہے؟ ... حالانکہ موتی کا طالب تو سمندر میں غوطہ زن رہتا ہے

۱۔ الکَدُّ : مصدر، کوشش، محنت، وہ چیز جسمیں کوئی چیز کوٹی جائے جیسے ہاون، کَدَّ (ن) کَدًّا، سخت کام، روزی تلاش کرنا، مانگنے میں اصرار کرنا۔

۲۔ المُحَال : مالا یمکن وجوده.

۳۔ یَغُوصُ : غَاصَ، یَغُوصُ غَوصاً وغِیَاصاً ، فی الماء، پانی میں غوطہ لگانا، صفت، غائصٌ، ج، غُوَّاصٌ وغَاصَةٌ. الغوَّاصُ. بہت غوطہ لگانے والا، موتی نکالنے کے لئے غوطہ لگانے والا۔

اَللَّآلِي : اللُؤلُؤ کی جمع، موتی۔

حَتّٰی أُوَسَّدَ

قال الإمام الشافعیؒ، لا تخوضنّ فی أصحاب رسول الله ﷺ فإنّ خصمک النبیُّ ﷺ غدا، ولمّا صرَّح الشّافعیؒ بمحبّته لأهل البیت وأنّه من شیعتهم، قیل فیه ماقیل، فقال مجیبا عن ذٰلک:

۱ إِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِیاًّ فَإِنَّنَا رَوَافِضُ بِالتَّفْضِیلِ عِنْدَ ذَوِي الجَهْلِ

جب ہم حضرت علیؓ کے مناقب بیان کرتے ہیں تو جاہلوں کے نزدیک ہمارا شمار روافض میں ہوتا ہے

۲ وَفَضْلُ أَبِي بَكْرٍ إِذَا مَاذَكَرْتُهُ رُمِيتُ بِنَصْبٍ عِنْدَ ذِكْرِي لِلْفَضْلِ

اور جب میں ابوبکرؓ کے مناقب بیان کرتا ہوں تو مجھے ناصبی ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے

۳ فَلاَ زِلْتُ ذَا رَفْضٍ وَنَصْبٍ كِلاهُمَا بِحُبَّيْهِمَا حَتّٰی أُوَسَّدَ فِي الرَّمْلِ

پس میں رافضی اور ناصبی دونوں رہونگا ان سے محبت کی وجہ سے یہاں تک کہ قبر میں دفن کیا جاؤں

۱۔ **الرَّوَافِضُ**: أصلا هم اللذین نادو بآراء، اِعتبرها الإمام علیؓ بدعة وعاقب أصحابها، والفِرق الرّافضة هی فِرق الغلاة فی الإسلام، هم یستحلّون الطّعن فی الصّحابةؓ، وسُمُّوا بالرّافضة، لأنّهم رفضوا إمامهم زیدبن علی لمّا نهاهم عن سبّ أبی بکرؓ وعمرؓ.

۲۔ **رُمِیتُ بنَصْبٍ** : إشارة إلی جماعة النّاصبة اللذین کانوا ینصبون للإمام علیؓ.

۳۔ **أُوَسَّدَ فی الرَّمْلِ** : أی حتی أموت، وتوسّد فی الرّمل أی ثوی فی اللحد بعد الموت.

مَالَمْ يَعْمَلُ..

١ الْمَرْءُ يَحْظٰى ثُمَّ يَعلُو ذِكْرُهُ — حَتّٰى يُزَيَّنَ بِالَّذِى لَمْ يَفْعَلِ

انسان بلند مقام پر پہونچتا ہے تو اسکا نام روشن ہوجاتا ہے — یہاں تک کہ ناکردہ افعال سے بھی وہ مزیّن کردیا جاتا ہے

٢ وَتَرٰى الْغَنِىَّ إِذَا تَكَامَلَ مَالُهُ — يُخْشٰى وَيُنْحَلُ كُلَّ مَالَمْ يَعْمَلِ

اورتو دیکھتاہیکہ کوئی غنی جب کثیر المال ہوجاتا ہے — تو لوگ اس سے ڈرتے ہیں اور ناکردہ اعمال اس کی طرف منسوب کرتے ہیں

تشریح: یعنی بعض انسان بلند مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں تو پھر لوگ بہت سے ایسے کاموں کی بھی انہیں کی طرف نسبت کردیتے ہیں جو انہوں نے کئے نہیں ہوتے، اسی طرح جب کوئی شخص غنی ہوجاتا ہے تو لوگ اس سے خوفزدہ رہتے ہیں، اور خوشامداًان کی طرف ناکردہ افعال کی بھی نسبت کردیتے ہیں۔

١۔ يَحْظٰى : حَظِىَ (س) حِظْوَةً وحِظَةً، بالرّزق ،رزق حاصل کرنا، احتظى، صاحب مرتبہ ہونا، نصیب والا ہونا۔

يُزَيِّنُ : يُجَمِّلُ ويحسّن بحظه من المال والعرض والغر والشرف.

٢۔ يُنْحَلُ: نَحَلَ (ف) نَحْلاً، القول،غلط بات منسوب کرنا، الرّجل،کسی کوکوئی چیز دینا، المرأة،عورت کومہر دینا۔

أَدَّبَنِي الدَّهْرُ

قال الإمام الشافعیؒ، مبيّنا أثر الدّهر فی تأديب الإنسان، وزيادة رصيده من العلم :

۱ كُلَّمَا أَدَّبَنِي الدَّهْرُ — أَرَانِي نَقْصَ عَقْلِي
جب کبھی زمانے نے مجھے کوئی ادب سکھلایا — تو مجھے میری عقل کی کمی کا احساس ہوا

۲ وَإِذَا مَا ازْدَدْتُ عِلْماً — زَادَنِي عِلْماً بِجَهْلِي
اور جب جب بھی میرے علم میں اضافہ ہوا — تو میرے سامنے میری جہالت منکشف ہوئی

تشریح: یعنی جب بھی مجھے کوئی ٹھوکر لگی تو معلوم ہوا کہ میرا علم ناقص تھا اور جتنا علم بڑھتا گیا؛ مجھ پر اپنا جہل کھلتا گیا۔

الفَقِيهُ والرَّئِيسُ والغَنِیُّ

۱ إِنَّ الفَقِيهَ هُوَ الفَقِيهُ بِفِعْلِهِ — لَيْسَ الفَقِيهُ بِنُطْقِهِ وَمَقَالِهِ
اصلی عالم وہ عالم ہے جو باعمل ہو — وہ نہیں جسکا علم اسکی زبان تک محدود ہو

۲ وَكَذَا الرَّئِيسُ هُوَالرَّئِيسُ بِخُلُقِهِ — لَيْسَ الرَّئِيسُ بِقَومِهِ وَرِجَالِهِ
ایسے ہی حقیقی سردار وہ ہے جو بلند کردار کا مالک ہو — وہ نہیں جسکی قوم اور جتھا زیادہ ہو

۳ وَكَذَا الغَنِیُّ هُوَ الغَنِیُّ بِحَالِهِ — لَيْسَ الغَنِیُّ بِمُلْكِهِ وَبِمَالِهِ
حقیقی غنی وہ ہے جسکا نفس غنی ہو — وہ نہیں جسے ملک و مال حاصل ہو

۱۔ **الدَّهْرُ :** لمبا زمانہ، درازمدت، **دهر الإنسان**، وہ زمانہ جسمیں انسان زندہ ہے۔ یہ **عَصْرٌ** کے ہم معنی ہے، مصیبت، عادت، کہتے ہیں، **ماذاکَ بِدَهْرِی**، یہ میری عادت نہیں، **ما دَهْرِی بِكَذَا** ، یہ میری غایت نہیں، **لاَ اٰتِيهِ دَهْرَ الدَّاهِرِين**، میں اسکے پاس کہیں نہیں آؤنگا۔

۱۔ **الفَقِيهُ : العالم بالأحكام الشرعية، من الحِلّ والحرمة والصحّة والفساد، ج، فُقَهَاء.**

۲۔ **الخُلُقُ :** **والخُلُقُ**، طبعی خصلت، طبیعت، مروت، عادت، ج، اَخْلاقٌ، **علمُ الأخلاق**، حکمت عملیہ کی ایک قسم کا نام ہے اسکو حکمۃ خلقیۃ بھی کہتے ہیں۔

صِفَةُ الإِخُوانِ

قال الإمام الشافعیؒ، یدعو إلی صون النّفس واکتساب ثقة النّاس بالعمل الصّالح والتمسّک بالفضائل:

١ صُنِ النَّفُسَ وَاحُمِلُهَاعَلیٰ مَایَزِیُنُهَا — تَعِشُ سَالِماً والقَولُ فِیُکَ جَمِیُلُ

نفس کی حفاظت کر اور عزت افزا کاموں کا خوگر بنا — اچھی زندگی گذاریگا اور تیرا ذکر جمیل ہوگا

٢ وَلاَ تُولِیَنَّ النَّاسَ إِلاَّ تَجَمُّلاً — نبَابِکَ دَهُرٌأوُ جَفَاکَ خَلِیلُ

اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہ — چاہے زمانہ جفا کرے یا دوست بے وفائی کرے

٣ وَإِنُ ضَاقَ رِزُقُ الیَومِ فَاصُبِرُ إِلیٰ غَدٍ — عَسیٰ نَکَبَاتُ الدَّهُرِ عَنُکَ تَزُولُ

اگر آج رزق کی تنگی ہے تو کل تک صبر کر — ممکن ہے آنے والی کل، مصائب زمانہ ٹل جائے

٤ وَلاَ خَیُرَ فِي وُدِّ امُرِئٍ مُتَلَوِّنٍ — إِذاَ الرِّیُحُ مَالَتُ مَالَ حَیُثُ تَمِیلُ

متلوّن مزاج آدمی کی دوستی اچھی نہیں — وہ جو ہوا کے رخ پر چلنے کا عادی ہو

٥ وَمَاأَکُثَرَ الإِخُوَانَ حِینَ تَعُدُّهُم — وَلٰکِنَّهُمُ فِي النَّائِبَاتِ قَلِیلُ

اگر تو گنتی کریگا تو دوست بے شمار نکلینگے — مگر مصیبت میں کام آنے والے بہت کم ہونگے

٢ـ **تَجَمُّلاً** : تَجَمَّلَ، آراستہ ہونا، خوبصورت ہونا، مصائب زمانہ پر صبر کرنا اور ذلت ظاہر نہ ہونے دینا، حیا کو نہ چھوڑنا، جزع فزع سے دامن بچائے رکھنا۔

نَبَابِکَ : نَبَا، یَنُبُو، نَبُوَةً ونُبُوًّا ونُبیاً، بصرہ، نظر کا دھندلی ہونا، صفت، نابَ، الشیئ، دور ہونا، پیچھے ہونا، اپنی جگہ قرار نہ پکڑنا، جنبه عن الفراش، بستر پر بے چین و بے آرام ہونا، السّهم عن الهدف، تیر کا نشانہ چوک جانا، الطّبع عن الشیئ، نفرت کرنا، نَبَتُ بِی تلک الأرض، مجھے وہ زمین موافق نہ آئی۔

٣ـ **نَکَبَاتُ الدَّهُر** : مصائبه، النَّکُبَةُ، مصیبت، ج، نَکَبَاتٌ.

٤ـ **المُتَلَوِّنُ** : المتغیّر وکثیر التقلّب، الذی لایقیم علی حال أو قول أوفعل.

٥ـ **النَّائِبَاتُ** : واحد، نَائِبَةٌ، حوادثات زمانہ، مصیبت، تکلیف۔

بَلاءُ المُلُوكِ

۱ إِنَّ الـمُـلُـوکَ بَلاءٌ حَيْثُـمَـا حَـلُّوا — فَلا يَـكُـنْ لَکَ فِـي أَبْـوَابِـهِـمْ ظِـلُّ

بادشاہ جہاں کہیں بھی ہو آزمائش ہوتے ہیں — پس انکے دروازہ پر تیرا سایہ نہ ہونا چاہئے

۲ مَـاذَا تُـؤَمِّـلُ مِـنْ قَـومٍ إِذَا غَـضِـبُـوا — جَـارُوا عَـلَـيْـکَ وَإِنْ أَرْضَيْتَهُـمْ مَـلُّوا

اس قوم سے کیا امید جو غصے ہوں تو — زیادتی کریں اور تو انہیں خوش کرنے لگے تو اکتا جائے

۳ فَـاسْـتَـعِـنْ بِـالـلّٰـهِ عَـنْ أَبْوَابِـهِـمْ كَـرَماً — إِنَّ الـوُقُـوفَ عَـلٰـى أَبْـوَابِـهِـمْ ذُلُّ

انکا در چھوڑ کر اللہ سے کرم کا مطالبہ کر — کیونکہ انکے دروازے پر ٹھہرنا رسوائی کا سبب ہے

۱۔ بَلاءٌ : غم، آزمائش خیر سے ہو یا شر سے، البَلْوٰی و البِلْوَةُ و البِلْيَةُ و البَلِيَّةُ، مصیبت، آزمائش، ج، بَلاَيَا.

۲۔ جَارُوا عَلَيْکَ : جَارَ(ن) جَوْراً، عن الشيئ، کسی چیز سے ہٹ جانا، جار عن الطريق، وہ راستہ سے ہٹ گیا، عليه، کسی پر ظلم کرنا، صفت، جَائِرٌ، ج، جَوَرَةٌ، وجَارَةٌ.

مَلُّوا : مَلَّ (س) مَلَلاً و مَلاَلَةً، الشيئ، اکتانا، زچ ہونا، المَلُوْلُ، اکتایا ہوا، بے قرار۔

أَلحَثُّ عَلٰى التعَلُّمِ

قال الإمام الشافعیؒ، یدعوا إلی طلب العلم مبیّنا فرق ما بین العالِم والجاهل،وکان یقول، من تعلّم القرآن عظمت قیمته، ومن تکلّم فی الفقه نَمَا قدره، ومن کتب الحدیث قویت حجّته، ومن نظر فی اللّغة رقّ:

١ تَعَلَّمْ فَلَيْسَ الْمَرْءُ يُولَدُ عَالِماً ۔ وَلَيْسَ أَخُو عِلْمٍ كَمَنْ هُوَ جَاهِلُ

علم سیکھ،کوئی ماں کے پیٹ سے عالم پیدا نہیں ہوتا ۔ اور عالم اور جاہل مرتبہ میں برابر نہیں ہوتا

٢ وَإِنَّ كَبِيرَ الْقَوْمِ لاَ عِلْمَ عِنْدَهُ ۔ صَغِيرٌ إِذَا الْتَفَّتْ عَلَيْهِ الْجَحَافِلُ

اور قوم کا وہ سردار جسکے پاس علم نہیں ہوتا ۔ دشمن کی لشکر کشی کے وقت صغیر ثابت ہوتا ہے

٣ وَإِنَّ صَغِيرَ الْقَوْمِ إِنْ كَانَ عَالِماً ۔ كَبِيرٌ إِذَا رُدَّتْ إِلَيْهِ الْمَحَافِلُ

اور بیشک قوم کا صغیر جب عالم ہوتا ہے ۔ تو مجالس علم میں صدر مقام پاتا ہے

تشریح: محفلیں لوٹائی جائیں گی کا مطلب یہ ہے کہ اس کو صدارت سپرد کی جائے گی اور وہ اپنے علم کی وجہ سے عمر میں کم ہونے کے باوجود بڑا مقام پائیگا۔

۲۔ **الجَحَافِلُ** : الجَحْفَلُ لشکر جرّار، ج، جَحَافِلُ، رَجُلٌ جَحْفَلٌ، بڑے مرتبہ ودرجہ کا آدمی۔

۳۔ **المَحَافِلُ** : المَحْفِلُ مجلس، ج، مَحَافِلُ، المُحْتَفَلُ، جمع ہونے کی جگہ، الحَفْلُ، مصدر، جماعت، گروہ، عنده حفل من الناس، وہ بڑی جماعت والا ہے۔

مُشَاكَلَةُ النَّاسِ

قال الإمام یوسف بن عبدالله النمری القرطبی، فی بهجة المجالس، خرج الشّافعیؒ الفقیه فی بعض أسفاره، فضمّه الّلیل إلی مسجد، فبات فیه، وإذا فی المسجد قوام عوام یتحدّثون بضروب من الخنا،وهجر المنطق فقال:

۱ وَأَنْزَلَنِی طُولُ النَّوٰی دَارَ غُرْبَةٍ — إِذَا شِئْتُ لاَقَیْتُ امْرَءً ا لا أُشَاكِلُهُ

مجھے اہل علم سے دوری ایک ایسی جگہ لے آئی — جہاں مجھے اپنے جیسا کوئی بھی انسان نہیں مل سکتا

۲ أُحَامِقُهُ حَتّٰی یُقَالَ سَجِیَّةٌ — وَلَوكَانَ ذَاعَقْلٍ لَكُنْتُ أُعَاقِلُهُ

اگر میں حماقت میں انکی موافقت کروں تو احمق مانا جاتا ہوں — مگر کیا کروں کوئی عاقل ہوتا تو میں عاقلانہ گفتگو کرتا

أَحدَثُوا بِدَعاً

۱ لَمْ یَفْتَإِ النَّاسُ حَتّٰی أَحْدَثُوا بِدَعاً — فِی الدِّیْنِ بِالرَّأْیِ لَمْ یُبْعَثْ بِهَاالرُّسُلُ

لوگ دین سے دور ہوتے گئے یہاں تک کہ دین میں — وہ چیزیں داخل کردیں جو پیغمبر نہیں لائے تھے

۲ حَتّٰی اسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللّٰهِ أَكْثَرُهُمْ — وَفِی الَّذِی حَمَلُوا مِنْ حَقِّهِ شُغُلُ

یہاں تک کہ اکثر نے اللہ کے حق کا استخفاف کیا — اور حق ادا کرنے والے بھی ادائیگی حق میں کوتاہ ثابت ہوئے

۱۔النَّوَی : مصدر، دوری، وہ جگہ جہاں کا مسافر ارادہ کرے قریب ہو یا دور، نوی فلان من مکان إلی آخر، فلاں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا۔
أُشَاكِلُهُ : شَاكَلَهُ، مُشَاكَلَةً، مشابہ ہونا، تَشَاكَلاَ، ہم رنگ ہونا، ایک دوسرے کے مشابہ ہونا۔
۲۔سَجِیَّةُ : طبیعت، خصلت، خلق، ج، سَجِیَّاتٌ، وسَجَایَا.
۱۔ البِدَعُ : البِدْعَةُ، وہ چیز جو بغیر کسی سابق مثال کے بنائی جائے، مذہب میں غیر ثابت نئی رسم، ج، بِدَعٌ. المُبْتَدِعُون، بدعتی لوگ۔
۲۔اِسْتَخَفَّ : اِسْتَخَفَّهُ، ہلکا جاننا، جاہل سمجھنا، استَخَفَّ به، حقیر جاننا۔

مُدَارَاةُ الحَسُودِ

قال الإمام الشافعیؒ، یندّد بالحاسد ویصف شدّة حقده:

۱ وَدَارَيْتُ كُلَّ النَّاسِ لٰكِنَّ حَاسِدِي مُدَارَاتُهُ عَزَّتْ وَعَزَّ مَنَالُهَا

میں نے ہر ایک کے ساتھ نرمی کی مگر حاسد کے ساتھ نرمی نہ کر سکا اور اسکا حصول بھی مشکل ہے

۲ وَكَيْفَ يُدَارِي المَرْءُ حَاسِدَ نِعْمَةٍ إِذَا كَانَ لاَ يُرْضِيهِ إِلَّا زَوَالُهَا

انسان نعمت پر جلنے والے سے نرمی کر بھی کیسے سکتا ہے؟ جبکہ وہ زوال نعمت سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتا

أَرَاهُ طَعَاماً وَبِيلاً

روی أنّ الخلیفة الرّشید أمر ببدرة فیها عشرة آلاف درهم للشّافعیؒ ،فأخذها الإمام ثم أعطاها للحاجب، وكتب على بدرة المال قوله :

۱ ذُلُّ الحَيَاةِ وَهَوْلُ المَمَاتِ كُلًّا أَرَاهُ طَعَاماً وَبِيلاً

زندگی میں ذلت اور موت کے وقت کی گھبراہٹ دونوں کی وجہ سے اس کے کھانے کو میں مہلک گردانتا ہوں

۲ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ غَيْرُ إِحْدَاهُمَا فَسَيْرٌ إِلَى المَوْتِ سَيْراً جَمِيلاً

اس لئے کہ جب ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں ہوتا تو موت کا سفر آسان ہو جاتا ہے

۱۔دَارَيْتُ : دَارَی، مُدَارَاةً، ہُ، باہم نرمی کرنا، دھوکا دینا۔ عَزَّ مَنَالُهَا: اشتَدَّ وَصعب نیلها.

۱۔ طَعَاماً وَبِيلاً : الوَبِيْلُ سخت، مَرْعٰی وبیل، مضرصحت چراگاہ، طَعَامٌ وَبِيلٌ، وہ کھانا جسکے ضرر کا اندیشہ ہو۔

لَعَلَّهُ

قیل: استعار الإمام الشّافعیؒ، من محمد بن الحسن الکوفی الفقیہؒ، تلمیذ أبی حنیفةؒ شیئا من کتبه، فلم یسعفه به فکتب إلیه الشّافعیؒ:

١ قُلْ لِلَّذِي لَمْ تَرَ عَيْنَا ... مَنْ رَآهُ مِثْلَهُ

میری بات اس شخص کو پہونچادو کہ ... دیکھنے والی آنکھ نے اس جیسا باکمال نہیں دیکھا

٢ وَمَنْ كَأَنَّهُ مَنْ رَآهُ ... قَدْ رَأىٰ مَنْ قَبْلَهُ

اور جسکو بھی اسے دیکھنے کا شرف ملا ... اسنے گویا متقدمین کو دیکھ لیا

٣ لِأَنَّ مَا يَجُنَّهُ ... فَاقَ الْكَمَالَ كُلَّهُ

اس لئے کہ جو کمال انکی ذات میں مخفی ہے ... وہ جملہ کمالات سے بڑھکر ہے

٤ الْعِلْمُ يَنْهٰى أَهْلَهُ ... أَنْ يَمْنَعُوهُ أَهْلَهُ

علم صاحب علم کو نہی کرتا ہے ... علم کو مستحق علم سے روکنے کی

٥ لَعَلَّهُ يَبْذُلُهُ ... لِأَهْلِهِ لَعَلَّهُ

ممکن ہے آپ سے علم حاصل کرنے والا ... آگے اسکے مستحق تک پہونچادے

٣۔ **يَجُنُّهُ**: جَنَّ (ن) جَناً وجُنُوناً، اللَّيلُ ،الشَّيْءُ وعليه، ڈھانپنا، چھپانا، اللَّيلُ، رات کا تاریک ہونا، الجَنِين فی الرّحم، بچہ کا رحم میں چھپ جانا۔

٥۔ **لَعَلَّهُ**: لَعَلَّ، حرف مشبّه بالفعل للترجّی، وهو طلب الأمر المحبوب، لعلَّ الحبيب قادم، وللإشفاق وهو الحذر من وقوع المكروه، لعلَّ الشّدّة نازلة، ويجوز حذف حرفها الأول، فيقال علَّ، وإذا اتَّصلت بها ياء المتكلم كثر تجريدها من نون الوقاية فيقال، لعلِّی.

حُبُّكُم فَرضٌ

قال الإمام الشّافعیؒ ، يعبّر عن حبّ آل رسول الله ﷺ:

١ يَـا آلَ بَيـتِ رَسُـولِ اللّٰـهِ حُبُّـكُـمُ — فَـرضٌ مِـنَ اللّٰـهِ فِـی القُرآنِ أَنزَلَـهُ

اے آل رسول ﷺ آپ سے محبت رکھنا — بحکم قرآن امت پر فرض ہے

٢ يَـكـفِيـكُـمُ مِـنُ عَـظِيـمِ الفَخرِ أَنَّكُمُ — مَـنُ لَـمُ يُـصَـلِّ عَـلَيُـكُـمُ لاَ صَـلوةَ لَـهُ

تمہارا عظیم المرتبت ہونا اسی سے سمجھ میں آجاتا ہے — کہ جو تم پر صلوۃ نہ بھیجے اسکی نماز تام نہیں ہوتی

١ـ **حُبُّكُم فَرضٌ:** مـن فـرضية الـحبّ إشارة إلى الآية الكريمة ﴿إنّما يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجُسَ أَهلَ البَيتِ ويُطَهِّرَكُم تَطهِيرًا﴾ (الاحزاب : ٣٣)

٢ـ **لاصلوة لَهُ** : اشارة إلى الآية الكريمة ﴿إنَّ اللّٰه وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلىَ النَّبِیِّ، يَاأَيُّهَا اللَّذِينَ امَنُوا صَلُّوا عَلَيُهِ وَسَلِّمُوا تَسلِيمًا﴾

قَافِيَةُ الميم

مُهْلِكَةُ الأَنَامِ

۱ ثَلاثٌ هُنَّ مُهْلِكَةُ الأَنَامِ وَدَاعِيَةُ الصَّحِيحِ إِلٰى السَّقَامِ

تین چیزیں لوگوں کے لئے باعث ہلاکت ہیں اور تندرست کو بیماری کی طرف لے جانے والی ہیں

۲ دَوَامُ مُدَامَةٍ وَدَوَامُ وَطْءٍ وَإِدْخَالُ الطَّعَامِ عَلٰى الطَّعَامِ

شراب نوشی کا دوام، کثرت جماع اور ایک کھانا ہضم ہونے سے پہلے دوسری بار کھانا

تشریح: یعنی جو شخص شراب کا عادی، کثرتِ جماع کا خوگر ہو اور بغیر بھوک کے کھانے پر کھانا کھاتا رہتا ہو، تو وہ ہلاک ہو کر رہیگا۔

۱۔ **الأَنَامُ** : الخَلْقُ، لوگ، ابن آدم۔

السَّقَامُ : سَقِمَ (س) وسَقُمَ (ک) سَقْماً وسُقْماً وسَقَاماً وسَقَامَةً، بیمار ہونا، بیماری کا دراز ہونا، صفت، سَقِيمٌ، ج، سِقَامٌ وسُقَمَاءُ، كَلامٌ سَقِيمٌ، نادرست کلام، مَكَانٌ سَقِيمٌ، خوفناک جگہ، هو سقيم الصّدر على أخيه، وہ اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہے، المِسْقَامُ، بہت بیمار رہنے والا۔

۲۔ **مُدَامَة** : الخمرُ، شراب۔

العِفَّةُ

١ عِفُّوا تَعِفُّ نِسَائُكُمْ فِي المَحْرَمِ — وَتَجَنَّبُوا مَالاَ يَلِيْقُ بِمُسْلِمِ

تم پاکدامنی اختیار کرو تمہاری عورتیں پاکدامن رہیگی — اوران امور سے بچو جو مسلمان کی شان کو زیبا نہیں

٢ إِنَّ الزِّنَا دَيْنٌ فَإِنْ أَقْرَضْتَهُ — كَانَ الزِّنَا مِنْ أَهْلِ بَيْتِکَ فَاعْلَمِ

زنا قرض کی طرح ہے اگر تو اسکا مرتکب ہوا — تو بدلے میں وہ لوٹ کر تیرے گھر بھی آئیگا یہ جان لے

٣ يَا هَاتِكاً حُرَمَ الرِّجَالِ وَقَاطِعاً — سُبُلَ المَوَدَّةِ عِشْتَ غَيْرَ مُكَرِّمِ

اے لوگوں کی آبرو پر ہاتھ ڈالنے والے اور محبت کی — راہوں کو قطع کرنے والے تو زمانے میں رسوا ہوگا

٤ لَوْ كُنْتَ حُراًّ مِنْ سُلاَلَةِ مَاجِدٍ — مَا كُنْتَ هَتَّاكاً لِحُرْمَةِ مُسْلِمِ

اگر تو شریف اور باعزت خاندان کا فرد ہوتا — تو کسی مسلمان کی آبروریزی نہ کرتا

٥ مَنْ يَزْنِ يُزْنَ بِهِ وَلَوْ بِجِدَارِهِ — إِنْ كُنْتَ يَاهَذاَ لَبِيْباً فَافْهَمِ

جو زنا کریگا اسکے یہاں ہوگا چاہے دیوار کی اوٹ میں ہو — اے آدمی اگر تو عقلمند ہے تو اسے اچھی طرح سمجھ لے

١۔ **عِفُّوا** : عَفَّ(ض) عَفًّا وعِفَّةً وعَفَافاً وتعَفُّفَ، حرام یا غیر مستحسن کام سے رکنا، پاک دامن ہونا، صفت مذکر، عَفِيفٌ وعِفٌّ، ج، اَعِفَّةٌ وَاَعِفَّاءُ، مؤنث، عَفِيفَةٌ وعِفَّةٌ، ج، عَفِيفَاتٌ وعِفَّاتٌ، عَفَّ عن كذَا، باز رهنا، **العِفَّةُ**، مصدر، پارسائی، پاکدامنی۔

٢۔ **الزِّنَا** : يمدّ ويقصر، وطئ المرأة فی قبلها وطياً خالياً من الملک والشبهة (لغة الفقهاء) زَنَی (ض) زِنيً وزِنَاءً، زنا کرنا، صفت، زَان، ج، زُنَاةٌ، مؤنث، زَانِيةٌ، ج، زَوَان.

٣۔ **هَاتِكاً** : هَتَکَ (ض) هَتْكاً، السّتر ونحوه، پردہ پھاڑنا، بےعزتی کرنا، هتک الله ستر الفاجر. اللہ بدکار کو ذلیل ورسوا کرے، هُتِکَ عرشه، اسکی عزت جاتی رہی۔

حُرَم : الحُرْمَةُ والحُرُمَةُ، ذمہ، ہیبت، ہر وہ حق اللہ جسکی رعایت لازم ہو، حصہ، باحرمت شیٔ، حرمة الرجل، بیوی، ج، حُرُمٌ وحُرَمَاتٌ وحُرُمَاتٌ.

٤۔ **سُلاَلَةٌ** : النَّسل والولد، يقال هومن سلالة طيّبة أی من نسل طيّب.

٥۔ **الجدارُ** : دیوار، ج، جُدُرٌ، جج، جُدْرَانٌ. **اللَّبِيبُ** : عقلمند، ج، اَلِبَّاءُ، مؤنث، لَبِيلَةٌ، ج، لَبِيبَاتٌ ولَبَائبُ.

مَجْدُ العِلْمِ

وقال الشافعیؒ ، يصف فضل العلم، ويبيّن أهمية العلم فی رفع مكانة الإنسان :

١ رَأَيْتُ العِلْمَ صَاحِبُهُ كَرِيمٌ	وَلَوْ وَلَدَتْهُ آبَاءٌ لِئَامُ
میں نے دیکھا کہ حامل علم باعزت ہوتا ہے	اگرچہ اسے کمینے ماں باپ نے جنا ہو
٢ وَلَيْسَ يَزَالُ يَرْفَعُهُ إلى أَنْ	يُعَظِّمَ أَمْرَهُ القَومُ الكِرَامُ
اور ہمیشہ اسے بلندیوں پر پہونچا تا رہتا ہے	یہاں تک کہ شرفاء اسکا حکم تعظیما بجالاتے ہیں
٣ ويَتَّبِعُونَهُ فِی كُلِّ حَالٍ	كَرَاعِي الضَّأْنِ تَتْبَعُهُ السَّوَامُ
اور ہر حال میں اسکی اسطرح اتباع کرتے ہیں	جیسے مویشی چرواہے کی اتباع کرتے ہیں
٤ فَلَوْلا العِلْمُ مَاسَعِدَتْ رِجَالٌ	وَلا عُرِفَ الحَلاَلُ وَلاَ الحَرَامُ
اگر علم نہ ہوتا تو لوگ سعادت کا حصول نہ کرپاتے	اور حلال وحرام میں تمیز بھی نہ رہتی

١ـ **لِئَامُ** :اللَّئِيمُ، کمینہ،بخیل، دَنِيُّ الأصل، بہت زیادہ حریص، ذلیل، ج،لِئَامٌ ولُؤَمَاءُ ،لَأماً ولَأَّمَ تَلْئِيماً، الرّجل، کمینگی کی طرف نسبت کرنا،

٣ـ **السَّوَامُ** :السَّائِمَةُ و السَّوَامُ، چرنے والا اونٹ، جانور، ج، سَوَائِمُ.

٤ـ **سَعِدَتْ** : سَعِدَ (س) و سُعِدَ سَعَادَةً ،نیک بخت ہونا،صفت،سَعِيدٌ، ج، سُعَدَاءُ ومَسْعُودٌ،ج، مَسَاعِيدُ.

إِخْتِيَارُ الأَصدِقَاءِ

١ صَدِيقُکَ مَنْ يُعَادِي مَنْ تُعَادِي — بِطُولِ الدَّهْرِ مَا سَجَعَ الحَمَامُ

تیرادوست وہ ہے جو تیرے دشمن کو دشمن جانے — اس وقت تک جب تک کہ کبوتریاں گاتی رہیں

٢ وَيُوفِي الدَّينَ عَنکَ بِغَيْرِ مَطْلٍ — وَلاَ يَمُنُّنُ بِهِ أَبَداً دَوَامُ

اور جو بلا پس وپیش تیرا قرض ادا کردے — اور اسپر کبھی بھی احسان نہ جتائے

٣ فَإِنْ صَافَى صَدِيقُکَ مَنْ تُعَادِي — وَيَفْرَحُ حِينَ تَرْشُقُکَ السِّهَامُ

اگر تیرادوست تیرے دشمن سے محبت رکھتا ہو — اور تجھ پر دشمن کے تیر چلنے پر خوش ہوتا ہو

٤ فَذَاکَ هُوَ العَدُوُّ بِغَيْرِشَکٍّ — تَجَنَّبُهُ فَصُحْبَتُهُ حَرَامُ

ایسا آدمی یقیناً تیرادشمن ہے — تواس سے پرہیز کراور اسکی صحبت کوحرام سمجھ

٥ فَإِنَّا قَدْسَمِعْنَا بَيْتَ شِعْرٍ — شَبِيهَ الدُّرِّ زَيَّنَهُ النِّظَامُ

اس لئے کہ ہم نے ایک بہترین شعر سنا ہے — جو قافیہ بندی میں موتیوں کے ہار سے مشابہ ہے

٦ إِذَا وَافَى صَدِيقُکَ مَنْ تُعَادِي — فَقَدْ عَادَاکَ وانْفَصَلَ الكَلاَمُ

جب تیرادوست تیرے دشمن سے وفاداری کرے — تو بات ختم ہوگئی وہ تیرادوست نہیں دشمن ہے

١۔ **سَجَعَ**: (ف) سَجعاً، الخطيبُ، مقفّٰی کلام بولنا،صفت، ساجِعٌ، سَجَّاعٌ، وسَجَّاعَةٌ، الحمامة، کبوتر کا کوکو کرنا،صفت، سَاجِعَةٌ وسَجُوعٌ، ج،سُجَّعٌ وَسَوَاجِع، النَاقَة،اونٹنی کا لمبی آواز نکالنا۔

٣۔ **صَافٰی**: صَافٰی،مُصَافَاةً، فلانا ،خالص محبت کرنا، تَصَافَی ، القوم، بعض کا بعض سے خالص محبت کرنا، الصَفْوُ ، مصدر،خالص محبت، الصَّفوةُ والصُّفوةُ، من كل شيئ، خالص اورعمدہ.

تَرْشُقُکَ: رَشَقَهُ(ن) رَشْقاً، بالسّهم، تیرمارنا، ببصره، گھور کے دیکھنا، بلسانه،طعن وتشنیع کرنا، کہاجاتا ہے" إيَّاکَ ورشَقات اللّسان" زبان کی طعن وتشنیع سے اپنے آپکو بچاؤ۔

٥۔ **النِّظَامُ**: نَظَمَ (ض) نَظماً ونِظاماً، اللُّؤلُؤَ ونحوه، موتی پرونا۔آراستہ کرنا،مزیّن کرنا. الشيئ إلى الشيئ، ترتیب دینا، کسی چیز کو کسی چیز سے جوڑنا۔

بِهِمُ غَفُلَةٌ

حدّث أبو الحسن الصابونجی المصری قال ، رأیت قبرأبی عبدالله الشافعیؒ بمصر،عند رأسه لوح مکتوب علیه:

۱ قَضَیْتُ نَحْبِي فَسُرَّ قَومٌ حَمُقٰی بِهِمُ غَفُلَةٌ وَنَومُ
میری وفات پر کچھ ایسے لوگ خوش ہو گئے جو بے وقوف ہیں اور غفلت اور نیند میں پڑے ہوئے ہیں

۲ کَأَنَّ یَومِي عَلَیَّ حَتُمٌ وَلَیُسَ لِلشَّامِتِیُنَ یَومُ
گویا میری موت کا دن تو یقینی ہے اور خوش ہونے والوں کی موت کا دن ہی متعین نہیں

کَفَاكَ تعُلِیمِی

۱ وَلَقَدُ بَلَوُتُکَ وَابُتَلَیُتَ خَلِیقَتِي وَلَقَدُ کَفَاکَ مُعَلِّمِي تَعُلِیُمِی
میں آپکو آزما چکا ہوں اور آپ میری طبیعت سے واقف ہیں اور میرے استاذ کی تعلیم مجھے دوسروں سے مستغنی کرچکی ہے

۱۔ نَحُبِی: النَّحُبُ، مصدر، سخت گریہ، کھانسی، سختی، موت، مدت، وقت، بڑا خطرہ، ہمت، نفس، نیند، موٹاپا، حاجت، دلیل، تیز چال یا آہستہ چال۔ نذر، کہا جاتا ہے۔ ”قَضٰی فُلاَنٌ نَحُبَه، فلاں نے اپنی نذر پوری کی۔ قرآن میں ہے ” فَمِنُهُمُ مَنُ قَضٰی نَحُبَه“

۲۔ للشَّامِتِینَ: شَمِتَ (س) شَمَاتاً وَشَمَاتَةً، بفلان، کسی کی مصبت پر خوش ہونا، صفت فاعلی، شَامِتٌ، ج، شُمَّاتٌ اور صفت مفعولی، مَشُمُوتٌ به.

۱۔ بَلَوُتُکَ: بَلاَ (ن) بَلُواً وَبَلاَءً، الرجل وابُتَلاَهُ، کسی کو آزمانا، تجربہ کرنا، امتحان لینا۔
خَلِیقَتِي : الخَلِیقَةُ، طبیعت، مخلوق، فطرت، ج، خلائقُ، الخَلِیقُ، لائق، مناسب، کہتے ہیں، هو خلیق به، وہ اسکے لائق ہے، کامل اخلاق والا، ج، خُلُقٌ.

بَیْنِی وَبَیْنَ اللّٰہ

۱ أَجُودُ بِمَوْجُودٍ وَلَوْ بِتُّ طَاوِیاً عَلَی الجُوعِ کَشْحاً وَالحَشَا یَتَأَلَّمُ

میں ماحضر کی سخاوت کرتا ہوں اگر چہ میں رات بھوک کی حالت میں گذاروں اور میرا اندرون دردمند ہو

۲ وَأُظْهِرُ أَسْبَابَ الغِنٰی بَیْنَ رِفْقَتِي لِیَخْفَاهُمْ حَالِي وَإِنِّی لَمُعْدِمُ

اور میں دوستوں کے درمیان اسبابِ غنی کا اظہار کرتا ہوں تا کہ میری تنگدستی ان سے مخفی رہے

۳ بَیْنِی وَبَیْنَ اللّٰہِ أَشْکُو فَاقَتِي حَقِیقاً فَإِنَّ اللّٰہَ بِالحَالِ أَعْلَمُ

اور میں حقیقت حال کا اظہار اللہ تعالی کے سامنے کرتا ہوں کیونکہ وہ تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے

۱ـ طَاوِیاً: طَوِیَ (س) طَوًی واَطْوَی، بھوکا ہونا، صفت، طیَّان وطَوٍ وطَاوٍ، مؤنث، طَوِیاً وَطَوِیَّةً، طَاوِیَةً.

کَشْحاً: کَشِحَ (س) کَشْحاً، درد پہلو والا ہونا، الکَشْحُ، پہلو کی بیماری، پہلو، ج، کُشُوح.

الحَشَا: پسلیوں کے اندر کی چیزیں، پیٹ کے اندر کی چیزیں، ج، اَحْسَاء.

۲ـ لَمُعْدِمُ: اَعْدَمُ، اِعْدَاماً، الرَّجل، محتاج ہونا، صفت، مُعْدِمٌ وعَدِیمٌ، ہ، الشیئ، محروم کردینا۔

الأَسْمَاءُ الحُسْنٰی

١ بِمَوْقِفِ ذُلّي دُونَ عِزَّتِکَ العُظْمٰی بِمَخْفِيِّ سِرٍّ لا أُحِيطُ بِهِ عِلْمَا

تیری عظیم ذات کے سامنے عجز وانکساری کے اظہار کے ذریعہ ان مخفی رازوں کے صدقے جہاں تک میرے علم کی رسائی نہیں

٢ بِإِطْرَاقِ رَأْسِي ،بِاعْتِرَافِي بِذِلَّتِي بِمَدِّيَدِي، أَسْتَمْطِرُ الجُودَ والرُّحْمٰی

سر جھکاتے ہوئے ،اپنی ذلت کا اظہار کرتے ہوئے دست سوال پھیلا کر رحم وکرم کی التجا کرتا ہوں

٣ بِأَسْمَائِکَ الحُسْنٰی الَّتِی بَعضُ وَصْفِهَا لِعِزَّتِهَا يَسْتَغْرِقُ النَّثْرَ والنَّظْمَا

آپکے ان اسماءِ حسنی کے وسیلے سے جسکی عظمت کے تھوڑے سے ذکر میں سارے نظم ونثر ختم ہوجائے

٤ بِعَهْدِقَدِيمٍ مِنْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ بِمَنْ كَانَ مَكْنُوناً فَعُرِّفَ بِالأَسْمَا

عہد الست کے اس عہد قدیم کے واسطے سے اس عظیم ذات سے جو مخفی تھی اور اسماءِ حسنی سے جانی گئی

٥ أذِقْنَا شَرَابَ الأُنْسِ يَامَنْ إِذَا سَقٰی مُحِبًّا شَرَاباً لا يُضَامُ وَلاَ يَظْمَا

ہمیں بھی شراب محبت پلاے وہ عظیم ذات کہ جسکا پلایا ہوا نہ کبھی رسوا ہوتا ہے نہ پیاسا

١۔ **بِمَوْقَفِ ذُلّي**: التَّذلّل لله عزّ وجلّ.

٢۔ **إِطْرَاقِ رَّاسِي** :كناية عن الخشوع والخضوع. **أَسْتَمْطِرُ** : اِسْتَمْطَرَ اللّٰه، اللہ تعالی سے بارش مانگنا. **الجُود**: طلب العطاء والكرم. **الرُّحْمٰی** : رقة القلب والانعطاف، الذی يقتضی المغفرة والإحسان، الرَّحْمَة والرُّحْمُ والرُّحْمٰی، نرم دلی.

٣۔ **الأَسْمَاءُ الحُسْنٰی** : هی أسماء اللّٰه المأثورة وعددها تسعة وتسعون إسما منها ماهو اسم ذات، ومنها ما هو اسم صفة، قرآن میں ہے ﴿وللّٰهِ الأَسْمَاءُ الحُسْنٰی﴾حدیث میں آتا ہے " إنّ لِلّٰهِ تسعة وتسعين إسماً،من أحصاها دخل الجنّة ". **النَّثْرُ** :الكلام الجيّد المرسل، بلاوزن ولاقافية وهو غير النظم. **النَّظْمُ** : الكلام الموزون وهوخلاف النثر.

٤۔ **أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ** : إشارة إلى الآية الكريمة،" أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ،قَالُوا بَلٰی" (سورة الاعراف: ١٧٣)

٥۔ **الأُنْسِ** : والأُنْسَةُ ، انسیت،مودت،محبت، أَنِسَ (س)وأَنُسَ (ک)وأَنَسَ(ض) أَنْساً وأَنَسَةً وأَنَساً ، مانوس ہونا، به وإليه، کسی سے محبت کرنا،کسی سے دل لگنا. **يُضَامُ** : ضَامَهُ، ضَيْماً، ظلم کرنا، دباؤڈالنا، حقه،کسی کا حق کم کرلینا، الضَّيْمُ، ظلم،ج،ضُيُومُ. **يَظْمَاَ** : مخفف يَظْمَأُ ای يعطش.

كَانَ عَفْوُكَ أَعْظَمَا

حدّث المزنیؒ، وهو إبراهيم بن إسماعيل بن يحيى قال، دخلت على الشافعیؒ، فی مرضه الذی مات فيه، فقلت كيف أصبحت؟ قال أصبحت فی الدّنيا راحلا، وللإخوان مفارقا، ولكأس المنيّة شارباً، وعلى اللّه جلّ ذكره واردا، ولاوالله ماأدری روحی تصير إلی الجنّة أم إلی النّار؟ ثم بكى وأنشأ بقول:

۱ **إِلَيْکَ إِلٰهَ الخَلْقِ أَرْفَعُ رَغْبَتِي — وَإِنْ كُنْتُ يَا ذَا المَنِّ وَالجُودِ مُجْرِماَ**

بارالہا، آپ ہی کے حضور میں اپنی مرادیں پیش کرتا ہوں — اے احسان واکرام والے اگرچہ میں خطا کار ہوں

۲ **وَلَمَّا قَسَا قَلْبِي وَضَاقَتْ مَذَاهِبِي — جَعَلْتُ الرَّجَامِنِّي لِعَفْوِکَ سُلَّمَا**

اور جبکہ دل سخت اور راہیں تنگ ہوگئیں — تو میں نے آپکے عفو کی امید کو نجات کی سیڑھی بنایا

۳ **تَعَاظَمَنِي ذَنْبِي فَلَمَّا قَرَنْتُهُ — بِعَفْوِکَ رَبِّي كَانَ عَفْوُکَ أَعْظَمَا**

مجھے میرے گناہ بھاری معلوم ہوئے مگر جب اسکا موازنہ — آپکے عفو سے کیا تو آپکا عفو بے حد بھاری ثابت ہوا

٤ **خِفِ اللّٰهَ وَارْجُهُ لِكُلِّ عَظِيْمَةٍ — وَلاَ تُطِعِ النَّفْسَ اللَّجُوجَ فَتَنْدَمَا**

اللہ سے ڈر اور مصائب میں اسی سے امیدوار رہ — اور گناہ میں ڈوبے نفس کی پیروی نہ کر کہ تجھے پچھتانا پڑے

٥ **وَكُنْ بَيْنَ هَاتَيْنِ مِنَ الخَوْفِ وَالرَّجَا — وَأَبْشِرْ بِعَفْوِاللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مُسْلِماَ**

اور خوف ورجا کے درمیان قلب کی کیفیت رکھ — اور اللہ کی معافی کا امیدوار رہ اگر تو مسلمان ہے

٦ **فَمَازِلْتَ ذَا عَفْوٍ عَنْ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ — تَجُودُ وَتَعْفُو مِنَّةً وَتَكَرُّمَا**

آپ پہلے بھی ہمیشہ گناہوں کو معاف فرماتے رہے — اور آئندہ بھی ازراہ کرم وعفو بخشش فرماتے رہینگے

۱۔ **رَغْبَتِي**: رَغِبَ(س) رَغَباً ورُغباً ورَغْبَةً ورُغْبَاناً، إليه، عاجزی وخواری سے مانگنا، التجا کرنا۔

۲۔ **سُلَّمَا**: السُلَّمُ، سیڑھی، مذکر، مؤنث، ج، سَلاَلِمُ، سَلاَلِيُمُ، کسی چیز کی طرف وسیلہ اور سبب۔

۳۔ **تَعَاظَمَنِی : تَعَاظَمَ،** تکبر کرنا، **تعاظمه الأمر**، بڑا ہونا، کہا جاتا ہے، **هو أمر لا يتعاظمه الأمر**، یہ معاملہ سب سے بڑا ہے۔

٤۔ **اللَّجُوج: اللاَجُّ واللَّجُوجُ واللَّجُوجَةُ والمِلْجَاجُ،** بڑا جھگڑالو، **لَجَّ (ض س) لَججًا و لَجَاجًا وَلَجَاجَةً،** ضد سے جھگڑنا، دشمنی میں مداومت کرنا، **فی الأمر،** لازم ہونا، **به الهمّ،** غم لگنا، **على فلان المسئلة،** اصرار کرنا اور فیصلہ میں تیزی کا مطالبہ کرنا۔

۷ فَلَولاکَ لَمْ یَصْمُدْ لإِبْلِیسَ عَابِدٌ — فَکَیفَ وَقَدْ أَغْوَي صَفِیَّکَ آدَمَا

اگر آپکی رحمت نہ ہوتی تو کوئی ابلیس کے مقابل ثابت قدم نہ رہتا — اور کیسے رہ پاتا؟ جبکہ اسنے توصفی اللہ آدم کوبھی بہکایا تھا

۸ فَیَا لَیتَ شِعْرِي هَلْ أَصِیرُ لِجَنَّةٍ — أَهُنَا وَإِمَّا لِلسَّعِیرِ فَأَنْدَمَا

کاش میں جانتا کہ مجھے جنت کی طرف جانا ہےتو — خوش ہوتا یا جہنم کی طرف کہ ندامت کرتا

۹ فَلِلّٰهِ دَرُّ العَارِفِ النَّدْبِ إِنَّهُ — تَفِیضُ لِفَرْطِ الوَجْدِ أَجْفَانُهُ دَمَا

اللہ اس نیک صفت عارف کا بھلا کرے جسکی — پلکیں فرط وجد سے خون کے آنسو بہاتی ہیں

۱۰ یُقِیمُ إِذَا مَا اللَّیلُ مَدَّ ظَلامَهُ — عَلٰی نَفْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الخَوفِ مَأْتَمَا

جب رات تاریکی بڑھاتی ہےتو وہ عارف کھڑا ہوکر — شدت خوف سے اپنے آپ پر ماتم کرتا ہے

۱۱ فَصِیحاً إِذَا مَا کَانَ فِي ذِکْرِ رَبِّهِ — وَفِي مَاسِوَاهُ فِي الوَرَی کَانَ أَعْجَمَا

اپنے رب کے ذکر میں تو وہ فصیح اللسان ہوتا ہے — اور ماسوائے رب کی تعریف میں گونگا بن جاتا ہے

۱۲ وَیَذکُرُ أَیَّاماً مَضَتْ مِنْ شَبَابِهِ — وَمَا کَانَ فِیهَا بِالجَهَالَةِ أَجْرَمَا

وہ اپنی جوانی کے بیتے دن یاد کرتا ہے — اور نادانی کے سبب کئے جرموں کوبھی یاد کرتا ہے

۷۔ **لَمْ یَصْمُد**: لَمْ یَثْبُت، ورد هذا البیت فی اسعاف الراغبین بهذا النص، ''فلولاک لم یسلم من إبلیس عابدٌ.

صَفِیُّکَ : الصَفِیُّ، مخلص دوست، ج، أصفِیاءُ، مؤنث، صَفِیَّة، الصفِیُّ من الغَنِیمَة، مال غنیمت کا وہ حصہ جو رئیس اپنے لئے مخصوص کرلے۔

۹۔ **النَّدْبُ** : مصدر، فضیلتوں کی طرف پیش قدمی کرنے والا، شریف، چست، ذھین، دانا، حاکم، ج، نُدُوبٌ ونُدَبَاءُ، فَرَسٌ نَدْبٌ، تیز گھوڑا۔

۱۰۔ **المَأْتَمُ**: لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ اور اسکا اطلاق بیشتر ایسے مجمع پر ہوتا ہے جو اظہار غم کے لئے جمع ہو، ج، مآتِمُ.

١٣ فَـصَـارَ قَـرِيْـنَ الهَـمِّ طُـولَ نَهَـارِهِ أَخَـا السُّـهْـدِ والنَّجْوٰى إِذَا اللَّيْلُ أَظْلَمَا

ان گناہوں کے بسبب دن بھر غمگین رہتا ہے اور پوری رات رب کے سامنے بیداری اور سرگوشی میں گذارتا ہے

١٤ يَـقُـولُ حَبِيبِـي أَنْـتَ سُـؤْلِـي وَبُغْيَتِي كَـفَـىٰ بِكَ لِـلـرَّاجِـيـنَ سُـؤْلاً وَمَغْنَمَا

کہتا ہے اے حبیب آپ ہی میری منزل ومراد ہیں امیدواروں کے لئے آپکی ذات کافی کارساز ومددگار رہے

١٥ أَلَسْـتَ الَّـذِي غَـذَّيْتَـنِـي وَهَـدَيْتَنِي وَلاَ زِلْـتَ مَـنَّـانـاً عَـلَـيَّ وَمُـنْـعِـمَـا

کیا آپ ہی نے مجھے روزی اور ہدایت اسلام نہیں دی؟ اور آپکے احسان وانعام مجھ پر لازوال نہیں ہیں؟

١٦ عَسَـى مَـنْ لَـهُ الإِحْـسَـانُ يَغْفِرُ زَلَّتِي وَيَـسْـتُـرُ أَوْزَارِي وَمَـاقَـدْ تَـقَـدَّمَـا

امید ہے کہ اسکے احسانات میری لغزشیں معاف فرمادے اور میرے اگلے پچھلے گناہوں کو اسکی رحمت ڈھانپ لے

١٧ تَـعَـاظَـمَـنِـي ذَنْبِـي فَـأَقْـبَـلْـتُ خَاشِعاً وَلَـولاَ الـرِّضَـا مَـاكُنْـتَ يَارَبِّ مُنْعِماً

بھاری گناہوں کے احساس کے ساتھ روتے ہوئے حاضر ہوا ہوں اے رب رضا کا پروانہ نہ ملا تو آپکی ذات منعم نہیں

١٨ فَـإِنْ تَـعْفُ عَـنِّـي تَـعْفُ عَنْ مُتَمَـرِّدٍ ظَـلُـومٍ غَشُـومٍ لا يَـزَايِـلُ مَـأْثَـمَـا

اگر آپ معافی دینگے تو ایک ایسے سرکش وظالم کو معافی دینگے جو زندگی بھر گناہوں میں پڑا رہا

٧۔ **السُّهْدُ** : والسُّهَادُ، بےخوابی، السُّهُدُ، جاگنے والا،کم نیندوالا، سَهِـدَ (س) سَهْداً وسَهَّدَ، جاگتے رہنا،کم نیندوالا ہونا۔

١٦۔ **أَوْزَارِي**: الوِزْرُ کی جمع، گناہ، بوجھ، أوزار الحرب، جنگی سامان، وضعت الحرب أوزارها، لڑائی ختم ہوگئی.

١٨۔ **غَشُوم**: الغَاشِمُ والغُشُوم والغَشَّامُ، غاصب، ظالم، غشَمَه، (ن،ض) غشْمًا وتغَشَّمَه، ظلم کرنا۔

۱۹ وَإِنْ تَنْتَقِمْ مِنِّي فَلَسْتُ بِآيِسٍ — وَلَو أَدْخَلُوا نَفْسِي بِجُرْمٍ جَهَنَّمَا

اگرانتقام لیں تو بھی میں آپکی رحمت سے مایوس نہیں — اگرچہ فرشتے جرم کے سبب مجھے جہنّم میں ڈال دیں

۲۰ فَجُرْمِي عَظِيمٌ مِنْ قَدِيمٍ وَحَادِثٍ — وَعَفْوُكَ يَأْتِي العَبْدَ أَعْلٰى وَأَجْسَمَا

میرے نئے پرانے گناہ بہت زیادہ ہیں اور آپکی معافی — بندے کے پاس اس سے بھی وسیع وعریض بنکر پہونچتی ہے

۲۱ حَوَالَيَّ فَضْلُ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ — وَنُورٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ يَفْتَرِشُ السَّمَا

مجھے ہر چہار جانب سے فضل خداوندی نے گھیرلیا ہے — اور رحمٰن کا نور یہاں سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے

۲۲ وَفِي القَلْبِ إِشْرَاقُ المُحِبِّ بِوَصْلِهِ — إِذَا قَارَبَ البُشْرٰى وَجَازَ إِلَى الحِمٰى

اور دل میں محبوب کے لقاء کی روشنی طلوع ہورہی ہے — بشارت کو پانے اور سرحد کو پار کرنے کا وقت قریب ہے

۲۳ حَوَالَيَّ إِينَاسٌ مِنَ اللّٰهِ وَحْدَهُ — يُطَالِعُنِي فِي ظُلْمَةِ القَبْرِ أَنْجُمَا

میرے اردگرد اللہ وحدہ لاشریک لہ، کی اُنسیت ہے — جوظلمت قبر میں ستاروں کی طرح نظر آتی ہے

۲٤ أَصُونُ وِدَادِي أَنْ يُدَنِّسَهُ الهَوٰى — وَ أَحْفَظُ عَهْدَ الحُبِّ أَنْ يَتَثَلَّمَا

میں محبت الٰہی کوخواہشات کے میل سے بچاتا ہوں — اور عہد محبت کوٹوٹنے سے محفوظ رکھتا ہوں

۲۵ فَفِي يَقْظَتِي شَوْقٌ وَفِي غَفْوَتِي مُنىً — تَلاحَقَ خَطْوٰى نَشْوَةً وَتَرَنُّمَا

بیداری میں میرا اشتیاق اور غفلت میں تمنا — میرے ساتھ مست ومترنّم چلتے رہتے ہیں

۲٦ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ يَسْلَمْ مِنَ الوَرٰى — وَمَنْ يَرْجُهُ هَيْهَاتَ أَنْ يَتَنَدَّمَا

جواللہ کی رسّی تھام لے مخلوق سے محفوظ رہتا ہے — جواس سے امید لگاتا ہے پچھتاوااس سے بہت دور رہتا ہے

۲۰۔ **أَجْسَمَا:** جَسُمَ (ک) جَسَامَةً، تناور ہونا، موٹا ہونا، مضبوط ہونا، الأَجْسَمُ، تناور اور بڑا۔ صفت، جُسَام، جَسِيم، ج، جِسَامٌ. مؤنث، جُسَامَه، جَسِيمة.

۲٤۔ **يَتَثَلَّمَا:** ثَلَمَ (ض) ثَلْماً وَثَلِمَ (س) ثَلَماً وَتَثَلَّمَ، رخنہ ڈالنا، الثَّلْمَ، ج، اَثلامٌ وثُلْمَةٌ فی الحائط و نحوہ، شگاف، رخنہ، خلل، ٹوٹی ہوئی جگہ۔

۲۵۔ **غَفْوَتِي:** الغَفْوَةُ، اونگھ، نیند کی جھپکی، غَفَا يَغْفُوا غَفْواً وغُفُوًّا، اونگھنا، ہلکی نیند لینا۔

فَضْلُ العِلْمِ

١ العِلْمُ مِنْ فَضْلِهِ لِمَنْ خَدَمَهْ — أَنْ يَجْعَلَ النَّاسَ كُلُّهُمْ خَدَمَهْ

علم کا کمال یہ ہیکہ جو بھی اسکا حق ادا کرتا ہے — تمام لوگوں کو اس آدمی کا خادم بنا دیتا ہے

٢ فَوَاجِبٌ صَوْنُهُ عَلَيْهِ كَمَا — يَصُونُ فِي النَّاسِ عِرْضَهُ وَدَمَهْ

صاحب علم پر علم کی حفاظت ایسی ہی ضروری ہے — جیسے آدمی لوگوں سے اپنی جان اور عزت کی حفاظت کرتا ہے

٣ فَمَنْ حَوٰى العِلْمَ ثُمَّ أَوْدَعَهُ — بِجَهْلِهِ غَيْرَأَهْلِهِ ظَلَمَهْ

جس شخص نے علم حاصل کر کے اسے حوالے کر دیا اپنی — نادانی کے سبب نا اہل کو اسنے علم پر زیادتی کی

٤ وَكَانَ كَالمُبْتَنِي البِنَاءَ إِذَا — تَمَّ لَهُ مَاأَرَادَهُ هَدَمَهْ

اور وہ اس عمارت بنانے والے کی طرح ہے جو — پلان کے مطابق عمارت بنانے کے بعد گرا دے

٧۔ حَوَى: حَوَى (ض) حَوَايَةً وَحَياً الشيئ، جمع کرنا، حَوَّاهُ، حَوِيَّةً، قبضہ کرنا۔

العِلْمُ فِی غَیْرِ أَهْلِهِ

إنّ الإمام الشافعیؒ لمّا دخل مصر، أتاه أصحاب الإمام مالكؒ ،وأقبلوا عليه ، فلمّا أن رأوه يخالف مالكاً وينقض،جفوه وتنكّرو له ، فأنشأ بقول:

١ أَأَنْثُرُ دُرًّا بَيْنَ سَارِحَةِ البَهَمْ ۔ وَأَنْظِمُ مَنْثُوراً لِرَاعِيَةِ الغَنَمْ

کیامیں چرواہوں کے سامنے موتی بکھیروں ۔ اور کیامیں بکریاں چرانے والوں کے لئے موتی پروؤں؟

٢ لَعَمْرِی لَئِنْ ضُيِّعْتُ فِي شَرِّ بَلْدَةٍ ۔ فَلَسْتُ مُضِيعاً فِيهِمْ غُرَرَ الكَلِمْ

بخدا اگر میں بری جگہ میں پوراضائع کردیا جاؤوں ۔ تو بھی میں ان پر اپنا بہترین کلام ضائع نہیں کرسکتا

٣ لَئِنْ سَهَّلَ اللّٰهُ العَزِيزُ بِلُطْفِهِ ۔ وَصَادَفْتُ أَهْلاً لِلْعُلُومِ ولِلْحِكَمْ

اگرحق تعالی اپنے لطف سے آسانی پیدافرمادیں ۔ اور مجھے علم وحکمت کے اہل لوگ مل جائیں

٤ بَثَثْتُ مُفِيداً وَاسْتَفَدْتُ وِدَادَهُمْ ۔ وَإِلاَّ فَمَكْنُونٌ لَدَیَّ وَمُكْتَتَمْ

تومیں علم نافع کی اشاعت کرکے انکی محبت حاصل کرونگا ۔ ورنہ وہ علم میرے سینے میں محفوظ و پوشیدہ رہیگا

٥ وَمَنْ مَنَحَ الجُهَّالَ عِلْماً أَضَاعَهُ ۔ وَمَنْ مَنَعَ المُسْتَوْجَبِينَ فقَدْ ظَلَمْ

جسنے جاہلوں کوعلم دیا گویاعلم کوضائع کردیا ۔ اور جسنے مستحقین سے علم روکا، یقیناً زیادتی کی

١۔ أَأَنْثُرُ : نَثَرَ (ن.ض) نَثْراً وَنِثَارًا، الشيئ، بکھیرنا،نثر میں کلام کرنا، نثرت المرأة بطنها، عورت کے بہت بچے ہوئے۔

سَارِحَة: السَّارِحُ، اونٹوں کوچرانے والا، چرواہا، سَرَحَتْ (ف) سَرْحاً وَسُرُوحاً، المَوَاشِی، مویشی کاچرنے کے لئے جانا۔

البَهْمُ: والبَهَمُ والبِهَامُ، گائے،بھیڑ،بکری کے بچے،واحد، البَهْمَةُ والبَهَمَةُ.

٣۔صَادَفْتُ: صَادَفَهُ، ارادہ سے یااتفاقیہ ملاقات کرنا، تَصَادَفَا، باہم ملاقات کرنا۔

٥۔ المُسْتَوْجَبِيْن : الجديدين اللذين، يستحقون التعلم.

الجَهْلُ يَزْرِي بِأَهْلِهِ

١ مَعَ العِلْمِ فَاسْلُکْ حَيْثُمَا سَلَکَ العِلْمُ — وَعَنْهُ فَسَائِلْ کُلَّ مَنْ عِنْدَهُ فَهْمُ

علم میں تو بھی آگے بڑھ جیسے جیسے علم آگے بڑھے — اور علمی سوال کرتا رہ ہر اس آدمی سے جسکے پاس سمجھ ہو

٢ فَفِيهِ جَلَاءٌ لِلْقُلُوبِ مِنَ العَمٰی — وَعَونٌ عَلَی الدِّينِ الَّذِی أَمْرُهُ حَتْمُ

اس سے دلوں سے جہالت کا میل دور ہوتا ہے — اور دین کے حتمی امور سمجھنے میں مدد ملتی ہے

٣ فَإِنِّي رَأَيْتُ الجَهْلَ يَزْرِی بِأَهْلِهِ — وَذُو العِلْمِ فِي الأَقْوَامِ يَرْفَعُهُ العِلْمُ

میں دیکھتا ہوں کہ جہالت جاہل کو رسوا کر دیتی ہے — اور علم صاحب علم کو لوگوں میں سر بلند کرتا ہے

٤ فَأَیُّ رَجَاءٍ فِي امْرِئٍ شَابَ رَأْسُهُ — وَأَفْنٰی شَبَاباً وَهُوَ مُسْتَعْجِمٌ فَدْمُ

پس کیا امید اس آدمی سے جسکا سر سفید ہو گیا — اور جوانی ختم ہوگئی مگر پھر بھی بے زبان اور احمق ہو

٥ وَهَلْ أَبْصَرَتْ عَيْنَاکَ أَقْبَحَ مَنْظَرًا — مِنَ الشَّيْبِ لاَعِلْمَ لَدَيْهِ وَلاَ حِلْمُ

تیری آنکھوں نے اس سے زیادہ قبیح منظر دیکھا ہوگا — کہ ایک آدمی بوڑھا ہو جائے مگر اسکے پاس علم وحلم نہ ہو

٦ وَخَالِطْ رُوَاةَ العِلْمِ واصْحَبْ خِيَارَهُمْ — فَصُحْبَتُهُمْ نَفْعٌ وَخَلْطَتُهُمْ غُنْمُ

رواۃ علم سے تعلق رکھ اور اھل علم کے ساتھ رہ — انکی صحبت نافع اور انکا اختلاط مفید ہے

٧ وَلَاتَعْدُو عَيْنَاکَ عَنْهُمْ فَإِنَّهُمْ — نُجُومُ هُدٰی مَامِثْلُهُمْ فِي الوَرٰی نَجْمُ

ان سے بے تعلقی نہ برت اس لئے کہ وہ — ہدایت کے لاثانی و بے مثال ستارے ہیں

٨ فَوَاللّٰهِ لَوْلاَ العِلْمُ مَافَصَحَ الهُدٰی — وَلاَ لاَحَ مِنْ غَيْبِ السَّمَاءِ لَنَا رَسْمُ

بخدا اگر علم نہ ہوتا تو ہدایت واضح نہ ہوتی — اور ہم پر راز ہائے خداوندی کا ایک حرف بھی نہ کھلتا

١۔ فَاسْلُکْ: سَلَکَ (ن) سَلْکاً وسُلُوکاً، المکان، داخل ہونا، الطریق، راستے کو پکڑے ہوئے چلتے چلے جانا، المَسْلَکُ، راستہ، ج، مَسَالِکُ، المِسْلَکُ، لڑی۔

٤۔ فَدْمُ: الفَدْمُ، کلام میں عاجز، بے وقوف، کم عقل، گاڑھے خون والا، ج، فِدَامٌ، مؤنث، فَدْمَةَ

قَافِیَةُ النّون

اِكْرَامُ النَّفْسِ

قال الإمام الشافعیؒ ، یصف قناعته وصون نفسه عن الهوان:

١ قَنِعْتُ بِالقُوتِ مِنْ زَمَانِي وَصُنْتُ نَفْسِي عَنِ الهَوَانِ

میں نے زندگی میں بقدر کفاف روزی پر قناعت اختیار کی اور اپنے نفس کو مال کے خاطر ذلیل ہونے سے بچایا

٢ خَوفاً مِنَ النَّاسِ أَنْ یَقُولُوا فَضْلُ فُلاَنٍ عَلَى فُلاَنِ

اس ڈر سے کہ لوگ ایسی باتیں کرنے لگیں کہ فلاں شخص کا فلاں پر بڑا احسان ہے

٣ مَنْ كُنْتُ عَنْ مَالِهِ غَنِيًّا فَلاَ أُبَالِي إِذَا جَفَانِي

میں جسکے مال سے بے پروا رہا اگر وہ مجھ پر جفا کرے تو مجھے کوئی پروانہیں

٤ وَمَنْ رَآنِي بِعَيْنِ نَقْصٍ رَأَيْتُهُ بِالَّتِي رَآنِي

جو شخص مجھے حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے میں بھی اسکو اسی نظر سے دیکھتا ہوں

٥ وَمَنْ رَآنِي بِعَيْنِ تَمٍّ رَأَيْتُهُ كَامِلَ المَعَانِي

اور جو شخص مجھے کمال کی نظر سے دیکھتا ہے میں بھی اسے صاحب کمال خیال کرتا ہوں

١ـ **القُوتُ**: مایقات به المرأ من طعام أو غذاء لیقیم أوده، ج،اَقْوَات، القُوتُ والقَائتُ گذارے کے لائق خوراک، کہاجاتا ہے " هوفی قائتٍ من العیش".

الهَوَانُ : الذُلُّ، هَانَ یَهُونُ هَونًا وهُونًا وهَوَانًا، الرجل،ذلّ وحقر، وفی المثل " إذا عزّ أخوک فهُنْ" ای اذا تعززوتعظّم فتذلل وتواضع، واذا عاسرک فیاسِره.

٣ـ **جَفَانِي**: جفا، نباعنه ولم یطمئن إلیه وتجافی، تباعد.

طَلاقُ الوَالِي

قال الإمام الشافعیؒ ، في صديق له تولّی إمرة بعض البلاد ، فتغيّرت عاداته عمّا كانت عليه، فكتب إليه الشافعیؒ يقول :

١ إِذْهَبْ فَوُدُّکَ مِنْ فُؤَادِي طَالِقٌ — أَبَداً وَلَيْسَ طَلَاقَ ذَاتِ البَيْنِ
جامیں نے تری محبت کوطلاق دیکر دل سے نکال دیا ہے — اگرچہ یہ طلاق، طلاق بائنہ نہیں ہے

٢ فَإِنِ ارْعَوَيْتَ فَإِنَّهَا تَطْلِيقَةٌ — وَيَدُومُ وُدُّکَ لِی عَلَی ثِنْتَيْنِ
اگرتو راہ راست پرآجائے تو یہ ایک ہی طلاق رہیگی — اور تیری محبت مابقیہ دو پر باقی رہیگی

٣ وَإِنْ امْتَنَعْتَ شَفَعْتُهَا بِمِثْلِهَا — فَتَكُونُ تَطْلِيقَيْنِ فِي حَيْضَيْنِ
اگر باز نہیں آیا تو ایک کے ساتھ دوسری بھی ملادونگا — تو یہ دوطلاقیں دوحیض میں ہوجائیگی

٤ وَ إِذَا الثَّلاثُ أَتَتْکَ مِنِّي بَتَّةً — لَمْ تُغْنِ عَنْکَ وِلَايَةُ السَّبِيْنِ
اور جب تین طلاقیں پوری ہوجائیگی — تو تجھے سبین کی امارت بھی کام نہ آئیگی

١۔ طَلَاقُ ذَاتِ البَيْنِ : الطلاق الذی لارجعة فيه.
٢۔ اِرْعَوَيْتَ: ارعوی عن الأذی و القبيح والجهل، كفّ عنه ورجع.
٣۔ شَفَعْتُهَا: شفع الشيئ،ضمّ مثله إليه. حيضين: الحيض حاضت المرأة حيضا ومحيضا، سال منهادم الحيض، فهی حائض، وحائضة، ج،حوائض وحُيِّض.
٤۔ السَّبِين: السَّيْبُ، حيل من وراء وادی القریٰ يقال له سيبان، والسَّيبُ ايضا كورة من سواد الكوفة وفی تاريخ بغداد، نهر باالبصرة فيه قرية كبيرة، والسيب ايضا بخوازم فی ناحيتها السفلیٰ، موضع أو جزيرة.

العَزَاءُ

قال الإمام الشافعیؒ ، معزّیاً عبد الرحمن بن مهدی بموت ولده :

۱ إِنِّي أُعَزِّيکَ لاَ أَنِّی عَلَی طَمَعٍ ... مِنَ الخُلُودِ وَلٰکِنْ سُنَّةُ الدِّیْنِ

میں تعزیت پیش کرتا ہوں مگر خلود کی لالچ میں نہیں ... بلکہ اس لئے کہ یہ دین اسلام کا طریقہ ہے

۲ فَمَا المُعَزِّی بِبَاقٍ بَعْدَ صَاحِبِهِ ... وَلاَ المُعَزَّی وَإِنْ عَاشَا إِلٰی حِیْنِ

نہ تعزیت کنندہ باقی رہنے والا ہے اسکے دوست کے بعد ... نہ تعزیت کیا جانے والا اگرچہ دونوں اجل مسمّی تک زندہ رہیں

هَذَا بِذَاکَ

۱ تَحَکَّمُوا فَاسْتَطَالُوا فِي تَحَکُّمِهِمْ ... وَعَمَّا قَلِیلٍ کَأَنَّ الأَمْرَ لَمْ یَکُنِ

لوگ متصرف الامور بنیں مگر زیادتیاں کیں ... تو چند ہی دنوں میں انکا تسلط ختم ہو گیا

۲ لَوْ أَنْصَفُوا، أُنْصِفُوا لٰکِنْ بَغَوْا فَبَغٰی ... عَلَیْهِمُ الدَّهْرُ بِالأَحْزَانِ والمِحَنِ

اگر انصاف کرتے تو انصاف پاتے مگر سرکشی کی تو ... زمانہ نے بھی ان پر آلام ومصائب سے سرکشی کی

۳ فَأَصْبَحُوا وَلِسَانُ الحَالِ یُنْشِدُهُمْ ... هَذَا بِذَاکَ وَلاَ عَتْبٌ عَلَی الزَّمَنِ

انکا انجام لسان حال یوں بیان کر رہی تھی ... یہ ظلم کا انجام ہے، زمانہ قابل ملامت نہیں

۱ـ **مُعزّیک** : عَزِی عَزَاءً، صبراً حسناً علی ما أصابه، یقال أحسن الله عزائک، ای رزقک الصّبر الحسن، وعزاه صبّرهٗ وسلّاهٗ وأمرهٗ بالصبر، تعزی القوم ،تصبّروا وقالوا "إنّا لِلّٰهِ وإِنَّاإِلَیهِ رَاجِعُون، صفت مذکر، عَزٍ، صفت مؤنث، عَزِیَّة.

۱ـ **المِحُنُ** : المِحْنَةُ، آزمائش،ج، مِحَنٌ، مَحَن(ف)مَحْناً، فلانا، آزمانا،امتحن، الشیئ، آزمائش کرنا،القول، سوچنا،غور کرنا۔

۳ـ **عَتَبَ**: العَتَبُ والعَتَبَةُ، مکروہ امر،شدت،سخت زمین، عَتَبَ (ن ض) عَتباً عُتُباناً مَعْتباً مَعْتَبَةً، علیه، کسی فعل پر سرزنش کرنا،خفگی ظاہر کرنا

كَيُفَ تَنَالُ العِلُم

۱ أَخِي لَنُ تَنَالَ العِلُمَ إِلَّا بِسِتَّةٍ سَأُنَبِّيُكَ عَنُ تَفُصِيُلِهَا بِبَيَانِ

اے بھائی تو علم حاصل نہیں کرسکتا مگر چھ چیزوں کے ذریعہ میں تجھے وہ تفصیلا بتانا چاہتا ہوں

۲ ذَكَاءٌ وَحِرُصٌ وَاجُتِهَادٌ وَبُلُغَةٌ وَصُحُبَةُ أُسُتَادٍ وَطُولُ زَمَانِ

ذکاوت، علم کی حرص، محنت اور گذارے کا سامان استاذ کی صحبت اور زمانۂ دراز تک حصول علم

تشریح: مطلب یہ کہ علم کے لئے ذکاوت کا ہونا ضروری ہے، غبی آدمی علم حاصل نہیں کرسکتا، اسی طرح علم کی طلب اور حرص بھی ہو اور پھر سخت محنت کرے، زندگی کی ضروریات میں سے بہ قدر ضرورت مال بھی میسّر ہو، استاذ کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کرتا ہو اور علم کے لئے لمبی مدت صرف کرے؛ تو علم میں پختگی آئے گی۔

۱۔ **ذَكَاءٌ :** ذَكَى يَذُكَى وذَكِيَ يَذُكَى وذَكُوَ يَذُكُو ذَكَاءً، نیز خاطر ہونا، صفت، ذکیٌّ، مؤنث، ذَكِيَّةٌ، ج، اذُكِيَاءُ.

۲۔ **بُلُغَةٌ :** الكفاية وماتصل به إلى المراد من غيرزيادة، البُلُغَة، والبَلَاغُ والتَبَلُّغ، گذارہ کی مقدار۔

وَسُوَاسُ الشَّيَاطِينِ

قال الإمام الشافعيؒ، إذا رأيت رجلا من أصحاب الحديث، فكانّما رأيت رجلا من أصحاب رسول الله ﷺ، جزاهم الله خيرا، حفظوا لنا الأصل، فلهم علينا الفضل:

١ كُلُّ العُلُومِ سِوَى القُرآنِ مَشْغَلَةٌ إِلَّا الحَدِيثُ وَعِلْمُ الفِقْهِ فِي الدِّينِ

سوائے قرآن کے جملہ علوم دنیویہ مشغلہ ہیں ہاں مگر علم حدیث اور علم فقہ

٢ العِلْمُ مَا كَانَ فِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا وَمَا سِوٰى ذَاكَ وَسُوَاسُ الشَّيَاطِينِ

علم تو وہ ہے جسمیں 'وبہ قال حدّثنا' کا ذکر ہو اسکے علاوہ شیاطین کے وساوس ہیں

تشریح: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب تم حدیث شریف سے مشغلہ رکھنے والے کسی عالم کو دیکھو تو سمجھو کہ گویا تم رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ میں سے کسی کو دیکھ رہے ہو، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے کہ انہوں نے ہمارے دین کی اصل کو باقی رکھا ہے، اوران حضرات کا ہم پر اور دین پر بڑا احسان وفضل ہے۔

١۔ **مَشْغَلَةٌ**: كل ما يشغل المرأ عمّا هوأوجب فيضيع فرصة الانتفاع به.

٢۔ **الوَسْوَاسُ**: وَسْوَسَ کا اسم، شیطان، ایک مرض جو غلبۂ سوداء کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، دل من جو برائی یا بے نفع بات گذرے اسپر بھی اطلاق ہوتا ہے، ج، وَسَاوِسُ.

جُنُونُ الجُنُونِ

قال الرّبيع بن سليمانؒ ، كنت عند الشافعیؒ ،فجاء رجل، فكلّمه بكلام، فأنشأ الشّافعیؒ يقول:

١ جُنُونُکَ مَجْنُونٌ وَلَسْتَ بِوَاجِدٍ طَبِيباً يُدَاوِي مِنْ جُنُونِ الجُنُونِ

تیرا جنون پوشیدہ ہے اور تو نہیں پا سکتا کوئی بھی ایسا طبیب جو مخفی جنون کا علاج کر سکے

سَأَصْبِرُ

١ سَأَصْبِرُ لِلحِمَام وَقَدْ أَتَانِي وَإِلَّا فَهُوَ آتٍ بَعْدَ حِينِ

میں موت پر صبر کرونگا جو مجھ سے بہت قریب آ چکی ہے اگر آج نہیں تو تھوڑے عرصہ کے بعد تو آنی ہی ہے

٢ وَإِنْ أَسْلَمْ يَمُتْ قَبْلِي حَبِيبٌ وَمَوتُ أَحِبَّتِي قَبْلِي يَسُونِي

اگر میں بچ گیا تو میرا حبیب پہلے وفات پائیگا اور دوستوں کا پہلے فوت ہونا بھی تو تکلیف دہ ہوتا ہے

١ـ **جُنُونُکَ** : جَنَّ (ن) جَنًّا وجُنُوناً، اللّيل، الشيئ وعليه ،ڈھانپنا، چھپانا، الجنين فى الرّحم، بچہ کا رحم میں چھپ جانا، جُنَّ (ن) جَنًّا وجُنُوناً، پاگل ودیوانہ ہونا،صفت،مَجنُونٌ، ج،مَجَانِيْنُ.

١ـ **الحِمَامُ** : موت. **يَسُونِى** : مخفّف يَسُوءُنِى أى يُؤذينى ويُؤلمني.

الصَّمتُ أَجمَلُ

١ لاَ خَيْرَ فِي حَشْوِ الكَلاَمِ — إِذَا اهْتَدَيْتَ إِلٰى عُيُونِهْ

فضول گفتگو اچھی چیز نہیں ہے — اگر چہ تو قادر الکلام ہو

٢ والصَّمْتُ أَجْمَلُ بِالفَتٰى — مِنْ مَنْطِقٍ فِي غَيْرِ حِيْنِهْ

شریف آدمی کے لئے خاموشی اچھی ہے — بے موقع گفتگو کرنے سے

٣ وَعَلَى الفَتَى لِطِبَاعِهِ — سِمَةٌ تَلُوحُ عَلَى جَبِيْنِهْ

اور شریف آدمی کی شرافت کی علامت — اسکی پیشانی سے ظاہر ہو جاتی ہے

١ـ عُيُونِه : عيون الكلام، أفضله وأشرفه.

٣ـ سِمَةٌ : العلامة.

تَلُوحُ: لَاحَ يَلُوحُ لَوحًا، الشيئ ،وَالَاحَ اِلاحَةً، الشيئ، ظاہر ہونا،البرق، چمکنا، النّجم،ستارے کا نکلنا روشن ہونا۔

جَبِيْنِهُ: الجَبِينُ، پیشانی، پیشانی کی طرف،ج، اَجْبُنُ وجُبُن واَجْبِنَةٌ.

لُقمَةٌ تَكفِينِي

١ رَأَيتُكَ تَكوِينِي بِمَيسَمِ مِنَّةٍ — كَأَنَّكَ كُنتَ الأَصلَ فِي يَومِ تَكوِينِي

تو مجھے احسان کے آلے سے اسطرح داغ رہا ہے — گویا میری پیدائش کا اصل سبب تو ہی تھا

٢ فَدَعنِي مِنَ المَنِّ الوَخِيمِ فَلُقمَةٌ — مِنَ العَيشِ تَكفِينِي إِلٰى يَومِ تَكفِينِي

پس تو مجھ پر بدانجام احسان جتانا چھوڑ دے اس لئے ایک لقمہ — روزی کا مجھے کفنانے کے دن تک کافی ہوسکتا ہے

شَوقٌ إِلَى غَزَّةَ

قال یاقوت الحموی، بغزة وُلِدَ الإمام أبو عبدالله محمد بن ادریس الشافعیؒ ، وانتقل طفلا إلی الحجاز ،وتعلم هناک ویروی له یذکرها:

١ وَ إِنِّي لَمُشتَاقٌ إِلَى أَرضِ غَزَّةَ — وَإِن خَانَنِي بَعدَ التَّفَرُّقِ كِتمَانِي

میں ارض غزۃ کا مشتاق ہوں اگرچہ جدائی کے بعد — میرے کتمان نے اس اشتیاق سے خیانت کی ہے

٢ سَقَى اللّٰهُ أَرضاً لَو ظَفَرتُ بِتُربِهَا — كَحَلتُ بِهِ مِن شِدَّةِ الشَّوقِ أَجفَانِي

اللہ اسے تروتازہ رکھے، اگر اسکی مٹی مجھے مل جائے — تو شدت شوق سے اپنی پلکوں کا سرمہ بنالوں

١۔ تکوینی : کَوَی، یَکوِی، کیاًّ،فلانا، لوہے وغیرہ سے داغ دینا ،کوت العقرب،فلاناً، بچھو کا ڈسنا، کوانی بعینه، مجھے تیز نظر سے دیکھا۔ المَیْسَمُ : داغنے کا آلہ،داغ کا نشان،ج، المَیَاسِمُ.
تَکْوِینی : کوَّنَ، تکویناً، الشیئ، کسی چیز کو پیدا کرنا،ایجاد کرنا،ناپیدا کو عدم سے وجود میں لانا۔

٢۔ الوَخِیمُ : الردئ، الثقیل، غیر الموافق. تَکْفِینی : کفی،یکفِی،کفایةً، الشیئ، کافی ہونا، صفت، کافٍ، کفی الشیئ فلانا، کسی چیز پر قناعت کرنا،دوسری چیز سے بے نیاز ہونا۔ تَکْفِینی : کفَّنَ المیّت، مردہ کو کفن دینا المعنی یوم وضعی فی الکفن، یہاں تکوینی اور تکفینی دو دو جگہ الگ الگ معنی میں استعمال ہوا ہے۔لغات میں اس فرق کو واضح کر دیا ہے۔

١۔ غزة : مدینة جنوبی فلسطین ، قاعدة قطاع، علی ساحل البحر المتوسط، فیها مات هاشم بن عبد مناف جد رسول الله ﷺ وبها قبره، ولذلک تعرف بغزة هاشم (معجم البلدان).

٢۔ أجفانی : الجفن، غطاء العین من أعلاها وأسفلها، ج،أَجْفَانٌ وأَجْفُنٌ وجُفُونٌ.

النَّصَائِحُ الغَالِیَة

۱ إِذَا رُمْتَ أَنْ تَحْيَا سَلِيْماً مِنَ الرَّدَی وَدِيْنُکَ مَوْفُورٌ وَعِرْضُکَ صَيِّنُ

اگرتو چاہتاہیکہ سلامت زندگی گذارے تیرادین کامل رہےاورعزت محفوظ رہے

۲ فَلاَ يَنْطِقَنْ مِنْکَ اللِّسَانُ بِسَوْأَةٍ فَکُلُّکَ سَوءَ اتٌ وَلِلنَّاسِ أَلْسُنُ

تو تیری زبان کوئی براکلمہ ہرگز نہ بولے اسلئے کہ تجھ میں بھی عیوب ہیں اورلوگوں کے پاس بھی زبانیں ہیں

۳ وَعَيْنَاکَ إِنْ أَبْدَتْ إِلَيْکَ مَعَائِباً فَدَعْهَا وقُلْ يَاعَيْنُ لِلنَّاسِ أَعْيُنُ

تیری آنکھیں اگر دوسرے کے عیوب تجھے دکھائے توصرف نظرکراورکہہ کہ اے آنکھ لوگوں کی بھی آنکھیں ہیں

٤ وَعَاشِرْ بِمَعْرُوفٍ وَسَامِحْ مَنِ اعْتَدَی وَدَافِعْ وَلٰکِنْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

حسن سلوک کراورمعتدی سے درگذرکر اورمدافعت کرےتوبہترطریقہ سے کر

۱۔ رُمْتَ : رام الشیئُ روما ومراماً، أراد وطلب، فهو رامٍ، مَرُومٌ ای مَطلوبٌ.

الرَّدی : الهلاک والموت. المَوْفُور : مکمل چیز۔ صَيِّنٌ : صان يصُونُ صَوْناً وصِيَاناً وصِيانةً، حفاظت کرنا،صفت مفع ، مَصُونٌ، مَصوُونٌ وصَيِّنٌ، محفوظ۔

۲۔ السَّوْأَةُ : العورة والفاحشة والعمل الشائن،ج، سَوْئَاتٌ، يقال، سوءة لک، أی قبحا لک.

۳۔ مُعائباً : المعابُ والمعابة، عیب،برائی ،ج، معائبُ، عاب، يَعِيبُ عيباً، الشيئ، عیب دار بنانا،صفت فا، عائبٌ، صفت مفع، مَعِيبٌ، مَعْيُوبٌ.

تَرْكُ الهُمُومِ

١ سَهِرَتْ أَعْيُنٌ وَنَامَتْ عُيُونُ　　فِي أُمُورٍ تَكُونُ أَوْلَا تَكُونُ

کچھ آنکھیں بیدار رہیں اور کچھ سوگئیں　　ایسے امور میں جو ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی ہو سکتے

٢ فَادْرَأِ الهَمَّ مَااسْتَطَعْتَ عَنِ النَّفْسِ　　فَحُمْلَانُکَ الهُمُومَ جُنُونُ

جتنا ممکن ہو سکے غموں کو دل سے دور رکھ　　اسلئے کہ غموں کا بوجھ اٹھائے پھرنا پاگل پنا ہے

٣ إِنَّ رَبًّا كَفَاكَ بِالأَمْسِ مَاكَا　　نَ سَيَكْفِيكَ فِي غَدٍ مَايَكُونُ

جو رب گذشتہ دنوں میں تجھے کافی ہو گیا تھا　　وہ ہی رب مستقبل میں بھی کافی ہو جائیگا

تشریح: مطلب یہ کہ بہت سے لوگ بلا وجہ کی فکروں میں پریشان رہتے ہیں، ان سے خطاب ہے کہ امور تکوینیہ سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں تو بلا وجہ غمگین کیوں رہتا ہے؟ کل جس خدا نے تیرے کام بنائے وہ خدا آئندہ بھی تیری مدد کریگا۔

٢۔ **فَأْدرَأْ** : دَرَاَهُ (ف) دَرْأً وَدُرءَةً، زور سے دھکیلنا، ہٹانا۔

حُملانُک : حَمَلَ (ض) حَمْلاً، حُملاناً، الشیئ علی ظهره، کسی شئ کو اپنی پیٹھ پر اٹھانا، صفت فا، الحَاملُ، ج، حَمَلَة، حَمَلَة القرآن، قرآن کو حفظ کرنے والے، مؤنث، حَامِلَةٌ، ج، حَوَاملُ.

هَوَانُ الطَّمَعُ

۱ أَمَتُّ مَطَامِعِي فَأَرَحْتُ نَفْسِي فَإِنَّ النَّفْسَ مَاطَمِعَتْ تَهُونُ

میں نے لالچ کو مار کر اپنے نفس کو راحت پہونچائی اسلئے کہ نفس جتنی لالچ کرتا ہے اتنا ہی ذلیل ہوتا ہے

۲ وَأَحْيَيْتُ الْقُنُوعَ وَكَانَ مَيْتاً فَفِي إِحْيَائِهِ عِرْضٌ مَصُونُ

اور میں نے قناعت کو زندہ کیا مردہ ہونے کے بعد اسلئے کہ اسکے احیاء ہی میں آبرو کی حفاظت ہے

۳ إِذَا طَمَعٌ يَحُلُّ بِقَلْبِ عَبْدٍ عَلَتْهُ مَهَانَةٌ وَعَلاَهُ هُونُ

جب لالچ کسی بندے کے دل میں گھر بنالیتی ہے تو اسپر حقارت غالب آجاتی ہے اور ذلت چھا جاتی ہے

تشریح: فرماتے ہیں کہ میں نے حرص ولالچ سے میرے من کو پاک کردیا تو مجھے راحت ہوگئی، اس لئے کہ نفس جب تک لالچ کرتا رہتا ہے؛ ذلیل ہوتا رہتا ہے، میں نے طبیعت میں قناعت پیدا کی تو میری عزت بچ گئی، اسلئے کہ جب کسی بندہ کے دل میں طمع آجاتی ہے تو وہ ایسے کام کرتا ہے، جس سے اسکی ذلت ہوتی ہے۔

۱۔ **مَطَامِعُ** : المَطْمَعُ، جسکی خواہش کی جائے، ج، مَطَامِعُ، طَمِعَ (س) طَمَعاً وطَمَاعاً وطَمَاعِيَةً فی الشیئ وبہ، حرص کرنا، لالچ، صفت، طَامِعٌ وطَمِعٌ وطُمُعٌ، ج، طَمِعُون وطُمَعَاءُ واَطْمَاعُ.

۲۔ **القُنُوع** : قَنَعَ (ف) قُنُوعاً، عاجزی دکھانا، القَنُوعُ، ج، قُنُعٌ والقَنِيعُ، ج، قُنَعَاءُ، قانع آدمی۔ القَانِعُ، فا، جو کچھ حصہ میں آئے اسپر راضی رہنے والا آدمی، تقدیر پر یا کم چیز پر راضی رہنے والا۔

العِرْضُ : موضع المدح والذم عند الإنسان، وما يفتخر به الإنسان من حسب أوشرف، ج، أَعْرَاضُ، يقال هو نقى العِرْض، اى برئ من أن يُشتم أو يُعاب.

۳۔ **يَحُلُّ** : حَلّ (ن،ض) حَلًّا وحللاً وحُلُولاً، المكان، کسی جگہ اترنا، بہ فی المکان، کسی کو کسی جگہ اتارنا، حلَّ (ض) حِلًّا. الشيئ، کسی چیز کا حلال ہونا، اليمين، قسم پوری کرنا، الرَّجل، احرام سے حلال ہونا۔

إِحْفَظْ لِسَانَكَ

وقال الإمام الشافعیؒ، فی صون اللّسان وكيف يكون إذا لم يحفظ، خطرا على الإنسان:

۱ إِحْفَظْ لِسَانَکَ أَيُّهَا الإِنْسَانُ	لا يَلْدَغَنَّکَ إِنَّهُ ثُعْبَانُ
اے انسان زبان کی حفاظت کر	وہ کہیں تجھے ڈس نہ لے کیونکہ یہ اژدھے کی طرح ہے
۲ کَمْ فِي الْمَقَابِرِ مِنْ قَتِيْلِ لِسَانِهِ	کَانَتْ تَهَابُ لِقَاءَهُ الأَقْرَانُ
بے شمار ایسے لوگوں کو زبان نے مروا کر قبر میں پہونچا دیا	جن سے ملنے سے ہیبت کے مارے ہم زمانہ گھبرایا کرتے تھے

تشریح: مطلب یہ کہ زبان اژدہا کی طرح ہے، جو انسان کو سخت نقصان پہونچا سکتی ہے؛ اسکی حفاظت کرنی چاہیئے، بہت سے لوگ دنیا میں بارعب تھے؛ لوگ ان سے ڈرتے تھے؛ مگر وہ اپنی زبان کی بے احتیاطیوں کی سزا قبر میں پارہے ہیں۔

۱۔ **اللِّسَانُ** : جسم لحمی مستطيل متحرك مثبت فی أقصى تجويف الفم، فيه حاسّة الذّوق ويساعد على البلع والكلام، ج، أَلْسنُ وأَلْسِنَةٌ ولُسُن ولِسَانَاتُ، لسانُ القوم، قوم کا نمائندہ، لِسانُ الصّدق، اچھی شہرت۔

يَلْدَغنَّک : لَدَغ (ف) لَدْغاً وتَلْداغاً، ڈسنا۔ **ثُعْبَانُ** : اژدھا، مذکر ومؤنث، ج، ثَعَابِينُ.

۲۔ **أَقْرَانُ** : القِرْنُ، ہمسر، مقابل، شجاعت یا علم میں نظیر، ج، قُرُونٌ، اَقرانٌ.

إِهَانَةُ النَّفْسِ

قال الربيع بن سليمان، كان الشافعیؒ يملى علينا فى صحن المسجد، فلحقته الشمس، فمرّ به بعض إخوانه فقال ،يا ابا عبدالله أفي الشمس؟ فأنشأ الشافعیؒ يقول، وروى أن ابا يعقوب البويطى قال ، لم أزل أسمع الشافعیؒ يردّد هذا البيت كثيراً:

١ أُهِينُ لَهُمْ نَفْسي لِأُكْرِمُهَابِهِمْ　　وَلاَ تُكْرَمُ النَّفْسُ الّتِى لاَ تُهِينُهَا

میں نفس کو متواضع بنا تا ہوں تا کہ وہ لوگوں میں مکرم ہو سکے　　اور وہ نفس ہرگز مکرم نہیں ہوتا جسے تو متواضع نہ بنائے

یہ شعر ’’ آداب الشافعي ومناقبه ‘‘ میں اسطرح بھی ذکر ہوا ہے۔

١ أُهِينُ لَهُمْ نَفْسي لِكَى يُكْرِمها　　وَلَنْ تَكْرم النفس التى لا تهينها

تشـــریــح: مطلب یہ کہ آدمی جب تواضع کر کے دوسرے کا اکرام کرتا ہے تو پھر اسکا بھی اکرام کیا جاتا ہے۔ جواللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو بلند فرماتے ہیں۔

العَيْبُ فِينَا

١ نُعِيبُ زَمَانَنَا والعَيْبُ فِينَا	وَمَا لِزَمَانِنَا عَيْبٌ سِوَانَا
ہم زمانہ کو بدنام کرتے ہیں حالانکہ عیب خود ہم میں ہیں	درحقیقت ہمارے سوا زمانہ میں کوئی عیب نہیں ہے
٢ وَنَهْجُو ذَا الزَّمَانَ بِغَيْرِ ذَنْبٍ	وَلَوْ نَطَقَ الزَّمَانُ لَنَا هَجَانَا
ہم زمانہ کی ناحق ہجو کرتے ہیں	اگر اسے گویائی دی جائے تو وہ بھی ہماری ھجو کرنے لگے
٣ وَلَيْسَ الذِّئْبُ يَأْكُلُ لَحْمَ ذِئْبٍ	وَيَأْكُلُ بَعْضُنَا بَعْضاً عَيَاناَ
بھیڑیا بھیڑیے کا گوشت نہیں کھاتا	جبکہ ہم علی الاعلان ایک دوسرے کا گوشت کھاتے ہے
٤ دِيَانَتُنَا التَّصَنُّعُ والتَّرَائِي	وَنَحْنُ بِهِ نُخَادِعُ مَنْ يَرَانَا
ہماری دینداری بناوٹ اور ریا کاری ہے	اسی کے ذریعہ ہم متعلقین کو دھوکہ دیتے ہیں
٥ لَبِسْنَا لِلْخِدَاعِ مُسُوحَ ضَأْنٍ	فَوَيْلٌ لِلْمُغِيرِ إِذَا أَتَانَا
ہم نے دھوکہ دھی کے لئے اُون کے جبّے پہن رکھے ہیں	ایسا غارت گر ہمارے پاس آنے سے پہلے ہلاک ہو

تشریح: مطلب یہ کہ لوگ خوامخواہ زمانے کی طرح برائی منسوب کرتے ہیں کہ بھائی زمانہ بہت برا ہے حالانکہ ساری برائیاں ہمارے اپنے دلوں میں ہیں۔ انسان کی حالت تو اس جانور سے بھی بدتر ہے جو بھیڑیا کہلاتا ہے کہ باوجود جنگلی جانور ہونے کے وہ ایک دوسرے کا گوشت نہیں کھاتے مگر انسان بھائی بھائی کا گلا کاٹتا ہے۔

١۔ **الذِّئْبُ** : من الحيوانات الضارية المفترسة المعروفة، كثير الخبث ذو غارات، حاد السَّمع والبصر، سريع العدو، كثير الحذر، يعيش على الجيف وعلى لحوم الحيوانات التى يفترسها، يألف الجبال و الهول والصحارى (الموسوعة فى علم الطبيعة).

٤۔ **التصنع والترائى** : الغش والخداع.

٥۔ **مُسُوحُ** : المِسْحُ، ٹاٹ، بالوں کا کمبل، بالوں کی پوشش، ج، اَمْسَاحُ ومُسُوح.

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ

۱ إنَّ لِـلّٰـهِ عِبَـاداً فُـطَـنَـا تَـرَكُـوا الـدُّنيَـا وَخَـافُوا الفِتَـنَا
اللہ کے کچھ عقلمند بندے ایسے ہیں جنہوں نے فتنوں کا اندیشہ کیا اور دنیا کو چھوڑ دیا

۲ نَـظَـرُوا فِيهَـا فَلَـمَّـا عَلِمُوا أَنَّهَـا لَيْسَـتْ لِـحَـيٍّ وَطَـنَـا
انہوں نے دنیا میں غور کیا اور جب جان لیا کہ دنیا کسی جاندار کا دائمی وطن نہیں ہے

۳ جَـعَـلُـوهَـا لُـجَّةً وَاتَّـخَـذُوا صَـالِـحَ الأَعْـمَـالِ فِيهَـا سُفُـنَـا
توانہوں نے دنیا کو گہرا سمندر سمجھکر نیک اعمال کو اسمیں سفر کرنے کا سفینہ بنا کیا

تشریح: دنیا میں صوفیاء نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ہے کہ دنیا کسی انسان کا دائمی وطن نہیں ہے، ہر ایک کو مرنا ہے، اور آخرت ہی ہمیشہ کی زندگی ہے، لہذا انہوں نے نیک اعمال کو نجات کا ذریعہ بنایا اور دنیا کے بکھیڑوں سے صحیح سالم نکل گئے۔ واقعی یہی لوگ عقلمند ہیں۔

فَبَشِّرْهُ

قال الإمام الشافعیؒ، يحدّد أثر العلم فی سيرة الإنسان وخلقه:

۱ إِذَا لَمْ يَزِدْ عِلْمُ الفَتىٰ قَلْبَهُ هُدىً وَسِيرَتَـهُ عَدْلاً وَأَخْلاقَـهُ حُسْنـاً
جب انسان کا علم قلب کی ھدایت سیرت میں عدل اور اخلاق میں حسن کا ذریعہ نہ بنے

۲ فَبَشِّـرْهُ أَنَّ الـلّٰـهَ أَوْلاَهُ نَـقْـمَةً يُسَـاءُ بِهَـا مِثْلَ الَّذِی عَبَدَ الوَثَـنَا
اسکو بشارت دے دو کہ اللہ نے اسکو ایسا عذاب دیا ہے جسکے نتیجہ میں بت پرستوں جیسی سزا پائیگا

۱۔ **فُطَنَا** : الفاطنُ والفَطِنُ والفَطِينُ والفُطُونُ والفَطُنُ والفَطْنُ، زیرک، سمجھدار، ج، فُطُنٌ وفُطْن.
۳۔ **لُجَّةً** : معظم الماء حيث لا يدرک قعره، جعلوها لجّة ای جعلوها شبيهة بالبحر.
۱۔ **هُدًى** : الرُّشد والصلاح، قال تعالیٰ "هُدی للمتّقين". **العَدْلُ** : الإستقامة وضدّ الجور والظّلم وهو اعطاء المرء مالهُ وأخذ ماعليه، قال تعالی "إن الله يأمر بالعدل".
۲۔ **نَقْمَة** : اسم من الانتقام، ای العقوبة، ج، نَقِيمٌ. **الوَثَنُ** : التمثال، يعبد، مما يتخذ من الخشب او الحجارة او النحاس او غيرها.

عَمِيُقٌ بَحُرُهُ

قال الإمام الشافعیؒ،یصف اتّساع بحر العلوم:

۱ لَنُ يَبُلُغَ العِلُمَ جَمِيعاً أَحَدٌ لَا وَلَوُحَاوَلَهُ أَلُفَ سَنَهُ

دنیا کے جملہ علوم کوئی حاصل نہیں کر سکتا ہرگز نہیں اگرچہ ہزار سال حصول علم میں لگا رہے

۲ إِنَّمَا العِلُمُ عَمِيقٌ بَحُرُهُ فَخُذُوا مِنُ كُلِّ شَيئٍ أَحُسَنَهُ

علم تو ایک عمیق سمندر ہے اسلئے ہر علم وفن کی خوبیاں حاصل کرلو

تشریح: دنیا میں علم ایک وسیع سمندر کی طرح ہے، کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ ہر علم کو مکمل حاصل کرسکے، چاہے ہزاروں سال محنت کرتا رہے، البتہ مختلف علوم میں جو علوم اچھے اور نافع ہوں اس کو حاصل کر لینا چاہئے۔

۱۔حَاوَلَهُ : حاولهُ مُحَاوَلَةً وحِوَالاً، کسی سے کوئی شئ حیلہ سے طلب کرنا، الشیئ، ارادہ کرنا، حیلہ سے طلب کرنا۔

الصَّبرُ جُنَّةٌ

۱ لاَ تَــحْــمِــلَــنَّ لِــمَــنْ يَــمُــنُّ   مِــنْ الْأَنَــامِ عَــلَــيْــكَ مِــنَّــةْ

لوگوں میں جو احسان جتانے والا ہو   اسکے احسان کا بوجھ اپنے اوپر نہ اٹھا

۲ وَاخْتَــرْ لِــنَــفْــسِــكَ حَــظَّــهَــا   واصْبِــرْ فَــإِنَّ الــصَّــبْــرَ جُــنَّــةْ

اپنے لئے تقدیر کے حصے پر راضی ہوجا   اور صبر اختیار کر اسلئے کہ صبر ڈھال ہے

۳ مِــنَــنُ الــرِّجَــالِ عَــلٰــى الْقُــلُــو   بِ أَشَــدُّ مِــنْ وَقْــعِ الأَسِــنَّــةْ

لوگوں کا احسان اٹھانا غیرتمند قلوب پر   نیزوں کی ضرب سے زیادہ بھاری ہوتا ہے

تشریح: لوگوں کا احسان اٹھانے سے بہتر ہے کہ جو اپنے نصیب میں ہے اسی پر قناعت کرے اور صبر کرے؛ صبر بمنزلہ ڈھال ہے۔

لوگوں کا احسان شریف انسان کے لئے نیزہ کی تکلیف سے کم نہیں ہے۔

۱۔ **يَمُنُّ** : مَنَّ (ن) مَنًّا ومِنَّةً عليه بماصنع، احسان جتانا۔ المِنَّةُ، احسان، ج، مِنَنٌ المَنَّانُ، الفخور بعطيته على من اعطى حتى يفسد عطائه.

۲۔**جُنَّةٌ** : پردہ، ج، جُنَنٌ والمِجَنُّ والمِجَنَّةُ، ہتھیاروں سے بچاؤ کی چیز، ڈھال، ج، مَجَانٌ.

۳۔ **الأَسِنَّةُ** : السِّنَانُ، نیزے کا پھل، ج، اَسِنَّةٌ ، السِنَّةُ دوطرفہ کلہاری۔

مَا شِئتَ کَانَ

إرادة اللّه هی الماضية، وحكمه النّافذ، يعلم منذ أن خلق النّاس ماسوف يصيبون، وما سيكون عليه أمرهم،قال المزنیؒ ،أنشدنی الشافعیؒ لنفسه:

١ مَـاشِئتَ کَانَ وَإنْ لَمْ أَشَأْ — وَمَاشِئتُ إنْ لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ

اے مولیٰ آپکا چاہا ہوا ہوکر رہتا ہے چاہے میں نہ چاہوں — اور میری چاہت اگر آپکی مشیت نہ ہوتو پوری نہیں ہوسکتی

٢ خَلَقْتَ العِبَادَ لِمَا قَدْ عَلِمْتَ — فَفِي العِلْمِ يَجْرِي الفَتَى والمُسِنُ

آپنے بندوں کوجس کام کے لئے پیدا کیا ہے آپ جانتے ہیں — آپکےعلم کے مطابق ہی بوڑھے اور جوان چل رہے ہے

٣ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَمِنْهُمْ سَعِيدٌ — وَمِنْهُمْ قَبِيحٌ وَمِنْهُمْ حَسَنُ

انمیں کوئی بد بخت ہےتو کوئی نیک بخت — اورانمیں کوئی خوبصورت ہےتو کوئی بدصورت

٤ عَلَى ذَا مَنَنْتَ وَهَذَا خَذَلْتَ — وَذَاکَ أَعَنْتَ وَذَا لَمْ تُعِنْ

کسی پرآپنے احسان فرمایااور کسی کوناکام کیا — کسی کی مدد فرمائی اور کسی کی مددنہیں فرمائی

٢ـ **المُسِنُ** : السِنُّ، عمر،مؤنث،ومنه فلان حديث السنّ،وہ نوعمر ہے، وفلان كبير السنّ، وہ بڑی عمر کا ہے، ومنه المُسِن، من الدوابِّ، بوڑھا جانور،ج، مَسَانُّ.

٣ـ**الشَّقِيُّ** : البائس، نقيض السّعيد. ذو العسر والشدة ،ج، اَشْقِيَاءُ .

السَّعِيدُ : نقيض الشقی الموفّق والمبارک،ج، سُعَداءُ.

مِنْ أَقْوَى الفِطَنْ

قال الإمام الشافعیؒ، أرفع الناس قدرا من لایری قدره، وأکثرهم فضلا من لا یری فضله:

١ لا يَكُنْ ظَنُّكَ إِلَّا سَيِّئًا ‏ إِنَّ سُوءَ الظَّنِّ مِنْ أَقْوَى الفِطَنْ

تیرا اپنے نفس کے بارے میں گمان برا ہی ہونا چاہئے ‏ یقیناً اپنے بارے میں بدگمانی اعلی درجہ کی سمجھداری ہے

٢ مَارَمَى الإِنْسَانَ فِي مَخْمَصَةٍ ‏ غَيْرُ حُسْنِ الظَّنِّ والقَوْلِ الحَسَنْ

انسان مخمصة میں مبتلا نہیں ہوتا ہے ‏ مگر حسن ظن اور قول حسن سے

تشریح: انسان کو اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے، اس لئے کہ نفس ہمیشہ دھوکہ دیتا ہے؛ امام شافعیؒ اسی لئے فرماتے ہیں کہ اپنے نفس سے بدگمانی کرتے رہو، اسی میں خیر ہے۔

١۔**مَخْمَصَةٍ** : خَمَصَهُ، خَمْصاً و خُمُوصاً و مَخْمَصَةً، الجُوع، بھوک کا کسی کو دُبلے پیٹ والا کر دینا، خَمِصَ (س) خَمْصاً و خُمُوصاً وَمَخْمَصَةً، پیٹ کا خالی ہونا، دبلا ہونا۔

إِرْجِعْ إِلٰی رَبِّ العِبَادِ

١ زِنْ مَنْ وَزَنْتَ بِمَا وَزَنْـ ــکَ وَمَا وَزَنُکَ بِهِ فَزِنُهُ
تو بھی لوگوں کا ایسا وزن کر (برتاؤ کر) جیسا انہوں نے تیرا وزن کیا (تیرے ساتھ برتاؤ کیا)

٢ مَنْ جَاءَ إِلَیْکَ فَرُحْ إِلَیْهِ وَمَنْ جَفَاکَ فَصُدَّ عَنْهُ
جو تیرے پاس آئے تو بھی اسکے پاس جا اور جو تجھ سے منہ موڑے تو بھی اس سے اعراض کر

٣ مَنْ ظَنَّ أَنَّکَ دُونَهُ فَاتْرُکْ هَوَاهُ إِذَنْ وَهِنْهُ
جو تجھے اپنے سے کمتر سمجھے اسکی محبت چھوڑ دے اور پروانہ کر

٤ وَارْجِعْ إِلَی رَبِّ العِبَا دِ فَکُلُّ مَا یَأْتِیکَ مِنْهُ
اور بندوں کے رب کی طرف رجوع کر کیونکہ سارے فیصلے وہیں سے ہوتے ہیں

تشریح: امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں آدمی کو عزت نفس کی حفاظت اور غیرت کی طرف ابھارتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آدمی کو لوگوں کے ساتھ برابری والا برتاؤ کرنا چاہیئے، برے آدمی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا کبھی کبھی اسکی برائی میں اضافہ کرتا ہے اور اچھے اخلاق سے پیش آنے والے کو اسکی نظر میں کمتر بنا دیتا ہے۔ اگر ایسے لوگوں کے بیچ رہنا پڑے تو احتیاط سے کام لینا چاہیئے تا کہ آدمی عزت نفس کی حفاظت کر سکے۔

٢۔ **فَرُحْ** : رَاحَ (ن) رَوْحاً، شام کے وقت آنا جانا یا کام کرنا، مطلق جانا۔
فَصُدَّ : صَدَّ (ن،ض) صَداً وصُدُوداً، عنه، اعراض کرنا، مائل ہونا، صفت ،صادٌّ ،ج، صُدَّادٌ.
هِنْهُ : هَانَهُ، ذَلَّهُ، اِحْتَقَرَهُ.

الإِحُسَانُ

١ إِذَا هَبَّتُ رِيَاحُكَ فَاغُتَنِمُهَا　　فَعُقُبٰى كُلِّ خَافِقَةٍ سُكُونُ

جب تیری ہوائیں چلیں (دور ہو) تو اسکو غنیمت سمجھ　　اسلئے کہ ہر اضطراب کا انجام سکون ہوتا ہے

٢ وَلاَ تَغُفَلُ عَنِ الإِحُسَانِ فِيهَا　　فَلاَ تَدُرِى السُّكُونُ مَتَى يَكُونُ

اچھے حالات میں احسان کرنے سے غافل نہ رہ　　نہ جانے کب یہ حالت بدل جائے

٣ وَإِنُ دَرَّتُ نِيَاقُكَ فَاحُتَلِبُهَا　　فَمَا تَدُرِي الفَصِيُلُ لِمَنُ يَكُونُ

جب تک اونٹنی دودھ دیتی رہے تو دوہ　　نہ جانے اونٹنی کا بچہ کس کا ہو؟

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے پاس مال دولت ہو اور وسعت کی ہوائیں چل رہی ہوں، تو اس وقت کو غنیمت سمجھ لو، اس لئے کہ ہر طوفان کے بعد سکون ہوتا ہے، حالات بدلتے ہیں معلوم نہیں، اچھی حالت کب لوٹ جائے اور دائمی سکون ہو، اس لئے احسان سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔

١۔ **هَبَّتُ** : (ن) هُبُوباً وهَبِيباً، الريح، ہوا کا چلنا، النّجم، ستارے کا طلوع ہونا۔

عُقُبٰى : کام کا بدلہ، ہر چیز کا آخر، آخرت۔ **خَافِقَةٍ** : خَفَقَ (ن،ض) خَفُقاً، حرکت، اضطراب و خُفُوقاً و خَفُقَاناً، الفؤادَ، دل کا ڈھڑکنا، الراية، جھنڈے کا ہلنا، البرق، بجلی کا کوندنا، الطائر، پرندے کا اڑنا۔

٣۔ **دَرَّتُ** : دَرَّ اللَّبَن، اجتمع فى الضرع وكنز.

نِيَاقُكَ : الناقة، اونٹنی، ج، نِيَاقٌ وَنَاقَاتٌ واَنُوَاقٌ وَاَنُيُقٌ ، جج، اَيَانِقُ وَنِيَاقَاتٌ.

فَاحُتَلِبُهَا : حَلَبَ (ن،ض) حَلُباً وَحِلاَباً، الشّاة، بکری وغیرہ کا دوہنا، فاعل، حَالِبٌ، ج، حَلَبَةٌ، کہا جاتا ہے، حَلَبَ الدَّهُر اَشُطُرُهُ، زمانے کی بھلی باتوں کو خوب آزمایا، حَلَبُتَ بِالساعد الاشدّ تو نے مضبوط آدمی سے مدد لی۔

الفَصِيُلُ : اونٹنی یا گائی کا وہ بچہ جو ماں سے علیحدہ ہوگیا ہو، شہر پناہ کے سامنے چھوٹی دیوار، ج، فِصَالٌ وفُصُلاَنٌ.

جَامِعُ المَالِ

یحثّ الإمام الشافعیؒ ،علی عمل الخیر فی الدّنیا ونحن فی أوج عزّتنا وقوّتنا ، لا أن نعمل الخیر قبیل وفاتنا بقلیل، أو نحن علی فراش المرض والنّزع:

۱ یَا جَامِعَ المَالِ تَرْجُو أَنْ تَفُوزَ بِهِ ۔۔۔ کُلْ مَاأَکَلْتَ وَقَدِّمْ لِلْمَوازِینِ

اے مال کے حریص تو مال سے کامیابی چاہتا ہے؟ ۔۔۔ کھا سکے اتنا کھالے اور مابقیہ میزان عمل میں بھیج دے

۲ وَلاَ تَکُنْ کَالَّذِی قَدْ قَالَ إِذحَضَرَتْ ۔۔۔ وَفَاتُهُ،ثُلْثُ مَالِی لِلْمَسَاکِینِ

اور اس آدمی کی طرح نہ بن جو مرتے وقت کہے ۔۔۔ میرا تہائی مال مساکین کے لئے صدقہ ہے

إِنْ شِئْتَ أَنْ تَحْيٰ غَنِياً

۱ إِذَا شِئْتَ أَنْ تَحْيا غَنِیاً فَلاَ تَکُنْ ۔۔۔ عَلَی حَالَةٍ إِلاَّ رَضِیتَ بِدُونِهَا

اگر تو شائن بے نیازی سے زندگی گذارنا چاہتا ہے ۔۔۔ تو موجودہ حال سے ادنی حال زندگی پر بھی راضی ہوجا

۱ـ المَوَازِینُ : المِیزَانُ، ترازو،مقدار،انصاف،ج،المَوَازِینُ وَهنا ثقل الحسنات یوم الحساب.

حُبُّ العَجُوزِ

کتب رجل رقعة یستفتی بها الإمام الشافعیؒ :

١ مَـاذَاتَـقُـولُ هَـدَاکَ اللّٰـه فِي رَجُلٍ أَمُسَـی یُـحِـبُّ عَـجُوزًا بِنْتُ تِسْعِینِ

آپ کیا فرماتے ہیں اللہ آپکی رہبری فرمادے اس مرد کے بارے میں جو نوے سالہ بوڑھی سے محبت کرتا ہے

فأجابه الإمام الشافعیؒ:

٢ نَبْـکِـی عَـلَیْـهِ فَـقَـدْ حُـقَّ البُـکَـاءُ لَـهُ حُـبَّ الـعَـجُـوزِ بِتَرْکِ الخُرَّدِالعِین

ہم اس پر روئینگے اسلئے کہ وہ اسکا مستحق ہوگیا ہے باکرہ حسینہ کو چھوڑ کر بوڑھی سے محبت کرنے کی وجہ سے

١ــ عَـجُوزاً : عَـجَـزَتْ (ن) وَعَـجُـزَتْ (ک) عُـجُـوزاً، المَرْأَةُ ، عورت بوڑھی ہوگئی، الـعَـجُوزُ، بڑھیا، ج، عُجُزٌ وَعَجَائِزُ ، رجل عَجُزٌ وَعَجِزٌ، عاجز مرد، کہتے ہیں هو عُجُزَةُ ابیه ،وہ اپنے باپ کا آخری لڑکا ہے۔

الخُرَّدُ : خَـرِدَتْ(س) خَرَداً وتَخَرَّدَتْ، الجارية ،لڑکی کا باکرہ ہونا،دوشیزہ ہونا، الـخَرِيدُ والخَرِيْدَةُ والخَرُودُ، باکرہ لڑکی،شرمیلی اورزیادہ خاموش رہنےوالی لڑکی، لُؤلُؤٌ خَرِيدٌ، ناسفیۃ موتی۔

العِينُ : نُـجُلُ العيون، حسانها، قال تعالیٰ "قاصرات الطرف عِين" " وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ " قرنّاهم بنساء بيض مخلوقات فی الجنة واسعات الاعین، حسانها.

البِرُّ والإِيمانُ

١ يَـامَـنْ تَـعَـزَّرَ بِـالـدُّنْيَا وَزِينَتِهَا — الـدَّهْـرُ يَأتِـى عَـلَـى المَبْنِىِّ والبَانِي

اے وہ آدمی جو دنیاوی زینت کو عزت کا سبب مانتا ہے — حوادثات زمانہ مکان ومکیں دونوں کو ہلاک کردیگا

٢ وَمَـنْ يَـكُـنْ عِـزُّهُ الـدُّنْيَاوزِيـنَتُهَا — فَـعِــزُّهُ عَـنْ قَـلِيـلٍ زَائِلٌ فَـانِـي

جسکی عزت دنیوی زیب وزینت سے ہو — سواسکی عزت عنقریب فنا ہوجائیگی

٣ وَاعْـلَـمْ بِـأَنَّ كُـنُوزَ الأَرْضِ مِنْ ذَهَبٍ — فَـاجْـعَـلْ كُـنُـوزَکَ مِـنْ بِرٍّوَ إيمَانِ

اور جان لے کہ دنیاداروں کا خزانہ سونا چاندی ہے — مگر تو بھلائی اور ایمان کو اپنا خزانہ بنا

١ـ تَعَزَّرَ : قوی، ای یا أیها الإنسان الذی قویت بالدَّنیا الفَانِیَة.

المَبْنِیَّ : بَنٰی(ض) بِناءً وَبُنْیَاناً وبِنیَةً وَبِنَایَةً، البیت، گھرتعمیرکرنا، الأرض، زمین آبادکرنا۔

البانی: فاعل، ج، بُناۃٌ والبَنَّاءُ ،معمار، ج،بَنَّائُونَ.

٣ـ الـذَّهَبَ : مذکرومؤنث، معـدن نـفیـس اصـفـر بـرّاق لا یَتَـأثر بالماء والهواء والحوامض، یستعمل فی صنع الحلی ولصک النقود الذهبیة.

الإیمانُ : نَقیض الکفر. والتصدیق بالقلب والاقرار باللّسان. البِرَّ : الإحسان.

سَمِيعُ الدُّعَاء

قال الإمام محمد بن إدريس الشافعیؒ، فی الدّعاء:

١ يَـا سَـمِيـعَ الـدُّعَـاءِ كُنْ عِنْدَ ظَنِّي وَاكْـفِنِـي مَـنْ كَـفَيْتَـهُ الشَّـرَّ مِنِّي

اے دعاؤں کو سننے والے میرے ساتھ میرے گمان جیسا معاملہ فرما اور میری طرف سے لوگوں کی شرارت کے لئے کافی ہو جا

٢ وَ أَعِنـیِّ عَـلَـی رِضَـاکَ، وخِـرْلِي فِـي أُمُـورِي، وَعَـافِـنِي وَأعْفُ عَنِّي

تیری رضا کے اعمال پر میری مدد فرما اور میرے لئے اچھے امور کا انتخاب فرما، عافیت عطا فرما اور درگذر فرما

١ـ **الدُّعَاء** : الطّلب من الله تعالى مع التّذلّل والخضوع، قال رسول الله ﷺ " الدُّعاء مُخُّ العبادة". **السَّميعُ** : من أسماء اللّٰه الحُسنیٰ، يقول الشاعر العربی فی دعاء بإسم السميع :

يـا سـامـعـا فـی اللّيلة الظّـلـمـاء صـوت دبيـب الـنّـمـلة السوداء

تَـدبّ فـوق الـصـخـرة الـصـمّـاء أنـت السّـميع هـامـس الـدُّعـاء

تـدعـو بـه الـقـلـوب فـی الـخـفـاء مـن غيـر مـاصـوت ولا أصـداءِ

٢ـ **خِرلِی** : خَارَ (ض) خَيْرَ ة وَخِيْـرَةً وخِيراً وَخَيَّرَ الشيئ علی غيره، ایک شیئ کو دوسرے پر فضیلت دینا، برتری دینا۔ اللّٰهم خِرلِی، اے اللہ میرے لئے دونوں امور میں سے بہتر کا انتخاب فرما۔

قَافِيَةُ الهاء

الأُسُودُ والكِلاَبُ

١ سَأَتْرُكُ حُبَّكُمْ مِنْ غَيْرِ بُغْضٍ — وَلاَ أَرْضَى مُقَارَنَةَ السَّفِيهِ
میں بغیر ناراضگی کے تمہاری محبت ترک کردونگا — کیونکہ مجھے بے وقوفوں کی دوستی پسند نہیں

٢ وَتَحْتَرِمُ الأُسُودُ وُرُودَ مَاءٍ — إِذَا كَانَ الكِلاَبُ وَلَغْنَ فِيهِ
شیر اس گھاٹ پر پانی نہیں پیتا — جہاں کتے منھ ڈالتے ہوں

٣ إِذَا دَبَّ الدَّبِيبُ عَلَى طَعَامٍ — سَأَتْرُكُهُ وَقَلْبِي يَشْتَهِيهِ
جس کھانے پر چھوٹے کیڑے رینگنے لگے — میں خواہش کے باوجود وہ نہیں کھاتا

٤ إِذَا شَرِبَ الأَسَدُ مِنْ خَلْفِ كَلْبٍ — فَهَاذَاكَ الأَسَدُ لاَ خَيْرَ فِيهِ
جب شیر کتے کا جھوٹا پینے لگے — تو وہ شیر شیر نہیں رہتا

١ـ **المُقَارَنَةُ** : قَرَنَ (ض) قَرْناً، الشيئ بالشيئ، ایک چیز کو دوسرے سے متصل کرنا، باندھنا، الثورين، بیل جوتنا، البعيرين، ایک رسی میں دو اونٹ باندھنا، قارَنَ، مُقَارَنَةً وَقِرَاناً، کسی کے ساتھ کرنا، متصل کرنا۔ القَرِينُ، متصل، مصاحب، قبیلہ، خاوند، نفس، ج، قُرناءُ۔

٢ـ **الوُرُود** : وَرَدَ يَرِدُ وُرُوداً، الماء، پانی پر آنا یا پہونچنا، صفت، وَارِدٌ، وَفِي القُرآن الكريم "فَلَمَّا وَرَدَ ماءَ مَدْيَنَ.

٣ـ **دَبّ الدّبِيبُ** : دَبَّ (ض) دَبّاً ودَبِيباً، سانپ کی طرح رینگنا یا بچہ کی طرح ہاتھ پیروں پر گھسٹنا۔ الدَّبِيبُ، ہر رینگنے والا چھوٹا کیڑا۔

قَافِیَةُ الألف المقصورة

حَیَاةُ الأَشْرَافِ واللِّئَامِ

۱ أَرَی حُمُراً تَرْعٰی وَتُعْلِفُ مَاتَھْوٰی — وأُسْداً جِیَاعاً تَظْمَأُ الدَّھْرَ لاَ تُرْوٰی

میں دیکھتا ہوں کہ گدھوں کو پسندیدہ چارہ مل جاتا ہے — اور شیر نرزندگی بھر بھوکے پیاسے رہتے ہیں

۲ وَأَشْرَافَ قَوْمٍ لاَیَنَالُونَ قُوتَھُمْ — وَقَوماً لِئَاماً تَأْکُلُ المَنَّ والسَّلْوٰی

شرفاءقوم کوقوت لایموت میسّر نہیں — اور کمینے من وسلوی کھاتے ہیں

۳ قَضَاءٌ لِدَیَّانِ الخَلاَئِقِ سَابِقٌ — وَلَیْسَ عَلٰی مُرَّ القَضَا أَحَدٌ یَقْوٰی

یہ حاکم خلائق کا فیصلہ ہے جو ہو چکا ہے — اور تقدیر کا تلخ فیصلہ کوئی بدل نہیں سکتا

٤ فَمَنْ عَرَفَ الدَّھْرَالخَؤُونَ وَصَرفَهُ — تَصَبَّرَ لِلْبَلْوٰی وَلَمْ یُظْھِرِ الشَّکْوٰی

جوزمانہ کے انقلابات وتصرفات کو پہچانتا ہے — وہ حوادثات پرصبر کرلیتا ہے اور شکایت نہیں کرتا

۱۔ **حُمُراً** : المفرد، الحمار، حیوان داجن اصغر من الفرس فصیلة الخیلیّات تخدم للحمل والرّکوب ،ھادئ ،صبور، بطئ فی سیرہ، جبان فی خلقه، ج،حَمِیْرٌ، حُمُرٌ، المُؤنّث، حِمَارَة وأتَانٌ، التَصغیر، حُمَیْرٌ، کنیته أبو صابر وأبو زیاد (حیاة الحیوان الکبریٰ) . **تَعْلِفُ: عَلَفَ** (ض) عَلْفاً وعَلَّفَ واَعْلَفَ، الدَّابة، جانورکوچارہ دینا، العَلِیفُ والعَلُوفَةُ،صرف چارہ کھانے والا۔

۲۔ **قُوتَھُمْ** : القُوتُ، مایقوم به بدن الإنسان من الطعام. **اللِّئَامُ** : لؤم فلان لؤما ولآمة، دنوأصله وشحّت نفسه فھو لئیم. **المَنُّ والسَّلْوٰی** : نعمة الله تعالیٰ من رزق وھو الذی أنزله الله تعالی علی بنی اسرائیل بوجه عجیب فی التّیه، یقول تعالیٰ '' وَاَنْزَلْنَاعَلَیْکُمُ المَنَّ السَّلْوٰی''

۳۔ **الدَّیَّانُ** : من أسماء الله الحسنی، وھو القھّار والمجازی بالخیر والشر.

٤۔ **الخَئُون** : خان (ن) خَوْناً وخِیَانَةً وَمَخَانَةً وَخَانَةً فی کذا، امانت میں خیانت کرنا،خانة الدّھر ، زمانہ کاکسی کی حالت کوفراخی سے تنگی میں تبدیل کرنا،صفت، خَائِنٌ، ج،خُوَّانٌ ، الخَئُون والخَوَّانَةُ، بڑاخائن۔ **الشَّکْوٰی** : مایشکی منه، والتوجّع من ألم وغیرہ، ج، شکاوٰی.

قَافِيَةُ اليَاءِ

أَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِ

١ أَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِ السَّفِيهِ فَكُلُّ مَا قَالَ فَهُوَ فِيهِ

جاہل بے وقوف کی باتوں سے درگذر کر کیونکہ وہ جو بولتا ہے وہ اسکی جہالت کا نتیجہ ہے

٢ مَا ضَرَّ بَحْرَ الفُرَاتِ يَوْماً إِنْ خَاضَ بَعْضُ الكِلَابِ فِيهِ

بہنے والے دریائے فرات کو کوئی نقصان نہ ہوگا اگر کچھ کتّے کسی دن اسمیں گھس جائیں

١۔ **أَعْرِضْ** : أَعْرَضَ عنه، منہ موڑنا، اعراض کرنا۔

السَّفِيهُ : ج، سُفَهَاءُ، بے وقوف، کم عقل، نادان۔

٢۔ **خَاضَ** : خَاضَ (ن) خَوضاً وخِيَاضاً، الماء، پانی میں گھسنا، داخل ہونا، فی الحدیث، گفتگو میں مشغول ہونا، الغمرات، سختیوں میں گھس جانا۔

عَيۡنُ الرِّضَا

١ وَعَيۡنُ الرِّضَا عَنۡ كُلِّ عَيۡبٍ كَلِيلَةٌ — وَلٰكِنَّ عَيۡنَ السُّخۡطِ تُبۡدِي الۡمَسَاوِيَا

محبت کی نگاہ عیب دیکھنے میں کمزور ہوتی ہے — اور ناراضگی کی نگاہ عیوب واضح کرتی ہے

٢ وَلَسۡتُ بِهَيَّابٍ لِمَنۡ لَا يَهَابُنِي — وَلَسۡتُ أَرٰى لِلۡمَرۡءِ مَا لَا يَرٰى لِيَا

جو مجھ سے نہیں ڈرتا میں بھی اس سے نہیں ڈرتا — اور جو میرا خیال نہیں کرتا میں اسکا خیال نہیں کرتا

٣ فَإِنۡ تَدۡنُ مِنِّي، تَدۡنُ مِنۡكَ مَوَدَّتِي — وَإِنۡ تَنۡأَ عَنِّي تَلۡقَنِي عَنۡكَ نَائِيًا

تو مجھ سے قریب ہوگا تو میری محبت تجھ سے قریب ہوگی — اور اگر تو دور ہوگا تو مجھے بھی اپنے سے دور پائیگا

٤ كِلَانَا غَنِيٌّ عَنۡ أَخِيهِ حَيَاتَهُ — وَنَحۡنُ إِذَا مِتۡنَا أَشَدُّ تَغَانِيَا

ہم میں سے ہر ایک زندگی میں ایک دوسرے سے بے نیاز ہیں — اور موت کے بعد یہ بے پرواہی اور زیادہ بڑھ جائیگی

١۔ كَلِيلَةٌ : كَلَّ (ض) كَلًّا وَكَلَالًا وَكُلُولَةً، تھکنا، كَلِيل اللّسان والبصر، زبان یا نگاہ کا اچھی طرح کام نہ دینا، الكَلِيلُ، تھکا ہوا، بَصَرٌ كَلِيلٌ، کمزور، نگاہ، سَيۡفٌ كَلِيلٌ، کند تلوار، ج، كِلَالٌ.

٢۔ هَيَّاب : خائفٍ.

٣۔ تَنۡأَ : نأی، يَنۡأَى نَأۡيًا، فلانا ونأَى عن فُلان، دور ہونا، صفت، ناءٍ، مؤنث، نائِيَةٌ.

٤۔ تَغَانِيًا : تَغَانى، تَغَانِيًا، ایک دوسرے سے غنی ہونا، بے نیاز ہونا، استغنٰی، بے نیاز ہونا، عنه به، اکتفا کرنا، اللهُ، خدا تعالیٰ سے دعا کرنا کہ وہ غنی کردے۔

حُبُّ الفَاطِمِيَّةِ

١ إِذَا فِي مَجْلِسٍ نَذْكُرُ عَلِياًّ وَسِبْطَيْهِ وَفَاطِمَةَ الزَّكِيَّهْ

جب ہم کسی مجلس میں حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہیں اور حسنینؓ اور فاطمہ زکیہؓ کی یاد تازہ کرتے ہیں

٢ يُقَالُ تَجَاوَزُوا يَا قَومُ هَذَا فَهَذَا مِنْ حَدِيثِ الرَّافِضِيَّهْ

تو کہا جاتا ہے کہ اے لوگو اسکو چھوڑ دو کیونکہ یہ روافض والی باتیں کر رہا ہے

٣ بَرِئْتُ إِلَى المُهَيْمِنِ مِنْ أُنَاسٍ يَرَوْنَ الرَّفْضَ حُبَّ الفَاطِمِيَّهْ

میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسے لوگوں سے براءت ظاہر کرتا ہوں جو اولاد فاطمہؓ سے محبت کو رفض سمجھتے ہوں

١ـ سِبْطَيْهِ : السبط ولد الإبن والإبنة ، وهما الحسن والحسينؓ

٣ـ المُهَيْمِنُ : اسماء الله الحُسنىٰ، المُسَيْطِرُ.